ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال علمی و ادبی خدمات

مصنف

محمد انورالدین

پی ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالر یونی ورسٹی آف حیدرآباد

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال علمی وادبی خدمات

مصنف

محمد انورالدین

پی ایچ۔ڈی ریسرچ اسکالر یونی ورسٹی آف حیدرآباد

ناشر

اقبال اکیڈیمی حیدرآباد انڈیا

Dr.SYED MUSTAFA KAMAL

ILMI WO ADABI KHIDMAAT

By

MOHD.ANWERUDDIN
Ph.D. Research Scholar
Dept.of Urdu,School of Humanities
University of Hyderabad,Hyderabad
E-Mail:anweruoh@gmail.comCell:09032458868

First Edition : 2014
Price :Rs.250/-
ISBN: 81-86370-60-9

نام کتاب	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال علمی وادبی خدمات
مصنف	محمد انورالدین
باراول سنہ اشاعت	۲۰۱۴ء
صفحات	۲۲۴
تعداد	۳۰۰
قیمت	۲۵۰/- (دوسو پچاس سکہ ہند)
ترتیب وتزئین	محمد اظہرالدین (بی۔اے)
ناشر	اقبال اکیڈیمی حیدرآباد

''یہ کتاب اردو اکیڈیمی آندھراپردیش کی جزوی مالی اعانت سے شائع کی گئی ہے۔''

زیر اہتمام

جیشا ایجوکیشن سوسائٹی (رجسٹرڈ) ویسٹ ماریڈپلی سکندرآباد 26

ملنے کے پتے

(۱) محمد انورالدین شریک مدیر سہ ماہی ''پھولبن'' حیدرآباد سیل: 09032458868

(۲) اقبال اکیڈیمی، گلشن خلیل: 10-5-7/1 تالاب ماں صاحبہ حیدرآباد 28 فون 040-23323950

(۳) دفتر ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد 18&31 بیچلرز کوارٹرز، معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد۔ 500001

انتساب

والدہ محترمہ

شہربانو بنت فدا حسین نوراللہ مرقدھا

زوجۂ

جناب محمد معین الدین مدظلہٗ العالی

کے نام

فہرست

باب دوم

علمی خدمات

باب سوم

ادبی خدمات

باب چہارم

بہ حیثیت صحافی

باب پنجم

اردو طنز و مزاح کے فروغ و اشاعت میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی خدمات

باب ششم

شگوفہ اول

ایم۔اے اردو میں امتیازی نشانات حاصل کرنے کے بعد ارادہ ہوا کہ ایم۔فل بھی اردو ہی سے کروں عثمانیہ یونی ورسٹی سے ایم۔فل ختم کیا جاچکا لیکن انٹرنس ٹسٹ کے ذریعے راست پی ایچ۔ڈی کے مواقع ہیں۔لہٰذا میں نے راست پی ایچ۔ڈی کے لیے فارم داخل کیا تھا۔اسی اثناء میں یونی ورسٹی آف حیدرآباد سے ایم۔فل میں داخلوں کا اعلامیہ جاری ہوا تو پروفیسر فاطمہ بیگم پروین صاحبہ نے مجھے پی ایچ۔ڈی سے پہلے ایم۔فل کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ میں نے یونی ورسٹی آف حیدرآباد سے اردو میں ایم۔فل کیا۔

ایم۔فل کے دوران موضوع کا انتخاب میں بذات خود طئے کرنا چاہتا تھا تاکہ وائس چانسلر کی جانب سے نامزد کردہ شعبہ کی کمیٹی میں پیش کرسکوں یوں تو میرے پاس ایک فہرست تھی لیکن ان میں مجھے ''قرآن مجید کے اردو تراجم میں جمالیاتی مناظر'' کے عنوان سے رغبت تھی لیکن صدر شعبہ اردو اور شعبے کے دیگر اساتذہ نے اس موضوع اور دیگر موضوعات پر کام کرنے سے اتفاق نہیں کیا'اس لیے میں نے پہلے ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے پھر گائیڈ سے مشاورت کی۔

بالآخر موضوع ''سید مصطفیٰ کمال کی علمی اور ادبی خدمات'' کو قطعیت دی گئی'اس طرح میرا ایم۔فل مکمل ہوا۔جس کی اطلاع انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج حمایت نگر حیدرآباد کے صدر جناب محمد معین الدین اختر نے اپنا ایک صحافتی بیان اس طرح شائع کرایا :

''حیدرآباد ۱۴ اکتوبر (پریس نوٹ) کنٹرولر آف اگزامنیشن یونی ورسٹی آف

حیدرآباد کے پریس ریلز نمبر UH/Exams./M.Phil./2013/1027
کے بموجب محمد انورالدین کے مقالے ''سید مصطفیٰ کمال کی علمی اور
ادبی خدمات'' کے لیے ایم۔فل کی ڈگری عطا کی گئی انہوں نے یہ
مقالہ اسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر حبیب نثار کی نگرانی میں مورخہ
۲۶ر جون ۲۰۱۲ء کو پیش کیا تھا۔محمد انورالدین نے جامعہ عثمانیہ سے
ایم۔اے(عربی)' مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی سے ایم۔اے
(اردو) اور یونی ورسٹی آف حیدرآباد سے پی جی ڈی ایم ٹی یوامتیازی
نمبرات سے کامیاب کیا اور اب اسی یونی ورسٹی سے وہ پی ایچ۔ڈی
کے ریسرچ اسکالر ہیں۔وہ کئی علمی و ادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں
جن میں انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس ایوننگ کالج حمایت نگر
کے جوئنٹ سکریٹری اور اسی کالج کے ترجمان سہ ماہی ''پھولبن''
حیدرآباد کے شریک مدیر ہیں اس کے علاوہ وہ مقبول عام کتاب ''اردو
زبان سیکھنے کے لیے آسان اردو'' کے مؤلف بھی ہیں۔''

(روزنامہ منصف حیدرآباد مورخہ ۱۵ر اکتوبر ۲۰۱۳ء)

اللہ رب العزت کا بے انتہا کرم ہوا ہے کہ اس نے فوراً اس مقالے کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے کا موقع عنایت فرمایا اور آپ تمام کے ہاتھوں تک پہنچانے کے وسائل فراہم کیے۔

راقم سطور نے موضوع کو چھے ابواب میں تقسیم کیا ہے:

''ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی سوانح و شخصیت'' کے عنوان سے پہلا باب باندھا ہے۔جس کے تحت سوانح کے ضمن میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے آباء واجداد' والدین' ولادت' تعلیم و تربیت' ملازمت' شادی خانہ آبادی' ازدوجی زندگی اور مصروفیات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔علاوہ ازیں شخصیت کے تعلق سے حلیہ (خدوخال) لباس' غذا' پسند ناپسند' صبر وتحمل' پابندی وقت' عادات واطوار' حق گوئی و بے باکی' رکنیت اور منظوم تہنیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دوسرا باب ''علمی خدمات'' کا احاطہ کرتا ہے۔جس میں خصوصیت کے ساتھ کالج آف لینگوئجس کے قیام میں سید مصطفیٰ کمال کے رول کو اجاگر کیا گیا ہے۔زندہ دلان حیدرآباد کے لیے

موصوف کی خدمات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان سب سے بڑھ کر اس باب میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کے قیام کے بعد ڈاکٹر صاحب نے جو خدمات انجام دی ہیں بالخصوص ٹرانسلیشن ڈویژن کے انچارج کی حیثیت سے ان خدمات کا خصوصی جائزہ لیا گیا ہے۔

تیسرے باب میں ''ادبی خدمات'' کے عنوان سے انہوں نے جو محنت شاقہ سے کام کیا' ان کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے طالب علمی کے دور میں مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے مجلّہ جامعہ عثمانیہ کا ''دکنی ادب نمبر'' نکالا تھا۔ جو ایک معیاری مجلّہ ہے' جس کی اہمیت کا اندازہ مختلف تحقیقی مقالوں میں اس کے حوالوں سے لگایا جاسکتا ہے۔ پی ایچ۔ ڈی کے لیے انہوں نے جس موضوع کا انتخاب کیا وہ ہے ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی۔۔ تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' اس مقالے سے جو بعد میں ۱۹۹۰ء کتابی شکل میں شائع ہوا ہے' سے اس دور میں اردو زبان نے کس قدر ترقی کی تھی کی تفصیلات کا علم ہوتا ہے۔ اپنے بیان کو مستند بنانے کے لیے سرکاری ریکارڈ سے استفادہ کیا ہے جس سے انتظامیہ اور تعلیم میں اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ درج بالا تمام ادبی خدمات کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔

چوتھا باب ''بحیثیت صحافی'' کے عنوان سے باندھا گیا ہے' جس کے ضمن میں اردو صحافت سے رضا کارانہ وابستگی اور رہنمائے دکن کے ادبی صفحے کی ذمہ داریوں کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

پانچواں باب ''اردو طنز ومزاح کے فروغ واشاعت ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی خدمات'' پر مبنی ہے' جس کے ذیلی عنوانات اس طرح ہیں۔ (۱) طنز ومزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس (۲) کل ہند کانفرنس کے یادگار سوونیر (۳) دیڑھ ماہی شگوفہ کا آغاز (۴) دیڑھ ماہی شگوفہ کی ماہنامہ میں تبدیلی (۵) شگوفہ کے خصوصی شمارے (۶) شگوفہ کے اعزازی شمارے (۷) شگوفہ کے بہ یاد اور گوشے (۸) شگوفہ کے سالنامے (۹) شگوفہ کے قلم کاروں کے اسمائے گرامی (۱۰) مدیر شگوفہ بحیثیت ناشر (شگوفہ بہ حیثیت طباعتی واشاعتی مرکز) (۱۱) شگوفہ انٹرنیٹ پر (۱۲) شگوفہ کی نذر منظوم تہنیت (۱۳) منظوم مراسلے برائے شگوفہ (۱۴) ماہنامہ شگوفہ کا ۴۵ سالہ سفر بیک نظر وغیرہ۔

کتاب کا چھٹواں باب ''ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی علمی وادبی خدمات کا مختصر جائزہ'' ہے جس میں راقم السطور نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے' جن کتابوں سے استفادہ کیا اس کا ذکر کتابیات میں درج ہے۔

میں سب سے پہلے میرے والدین کریمین کا رہین منت ہوں' جنہوں نے نامساعد حالات

میں میری تعلیم و تربیت فرمائی والد محترم ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک میری حوصلہ افزائی کرتے رہے اور والدہ مرحومہ و مغفورہ نے ہمیشہ حصول علم کے لیے سرگرداں رہنے کی تلقین کرتی رہیں۔

استاد محترم حضرت محمد جمال مرحوم' پروفیسر لئیق صلاح' پروفیسر فاطمہ بیگم پروین اور شعبہ اردو یونی ورسٹی آف حیدرآباد کے میرے اساتذہ بطور خاص میرے نگرانِ مقالہ ڈاکٹر حبیب نثار کا ممنون ہوں کہ جن کے مفید مشوروں اور مشفقانہ رہنمائی کے سبب یہ مقالہ زیور طبع سے آراستہ ہونے جارہا ہے۔

خصوصی طور پر میرے شکریہ کے مستحق برادر من محمد اظہر الدین (بی۔اے) ہیں جن کی انتھک کوششوں سے یہ کتاب ملٹی کلر ٹائیٹل کے ساتھ شائع ہونے جارہی ہے۔

میں اردو اکیڈیمی آندھرا پردیش کے ڈائرکٹر رسکریٹری پروفیسر ایس۔اے شکور کا مرہون منت ہوں اور اکیڈیمی کی مسودہ سلکشن کمیٹی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مقالے کی وقعت اور اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اشاعتی گرانٹ کی اجرائی فرمائی۔جب کہ اقبال اکیڈیمی حیدرآباد ناشر کی حیثیت سے منظر عام پر لائی' راقم الحروف اقبال اکیڈیمی کا بھی صمیم قلب کے ساتھ اظہار تشکر کرتا ہے۔

محمد انور الدین

باب اول

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی سوانح و شخصیت

سوانح:

۱ آباء واجداد
۲ والدین
۳ ولادت باسعادت
۴ تعلیم وتربیت
۵ ملازمت
۶ شادی خانہ آبادی
۷ ازدواجی زندگی

شخصیت:

۱ حلیہ (خدوخال)
۲ لباس
۳ غذا
۴ پسند ناپسند
۵ صبر وتحمل
۶ پابندیٔ وقت
۷ عادات واطوار
۸ حق گوئی وبے باکی
۹ رکنیت
۱۰ منظوم تہنیت

آباء واجداد:

سید مصطفیٰ کمال کے والد سید احمد علی ولد میر اکرام علی ولد امیر علی ولد سید علی ولد سید عبد القادر پہاڑی شریف (حضرت بابا شرف الدینؒ) سے کوئی ۸ تا ۱۰ کلومیٹر دور ایک گاؤں ''کونگرہ'' کے رہنے والے تھے بعد میں دادا میر اکرام علی خیریت آباد' حیدر آباد میں قیام پذیر ہوئے' سید مصطفیٰ کمال کے دادا کا انتقال یکم ربیع الاول ۱۳۶۶ھ کو ہوا جب کہ ان کی عمر ۸ سال تھی اور دادی جہانگیر بی کا انتقال ۱۳۴۳ھ میں ہوا۔(۱)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے آباء واجداد کے متعلق ہنوز اس سے زیادہ معلومات دستیاب نہ ہوسکیں حالاں کہ راقم حروف کو موصوف کے ہمراہ ان کے رشتے داروں کے پاس جانے کا شرف حاصل رہا لیکن ان سے بھی خاندانی حالات کے تعلق سے مزید معلومات کا علم نہ ہوسکا۔

والدین:

سید مصطفیٰ کمال کے والد کا نام احمد علی اور والدہ کا نام خیر النساء بیگم تھا۔ سید احمد علی نے پہلے حکمت کا امتحان کامیاب کیا بعد ازاں جامعہ نظامیہ سے منشی فاضل میں کامیابی حاصل کی اور حکمت کو اختیار کیا لیکن بعد میں یہ پیشہ ترک کر دیا اور محکمہ جنگلات میں میر منشی کی مستقل ملازمت اختیار کر لی اور آخری سانس تک Head Clerk کے عہدہ پر فائز رہے۔ والدہ محترمہ خیر النساء بیگم صاحبہ ایک نیک خدا ترس گھریلو خاتون تھیں۔(۲)

ان کا انتقال ۲۴ رفروری ۱۹۷۹ء کو حیدر آباد میں ہوا جس کا ذکر ہمیں شگوفہ مارچ کے اداریے سے ہوتا ہے چنانچہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے اپنی والدہ کے سانحہ ارتحال پر قارئین ومعاونین شگوفہ سے تعزیتی خطوط کا شکریہ ادا کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

> ''میری والدہ محترمہ کے سانحہ ارتحال (۲۴ رفروری ۱۹۷۹ء) پر قارئین ومعاونین شگوفہ اور دیگر احباب نے اپنے تعزیتی خطوط کے ذریعہ جس ہمدردی وخلوص کا اظہار کیا ہے اس کے لیے میں ان تمام سرپرستوں وچاہنے والوں کا شکرگزار ہوں اور معذرت خواہ ہوں کہ

فرداً فرداً تعزیت ناموں کا جواب میں خط نہ لکھ سکا جو میرے لیے ممکن بھی نہ تھا۔'' (۳)

ولادت باسعادت:

حیدرآباد کے ایک خوش حال حکیم جناب سید احمد علی کے گھر خیرالنساء بیگم کو ۲۷ / جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۱۲ / جولائی ۱۹۳۹ء (۴) بروز چہارشنبہ جولڑکا تولد ہوا اُسے سید مصطفیٰ کمال کے نام سے موسوم کیا گیا۔

زاہد علی خاں آثر اپنے ایک ادھورے خاکہ میں سید مصطفیٰ کمال کے نام کی توصیف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''دراصل ان کے نام نامی میں ہی تین شخصیتیں جلوہ گر ہیں، پہلی شخصیت سید صاحب کی ہے جو نام کے اعتبار سے قابل صد احترام لائق صد اہتمام ہے دوسری شخصیت مصطفیٰ صاحب کی ہے جو بار بار لائق ستائش اور احترام کی حق دار ہے۔ تیسری شخصیت کمال صاحب کی ہے جس سے وہ تمام کمالات منسوب ہیں جو شگوفہ کو چالیسویں سیڑھی تک پہنچاتی ہے۔'' (۵)

نیز جناب رشید الدین، ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے نام کی تاثیر کو بیان کرتے ہوئے خاکہ 'ڈاکٹر مصطفیٰ کمال ۔۔ کمال کے آدمی' میں لکھتے ہیں:

> ''آج سے لگ بھگ ۶۳ سال قبل جب ڈاکٹر مصطفیٰ کمال کے والدین ان کا نام کرن کررہے تھے تو عین قبول دعا کا وقت تھا کیوں کہ بڑا ہو کر یہ بچہ واقعی کمال کا نکلا ان کے والدین نے ترکی کے اتاترک مصطفیٰ کمال کے نام پر ان کا نام رکھا تھا جن کا اس زمانہ میں طوطی بولتا تھا۔'' (۶)

تعلیم وتربیت:

سید احمد علی صاحب چونکہ محکمہ جنگلات میں میر منشی کے عہدے پر فائز تھے لہٰذا اُن کا تبادلہ بار بار ہوتا رہا جس کا راست اثر سید مصطفیٰ کمال کے بچپن اور تعلیم پر پڑا۔ اس طرح ان کا بچپن ضلع نلکنڈہ، تعلقہ سرپور کاغذنگر، تعلقہ آصف آباد، تعلقہ نرمل، ضلع عادل آباد اور ضلع کھمم میں گزرا جس سے سید مصطفیٰ کمال کو بچپن ہی سے مختلف اضلاع کی آب وہوا، وہاں کے رہن سہن، طور طریقے اور وہاں کی زبانوں سے مانوسیت ہوگئی لیکن ان کی ابتدائی تعلیم باقاعدہ یا پابندی اور یکسوئی سے نہیں ہوسکی۔ (۷)

یہی وجہ ہے کہ سید مصطفیٰ کمال کی ابتدائی تعلیم چھٹی جماعت تک ریاست آندھرا پردیش کے مختلف مقامات یعنی تعلقہ آصف آباد، تعلقہ نرمل اور ضلع عادل آباد میں ہوئی۔ ساتویں تا نویں جماعت کی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول کھمم میں اردو ذریعہ تعلیم سے مکمل کی۔ ضلع کھمم کے قیام سے سید مصطفیٰ کمال کو تلگو ماحول میسر ہوا نتیجتاً تلگو زبان سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ علاقہ آندھرا کی تہذیب وتمدن جاننے کا بھی موقع ملا پھر نویں جماعت کامیاب ہونے کے بعد انہیں ۱۹۵۴ء میں چادر گھاٹ ہائی اسکول حیدرآباد میں داخلہ دلوایا گیا جہاں کے پرنسپال انگریز تھے۔ کھمم کے ماحول کو سید مصطفیٰ کمال ابھی پوری طرح سمجھ بھی نہیں پائے تھے کہ انہیں حیدرآباد کے ایک بالکل نئے ماحول میں تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

۱۹۵۴ء کا حیدرآباد ایک بڑے سیاسی وتہذیبی انقلاب کے بعد نئی کروٹ لے رہا تھا لیکن عمومی ماحول جاگیردارانہ تہذیب اور اردو شعر وادب کی فضا سے معمور تھا۔ سید مصطفیٰ کمال نے اسی ماحول میں اپنی تعلیمی زندگی کی مہم سر کی یعنی میٹرک کا امتحان مارچ ۱۹۵۵ء میں درجہ دوم میں کامیاب کیا۔ (۸) بعد ازاں انہوں نے نانک رام ڈگری کالج پتھر گٹی حیدرآباد سے انٹرمیڈیٹ سال اول بی۔ زیڈ۔ سی مضامین کے ساتھ مکمل کیا لیکن کچھ ناگزیز وجوہ کی بنا پر انہوں نے اس کالج کی تعلیم کو خیر باد کہا اور سٹی کالج حیدرآباد میں انٹرمیڈیٹ سال دوم میں داخلہ لیا اور یہیں سے ۱۹۵۷ء میں انٹرمیڈیٹ میں کامیابی حاصل کی۔ ایک سال وقفہ کے بعد انہوں نے مئی ۱۹۵۸ء میں سائنس کالج جامعہ عثمانیہ میں بی۔ ایس سی سال اول میں داخلہ لیا اور ستمبر ۱۹۶۱ء میں گریجویشن کی سند حاصل کی۔

سید مصطفیٰ کمال نے ۱۹۶۳ء میں اردو مضمون سے ایم۔ اے کرنے کے مقصد سے

جامعہ عثمانیہ کے شعبہ اردو میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۵ء میں انہوں نے ایم۔اے (اردو) امتیازی نمبرات سے کامیاب کرنے پر جامعہ عثمانیہ میں انہیں مقام کا اعزاز حاصل ہوا۔

ایم۔اے کی تعلیم کے دوران ہی انہیں جامعہ عثمانیہ کے ترجمان معروف سالنامہ ''مجلّہ عثمانیہ'' کا مدیر اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ اپنی انتھک کوششوں اور اساتذہ وساتھیوں کے تعاون سے انہوں نے ''دکنی ادب نمبر'' شائع کیا جو آج بھی ایک اہم تحقیقی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے سید مصطفیٰ کمال میں چھپی اعلیٰ مدیرانہ صلاحیتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ ایم۔اے میں امتیازی کامیابی اور مجلّہ عثمانیہ کے 'دکنی ادب نمبر' کی اشاعت نے شعبہ اردو کے اساتذہ کو سید مصطفیٰ کمال کی جانب متوجہ کیا اور جب پی ایچ۔ ڈی میں اُن کا داخلہ ہوا تو صدر شعبہ اردو پروفیسر مسعود حسین خاں بخوشی ان کی نگرانی کے فرائض انجام دینے پر راضی ہوگئے۔ سید مصطفیٰ کمال کے لیے ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' موضوع منتخب کیا گیا۔ موضوع میں ''حیدرآباد'' سے سرزمین دکن مراد لیا گیا تھا اور اس طرح اس موضوع کا تعلق تاریخ سے جڑ جاتا ہے چنانچہ مواد کی فراہمی کی غرض سے قابل مقالہ نگار نے آندھرا پردیش اسٹیٹ آرکائیوز کے کاغذات کی کم وبیش ڈیڑھ سال چھان بین کرتے ہوئے مواد اکھٹا کرلیا تھا لیکن پروفیسر مسعود حسین خاں کے اچانک علی گڑھ یونی ورسٹی کے شعبہ لسانیات سے وابستہ ہونے پر تحقیق کا یہ سلسلہ منقطع ہوگیا اس طرح ۱۹۸۰ء تک انہیں پی ایچ۔ ڈی کی تکمیل کا موقع نہ مل سکا۔ بعد میں جب انہیں کچھ فرصت نصیب ہوئی تو U.G.C کی ایک اسکیم کے تحت دوبارہ اپنے پی ایچ۔ ڈی کے مقالے کا کام شروع کیا چونکہ ان کے نگران اول علی گڑھ منتقل ہوچکے تھے اسی لیے انہوں نے پروفیسر غلام عمر خاں کو اپنا نگران مقرر کیا اس طرح ۱۹۸۴ء میں اپنا مقالہ مکمل کرکے داخل دفتر کیا چنانچہ اسی برس انہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔ (۹)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کو ڈاکٹریٹ ملنے کی اطلاع ان کے دوست محمود انصاری ایڈیٹر 'روزنامہ منصف' حیدرآباد نے شائع کی تھی ملاحظہ ہو:

> ''جناب مصطفیٰ کمال لکچرر اردو' انوار العلوم کالج کو عثمانیہ یونی ورسٹی نے
> ان کے پیش کردہ مقالے ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری

زبان کی حیثیت سے'' پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا اعلان کیا ہے۔
یہ مقالہ پروفیسر غلام عمر خاں سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی کی
نگرانی میں لکھا گیا تھا۔ جناب مصطفیٰ کمال گزشتہ ۲۳ سال سے اردو
تنظیموں اور تحریکوں سے وابستہ ہیں وہ زندہ دلانِ حیدرآباد کے اہم
اور دیرینہ رکن اور اردو کے منفرد مزاحیہ رسالہ ''شگوفہ'' کے مدیر
ہیں۔ وہ ممتاز کالج، نظام کالج اور کالج آف لینگویجس کے شعبہ جات
اردو سے وابستہ رہے ہیں۔(۱۰)

سید مصطفیٰ کمال کے تحقیقی مقالہ کی اشاعت ۱۹۹۰ء میں عمل میں آئی جو آج اردو دنیا میں حوالے کی حیثیت رکھتا ہے۔

ملازمت:

سید مصطفیٰ کمال ابھی بی۔ ایس سی سال آخر کا پریکٹیکل امتحان دینے بھی نہ پائے تھے کہ عادل آباد میں ''صحرادار'' کی اسامی پر انٹرویو کے لیے Call Letter آیا۔ دو عدد تھیوری ٹسٹ اور پریکٹیکل ٹسٹ میں کامیابی کی بنیاد پر آپ کا تقرر ''صحرادار'' کے عہدہ پر عمل میں آیا سلیکشن کے ساتھ ہی عادل آباد میں ملازمت سے رجوع ہوگئے۔ آپ کی صحراداری کے حدود عادل آباد سے ''تلامڈگو'' ریلوے اسٹیشن سے مہاراشٹرا کے بارڈر تک تھے۔ ہیڈ کوارٹر تلامڈگو تھا جو عادل آباد سے ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ماہانہ یافت مبلغ ۱۶۰ روپے تھی۔ واضح رہے کہ ۱۹۶۱ء میں یہ رقم غیر معمولی تصور کی جاتی تھی۔

سید مصطفیٰ کمال نے اپنے ایک نجی انٹرویو میں اس ملازمت کی تفصیلات اور دشواریوں کا بیان کرتے ہوئے بتایا:

''اس وقت رشوت کا بازار گرم تھا لیکن میں بہت سخت تھا لوگ
جنگلات میں مجھ سے پریشان رہتے تھے۔ آئے دن کئی دھمکیاں آتی
تھیں، ایک تاجر نے تو مجھے ایک بڑی رقم آفر کی اور کہا کہ ایک ہی

رات میں، میں لکڑی توڑ کر چلا جاؤں گا اور رقم حیدرآباد میں دوں گا۔
میری عمر کم یعنی ۲۲ سال تھی، میں ان دھمکیوں اور آفر سے پریشان
ہوکر ۱۶ ماہ ملازمت کرتے ہوئے استعفیٰ دے کر حیدرآباد چلا آیا
حالاں کہ ان دنوں Forest Range Officer کی ٹرینگ کے
لیے احکام جاری ہونے والے تھے کیوں کہ میں واحد صحرادار تھا جو
نظام آباد، عادل آباد اور آصف آباد میں سائینس گریجویٹ تھا۔" (۱۱)

اللہ نے ان کو صحرانوردی کے لیے نہیں اردو زبان و ادب کے دشت کی سیاحی کے لیے پیدا کیا تھا۔ اس لیے وہ حیدرآباد واپس آنے کے بعد دنیائے صحافت اور ادبی انجمنوں سے وابستہ ہو گئے۔

سید مصطفیٰ کمال نے ۱۹۶۵ء میں کالج آف لینگویجس کے قیام کے سلسلے میں کلیدی رول ادا کیا اور دسمبر ۱۹۶۹ء تک اس ایوننگ کالج میں رضا کارانہ طور پر تدریسی خدمات انجام دیں اس طرح وہ مذکورہ کالج میں پہلے لکچرر اور پھر انچارج پرنسپال کالج آف لینگویجس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

اسی اثناء میں یعنی ۶۶۔۱۹۶۵ء لکچرر نظام کالج حیدرآباد کی حیثیت سے اردو زبان و ادب کی خدمت کی اور پھر ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۰ء تک ممتاز کالج اور انوارالعلوم کالج حیدرآباد میں بحیثیت لکچرر خدمات انجام دیں لیکن جب ۱۹۷۰ء میں ان کا تقرر انوارالعلوم کالج میں ہوا تو پھر وہ مستقل طور پر اسی کالج سے وابستہ ہو گئے اور ریڈر و صدر شعبہ اردو کی حیثیت سے بحسن و خوبی خدمات انجام دینے کے بعد وہیں سے وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے۔

حکومت ہند نے ہندوستان میں اردو بولنے والوں کے لیے مرکزی اردو یونی ورسٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو ماہرین کی کمیٹی نے اس یونی ورسٹی کو ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کا فیصلہ کیا اسی کے ساتھ اس اردو یونی ورسٹی کو حیدرآباد میں قائم کرنے کی رائے دی گئی۔

پروفیسر شمیم جیراجپوری پہلے وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی نے اپنی موقر کتاب 'ابھرتے نقوش' میں ماہرین کی ایک نشست کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''اپریل کو انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش کی طرف سے گلشن حبیب کے انیس الرحمٰن بلاک میں ایک خیر مقدمی جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت انجمن کے ریاستی صدر ڈاکٹر سید عبدالمنان نے کی۔ ابتداء میں جناب محمد عبدالرحیم خاں معتمد عمومی ریاستی انجمن نے تعارفی وخیر مقدمی تقریر کرتے ہوئے اردو اداروں کی طرف سے اردو یونی ورسٹی کے لیے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ پروفیسر جعفر نظام' ڈاکٹر راج بہادر گوڑ' ڈاکٹر زینت ساجدہ' پروفیسر مغنی تبسم' پروفیسر اے۔ آر۔ ظفر' ڈاکٹر یوسف کمال' ڈاکٹر مصطفیٰ کمال' جناب ولی قادری' ڈاکٹر آنند راج ورما اور جناب مسعود بن سالم نے یونی ورسٹی سے متعلق مختلف تجاویز پیش کیں۔'' (۱۲)

چنانچہ حکومت ہند نے پارلیمنٹ میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کا بل پاس کرتے ہوئے ۱۹۹۷ء حیدرآباد میں ملک کی اردو زبان کی دوسری یونی ورسٹی قائم کی۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی نے مئی ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی خدمات حاصل کیں اور مئی ۲۰۰۷ء تک وہ مانو سے وابستہ رہے۔ ٹرانسلیشن ڈویژن کے انچارج وکوآرڈی نیٹر کی حیثیت سے ان کی نگرانی میں فاصلاتی تعلیم کی تقریباً ۲۰۰ کتابیں تصنیف' تالیف وترجمہ کے بعد شائع ہوئیں۔ جن میں قابل ذکر کام ۵۴ کتابیں ہیں جو نصابی ضرورت کی غرض سے پہلی بار انگریزی سے اردو میں منتقل کی گئیں۔ جن کی تفصیلات آگے باب دوم ''ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی علمی خدمات'' میں کی جائیں گی۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی سے سبک دوشی کے بعد ڈاکٹر مصطفیٰ کمال نے مزید کوئی ملازمت کرنے سے اجتناب کیا اور اردو طنز ومزاح کی خدمت ہی سے پوری طرح وابستگی برقرار رکھی ہے۔

شادی خانہ آبادی:

سید مصطفیٰ کمال کی شادی ۳۲ برس کی عمر میں عبدالحبیب خاں انسپکٹر پولیس کی صاحب زادی مسماۃ قیصر سلطانہ بی۔ ایس سی' بی۔ ایڈ سے ۲۱؍ اپریل ۱۹۷۲ء کو انجام پائی۔

ازدواجی زندگی:

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کو قیصر کمال سے چار لڑکیاں نیساںؔ کمال، سہاؔ کمال، افرحؔ کمال اور اسنیٰؔ کمال ہیں۔ سید مصطفیٰ کمال اللہ کے فضل وکرم سے اپنی تمام لڑکیوں کے فرائض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔

نیساںؔ کمال ایم۔اے (انگریزی) کی شادی ۱۶/ جون ۱۹۹۶ء کو الیاس محی الدین انجینئر اے ایم آئی ای، ڈپلوما اِن پلاننگ انجینئر سے ہوئی چنانچہ شگوفہ کی قدیم فائیل جون ۱۹۹۶ء میں رپورٹ اس طرح محفوظ ہے:

> ''ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال مدیر 'شگوفہ' وصدر شعبۂ اردو انوار العلوم کالج کی صاحبزادی نیساں کمال سلمہا ایم۔اے (انگریزی) کی شادی الیاس محی الدین بی ایم ای، اے ایم آئی اِی پلاننگ انجینئر سیلائن واٹر کنورژن کارپوریشن (سعودی عرب) فرزند جناب غلام محی الدین صاحب کے ساتھ ۱۶/ جون ۱۹۹۶ء کو شالیمار فنکشن ہال نامپلی پر انجام پائی۔ تقریب نکاح میں سرکردہ معزز شہریوں، مختلف کالجوں کے پرنسپلس، اساتذہ، مدیران، صحافیوں، ادیبوں، شاعروں، فنکاروں اور رشتہ داروں واحباب کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ۱۷/ جون کی شب نفیس منزل اے سی گارڈز پر پر تکلف عشائیہ بھی ترتیب دیا گیا۔ مدیر شگوفہ نے ان تمام رشتہ داروں، معززین واحباب کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے تقریب نکاح میں شرکت فرمائی، پیامات تہنیت سے نوازا اور دلہا دلہن کو اپنی دعاؤں ونیک تمناؤں سے سرفراز کیا۔'' (۱۳)

محترمہ نیساں کمال کو جناب الیاس محی الدین سے دو لڑکیاں ہیں۔

سہاؔ کمال بی۔اے، بی۔ایڈ کی شادی محمد اشفاق الرحمٰن ایم بی اے حال مقیم شارجہ UAE سے ۲۱/ جنوری ۱۹۹۹ء کو ہوئی جس کی تفصیل شگوفہ کا سالنامہ ۱۹۹۹ء میں اس طرح درج ہے:

"حیدرآباد۔ مدیر شگوفہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی دوسری لڑکی سہا کمال کی شادی جناب محمد عزیز الرحمٰن مرحوم (سابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت) کے فرزند محمد اشفاق الرحمٰن ایم بی اے کے ساتھ جمعرات ۲۱ر جنوری کو نفیس منزل پر انجام پائی۔ محفل عقد میں جناب صلاح الدین اویسی ایم پی، نواب شاہ عالم خاں صاحب صدر نشین انوار العلوم کا لجس، جناب نریندر لوتھر آئی اے ایس، ڈاکٹر راج بہادر گوڑ نائب صدر کونسل برائے فروغ اردو، جناب زاہد علی خاں مدیر روزنامہ "سیاست" جناب سید وقار الدین مدیر "رہنمائے دکن" جناب خان لطیف خان مدیر منصف، جناب شجاعت حسین جوائنٹ کمشنر سیلس ٹیکس، جناب محمد علی رفعت آئی اے ایس، پروفیسر سلیمان صدیقی رجسٹرار مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی، جناب سید عبدالولی قادری آرکیٹکٹ، ڈاکٹر وی کے باوا آئی اے ایس، جناب لائق علی خان آئی جی پولیس، محترمہ جیلانی بانو، محترمہ رفیعہ منظور الامین، پروفیسر سیدہ جعفر، پروفیسر لئیق صلاح، پروفیسر اشرف رفیع، ڈاکٹر شمیم ثریا پرنسپل بی بی رضا کالج گلبرگہ کے علاوہ جامعہ عثمانیہ اور حیدرآباد سنٹرل یونی ورسٹی کے صدور شعبہ جات اردو، انوار العلوم، ممتاز کالج کے پرنسپل صاحبان، اساتذہ، صحافیوں اور معزز شہریوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جناب الیاس محی الدین انجنیئر (سعودی عرب) جناب سید عبدالقادر، ڈاکٹر سید ابراہیم احمد اور سید حامد علی (دمام) نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔" (۱۴)

محترمہ سہا کمال کو بھی دو لڑکیاں ہیں۔

افرح کمال بی۔اے کی شادی محمد نعمان عاطف بی ای۔ یم ای ایس ای حال مقیم حیدرآباد سے ۱۵ر جون ۲۰۰۰ء میں ہوئی چنانچہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ماہنامہ شگوفہ جولائی ۲۰۰۰ء کے شمارے میں لکھتے ہیں:

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال مدیر شگوفہ کی دختر افرح کمال کی شادی محمد نعمان عاطف (بی ای۔ ایم ای ایس ای) فرزند جناب خواجہ عبد اللطیف انجینیر کے ساتھ جمعرات ۱۵؍جون ۲۰۰۰ء مطابق ۱۲ ربیع الاول کو بنجارہ فنکشن ہال، بنجارہ ہلز پر انجام پائی۔ محفل عقد میں جناب سید ہاشم علی اختر سابق وائس چانسلر علی گڑھ و جامعہ عثمانیہ، پروفیسر شمیم جیراجپوری وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی، ڈاکٹر افضل محمد وائس چانسلر امبیڈ کر اوپن یونی ورسٹی، جناب نریندر لوتھر سابق چیف سکریٹری، پروفیسر جعفر نظام سابق وائس چانسلر کاکتیہ یونی ورسٹی، ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، جناب ممتاز احمد خاں ایم ایل اے، جناب سید ولی قادری آرکیٹکٹ، پروفیسر سلیمان صدیقی رجسٹرار اردو یونی ورسٹی، پروفیسر مغنی تبسم، پروفیسر انور معظم، محترمہ رفیعہ منظور الامین کے علاوہ جامعات کے اساتذہ، ادیب، شاعر، صحافی اور معزز رشتہ داروں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جناب سید عبد الستار، ڈاکٹر ابراہیم احمد، جناب الیاس محی الدین اور جناب اشفاق الرحمٰن کے علاوہ نوشہ کے والد جناب خواجہ عبد اللطیف نے مہمانوں کا استقبال کیا۔" (۱۵)

انہیں دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے۔

چوتھی اور آخری صاحب زادی اسنیٰ کمال بی۔کام کی شادی محمد عمران خاں بی۔ای۔ایم۔ایس حال مقیم ابوظہبی سے مورخہ ۴؍اگست ۲۰۰۳ء کو انجام پائی۔ سید مصطفیٰ کمال ماہنامہ شگوفہ اگست ۲۰۰۳ء کے شمارے میں رقم طراز ہیں:

"حیدرآباد۔۵؍اگست (بھارت نیوز) ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ایڈیٹر شگوفہ کی دختر اسنیٰ کمال (بی۔کام) کی شادی محمد عمران خاں ایم ایس امریکہ (فرزند جناب محمد عارف خاں اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ رجسٹرار) کے ساتھ

دبلے پتلے اتنے کہ اگر کوئی زور سے چھینک دے تو لڑکھڑانے لگ
جائیں اس پہ طرفہ تماشہ یہ کہ وہ ململ کا کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے دو
ایک بٹن کھلے تھے جن کی وجہ سے ان کے دبلے پن کو چار چاند نہیں
آٹھ چاند لگ گئے تھے' پاجامے کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ وہ گھر پر
کرتے اور پاجامے میں ہی ملبوس رہتے ہیں ناک پر موٹے موٹے
عدسوں والی عینک جسے جھگڑے کے موقع پر اگر کوئی انتقاماً چھین لے تو
موصوف ''اندھا بھینسا'' کھیلنے لگ جائیں پیشانی کے اوپر کے بال
اس وقت سے ہی ''الوداع یا سید'' کہنے لگے تھے۔'' (۲۰)

لباس:

سید مصطفیٰ کمال سادگی پسند انسان ہیں لباس سادہ استعمال کرتے ہیں عموماً گھر سے باہر شرٹ اور پتلون کو ترجیح دیتے ہیں شرٹ اور پتلون ڈھیلا ڈھالا کبھی ان شرٹ اور کبھی اوٹ شرٹ رہتا ہے' آپ ڈھیلا ڈھالا لباس پسند کرتے ہیں گویا کہ آپ کے لباس سے کوئی انجان شخص بھی یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ تدریس کے مقدس پیشہ سے وابستہ ہوں گے۔آپ کے لباس کے رنگ سے ہمیشہ عاجزی و انکساری جھلکتی ہے بھڑکیلہ' سرخی مائل' رنگ کے ملبوسات کبھی زیب تن نہیں کرتے۔

غذا:

لباس ہی کی طرح غذا میں بھی سادگی پسند ہیں۔ان کی صحت اور تندرستی کا راز ان کی غذا میں مضمر ہے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ پیٹ (معدہ) کے چار حصے کیے جائیں دو حصے غذا' ایک حصہ پانی اور ایک حصہ ہوا یعنی خالی رکھا جائے اور غذا کو خوب چبا کر کھانا تا کہ ہضم ہونے میں آسانی ہو۔

راقم الحروف کو سید مصطفیٰ کمال صاحب کی قیام گاہ پر ریسرچ کے سلسلے میں بارہا حاضری دینے کا موقع ملا۔موصوف کے ہاں ظہرانہ میں دسترخوان کی زینت گرم پھلکے' خشکہ' سبزی اور گوشت بنے رہتے ہیں۔میں نے موصوف کو دو پھلکے اور دو نوالے خشکہ سبزی و گوشت کے ہمرہ لیتے ہوئے دیکھا اور پانی تقریباً آدھا گھنٹہ بعد نیم سرد پانی نوش فرماتے ہوئے پایا۔

سید مصطفیٰ کمال ڈائنگ ٹیبل سے استفادہ کرتے ہوئے دسترخوان بچھاتے ہیں اور اس وقت جو کوئی حاضر ہوتا ہے ساتھ لے لیتے ہیں اور اس سے قبل صابن سے ہاتھ دھونے اور دھلوانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں' کھانے کے دوران گفتگو بھی ہوتی ہے لیکن فضول باتیں نہیں کرتے' جھوٹ' تہمت' غیبت اور بہتان کا تو نام ہی نہیں رہتا بسم اللہ کہہ لیتے ہیں لیکن بہ آواز بلند نہیں کہتے۔ دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں اور بائیں ہاتھ سے ڈش' مشخواب اور سالن کا کٹورا سنبھالتے ہیں۔ میں نے پانی پیتے وقت انہیں بائیں ہاتھ سے لیکن دایاں ہاتھ گلاس کی پشت پر رکھا پایا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے ایک ایک لقمہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ موصوف نے راقم سے کہا تھا کہ میں کھانا کم کھاتا ہوں تاکہ میں اپنے سارے کام پھرتی سے کرسکوں زیادہ کھانے سے نظام الاشغال میں بدنظمی اور پیٹ میں بدہضمی ہو جاتی ہے اور جیسے ہی دسترخوان کے سارے حضرات کھانے پینے کی سنت ادا کیے دسترخوان برخواست اور چائے کی آمد آمد ہوتی ہے۔ جس میں چائے پتی صرف اصفہانی ہی استعمال کرتے ہیں۔

جناب اسد رضا سید مصطفیٰ کمال کے رفیق خاص ہیں موصوف نے ایک خاکہ ''ادیب بے مثال سید مصطفیٰ کمال'' کے نام سے لکھا ہے جس میں سید مصطفیٰ کمال کی غذا اور گفتگو کے بابت لکھتے ہیں:

> ''ڈاکٹر کمال صاحب کم بولنے' کم کھانے اور زیادہ کام کرنے میں یقین رکھتے ہیں' شاید یہی اس ۷۱ سالہ جوان کی جسمانی' ذہنی اور روحانی صحت کا راز ہے اور اس صحت کا شاید ایک راز یہ بھی ہے کہ ہم نے انہیں آنسو پیتے ہوئے تو بارہا دیکھا ہے لیکن شراب اور سگریٹ پیتے ہوئے وہ کبھی نظر نہیں آئے۔'' (۲۱)

پسند ناپسند:

سید مصطفیٰ کمال کو باہر کی بنی ہوئی چیزیں کھانے کا بڑا شوق ہے۔ مسیح انجم نے اپنے خاکہ ''کیا باکمال شخص ہے یہ مصطفیٰ کمال'' میں مصطفیٰ کمال کے اس ذوق وشوق کو بڑے پرلطف انداز میں بیان کیا ہے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> ''موصوف کو ٹھیلوں اور بنڈیوں پر تلی جانے والی مرچیاں کھانے کا بڑا شوق ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب وہ کسی موضوع پر بحث

کرتے کرتے حجت کی منزل تک پہنچ جاتے ہیں تو مخاطب کو
مرچیاں سی لگ جاتی ہیں۔ میں یہ بتانا بھول گیا کہ مرچیاں کھانے
کا شوق وہ سڑک پر کھڑے کھڑے ۔۔۔۔۔۔نہیں فرماتے' اردو
کے لکچرر جو ٹھہرے شاید انہیں یہ دھڑ کا لگا رہتا ہو کہ کہیں کوئی شاگرد
رشید نمودار ہو کر "آداب صاب" نہ کہہ دے۔ شاگردوں کا اتنا
پاس ولحاظ رکھنے والے لکچرر اب خال خال ہیں۔" (۲۲)

راقم الحروف کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اکثر سید مصطفیٰ کمال کے ساتھ گھومنے کا بھی موقع ملا ہے۔ جب بھی میں شگوفہ کے دفتر پر رہتا اور دوپہر کے کھانے کی بات آتی آپ خاموشی سے یہ کہتے کہ انورالدین چلیے باہر کچھ کام ہے میں فوراً تیار ہو جاتا۔ وہ مجرد گاہ کی تیسری منزل سے نیچے اترتے گاڑی لیتے اور سیدھے کبھی ہوٹل تاج یا پھر ہوٹل ۔۔۔ کا رخ کرتے اور Menu میرے ہاتھ میں تھما دیتے' میں نے موصوف کو عموماً سبزی سے زیادہ گوشت کو رغبت سے ترجیح دیتے ہوئے پایا ہے۔

صبر وتحمل:

سید مصطفیٰ کمال معتدل مزاج کے حامل شخصیت کا نام ہے یہ اور بات ہے کہ وہ افسانوی ادب پر غیر افسانوی ادب کو ترجیح دیتے ہیں خود مزاح نہیں لکھتے لیکن دوسروں سے پر لطف مزاح لکھواتے ہیں انہیں لکھنے کے لیے اکساتے ہیں' الغرض سید مصطفیٰ کمال نہایت ہر دلعزیز انسان ہیں۔ نہایت بذلہ سنج واقع ہوئے ہیں' وہ معتدل مزاج کے حامل ہیں' وہ ہر اک کے لیے ہمدردی' بھائی چارگی کا جذبہ رکھتے ہیں اور خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور اپنے اوصاف حمیدہ دوسروں میں ڈھونڈنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ موصوف کو غصہ نہیں آتا وہ جب غصہ محسوس کرتے ہیں تو اسے قہقہہ میں اڑا دیتے ہیں اور ہر غم کو مزاح کا پیرہن عطا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر مصطفیٰ کمال ایک نفیس' ملنسار' نرم گفتار اور خوش اطوار انسان ہیں ان کے اندر صبر وتحمل کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہایت محنت' دیانت داری' خلوص' مستقل مزاجی کے ساتھ ماہنامہ شگوفہ مسلسل ۴۵ برس سے شائع کر رہے ہیں۔ سید مصطفیٰ کمال جہاں اصول پسند' حق گو اور منکسر المزاج ہیں وہیں اپنے صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیتے لیکن صبر وتحمل کا دامن اس

وقت ہاتھ سے جاتا رہتا ہے جب وہ کسی کے ساتھ نا انصافی ہوتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں۔ رشید الدین نے اپنے ایک مضمون میں اسی طرح کے ایک واقعہ کو بیان کیا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

''رحمت علی صاحب جب تین سال کے لیے اکیڈیمی کے صدر نشین تھے تو میں بھی اس کا رکن تھا۔ مصطفیٰ کمال ایکزیکٹیو کمیٹی کے رکن تھے کچھ لوگوں نے (میرا مطلب ہے ارکان اکیڈیمی سے) ایک عہدہ دار کی (جو انتہائی قابل اور متین وسنجیدہ تھے) ایک معاملہ میں خوب کھنچائی کی (حالانکہ میرے خیال میں وہ مناسب نہ تھی) میں تو ان لوگوں کا ہم خیال نہ ہوتے ہوئے بھی خاموش رہا مگر مصطفیٰ کمال خاموش نہ رہ سکے اور اپنی جوابی تقریر میں وہ گل افشانیاں کیں کہ مزہ آ گیا میں نے پہلی بار انہیں اتنا غصہ میں دیکھا۔ اجلاس کے بعد مجھ سے کچھ کھنچے کھنچے رہے۔ میں نے قریب جا کر ان کو تقریر پر مبارکباد پیش کی تو بولے' آپ کو کچھ بولا نہیں گیا اور آپ مبارکباد دے رہے ہیں' مجھے خاموش رہتے ہی بنی' کچھ دن بعد ان کے اور میرے ایک مشترکہ دوست کے سامنے بولے رشید صاحب نے تو اکیڈیمی کے اجلاسوں میں چپ رہنے کی قسم کھا رکھی ہے' ویسے تو بہت باتیں کرتے ہیں اور ہمارا دماغ کھاتے رہتے ہیں۔'' **(۲۳)**

اہم بات یہ ہے کہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے مزاج میں جہاں صبر وتحمل کا مادہ بدرجہ اتم موجود ہے وہیں جب کسی مظلوم پر بے جا الزام تراشیاں ہوں تو خاموش نہیں رہتے وہ دوست واحباب میں ہوں کہ سرکاری دفتر میں' کالج میں ہوں کہ اردو اکیڈیمی میں' حق گوئی سے باز نہیں آتے' ویسے بھی سید مصطفیٰ کمال کے مزاج میں یہ بات جاں گزیں ہے کہ وہ اپنی بات منوانے کا نہ صرف سلیقہ رکھتے ہیں بلکہ انہیں ملکہ حاصل ہے۔ جس کسی پر خصوصی نظر ہوتی ہے بظاہر اس سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ اپنی محبت' ہمدردی اور بے پناہ اپنائیت کے ذریعے اپنی عنایات سے سرفراز کرتے ہیں۔ اگر کبھی کسی بات کا حکم دیتے بھی ہیں تو ان

کے لہجہ میں حاکمانہ جذبہ آمریت کا کوئی شائبہ تک نہیں ہوتا صرف سادگی سے اپنا مدعا گوش گزار کرتے ہیں لیکن اگر مقابل اپنی غلطی کو تسلیم نہ کرے تو یہ بھی اپنے موقف پر اٹل دکھائی دیتے ہیں چاہے دنیا اِدھر کی اُدھر ہو جائے موصوف حق گوئی اور بے باکی سے باز نہیں آتے۔

پابندی وقت:

سید مصطفیٰ کمال' کام کا دوسرا نام ہے وہ بہت کام کرتے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ بندھا ہوا ہوتا ہے اور وہ ہر کام بہت قرینے' سلیقے اور اہتمام سے کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنے آنگن میں کھڑی اسکوٹر اسٹارٹ کرنے کے لیے نکل پڑتے ہیں تو پھر کوئی اہم ٹیلی فون بھی آجائے تو موصوف اسے اہمیت نہیں دیتے اور اپنے ارادے کے مطابق کام کی انجام دہی کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں۔

تضیع اوقات اور تفریحات' لہولعب کی جانب ان کی طبیعت کبھی مائل نہیں ہوتی لیکن وہ ادبی تفریحات کو تضیع اوقات نہیں سمجھتے۔ مشاعرے خواہ سنجیدہ ہوں یا مزاحیہ' محفلیں ادبی ہوں یا موسیقی ریز' جلسے عوامی ہوں یا خصوصی' کمیٹیاں چھوٹی ہوں یا بڑی' ملاقاتیں مختصر ہوں یا طویل کسی ٹھوس مقصد کے تحت منعقد کیے جائیں تو بلا لحاظ دعوت شرکت سے گریز نہیں کرتے۔ ہاں اگر دوران شرکت مقصد سے انحراف نظر آئے تو بلا توقف اٹھ کر چلے جانے میں پس و پیش بھی نہیں کرتے۔

عادات واطوار:

سید مصطفیٰ کمال کے عادات واطوار کے ضمن میں جناب رشیدالدین نے مصطفیٰ کمال کی چند کمزوریوں کو بیان کیا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

> ''مصطفیٰ کمال ایک بشر ہیں اور کمزوریاں بشر ہی میں ہوتی ہیں فرشتوں میں نہیں' جہاں تک ان کی کمزوریوں کا تعلق ہے وہ ایک دو نہیں بلکہ چار ہیں ان کی پہلی کمزوری اردو زبان ہے' دوسری کمزوری شگوفہ ہے' تیسری کمزوری مزاح ہے اور چوتھی کمزوری ان کی ازدواجی اور گھریلو زندگی ہے جسے وہ کسی قیمت پر متاثر کرنا نہیں چاہتے۔'' (۲۴)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے اردو سے لگاؤ کا تذکرہ عمرو عیار کی زنبیل کی طرح دراز ہوسکتا ہے۔ وہ انجمن تحفظ اردو کے معتمد عمومی رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اردو زبان کی بڑی ٹھوس خدمت کی ہے اور سلسلہ ابھی جاری ہے۔ وہ درسی کتابیں مرتب کرتے آرہے ہیں۔ کالجوں اور جامعات کی کتابوں کی ادارت، ترجمے وترتیب اور مضامین کی تدوین کا کام جاری وساری ہے۔ برسوں کالجوں میں اردو زبان وادب کا درس دیتے رہے ہیں۔ وہ اردو زبان کے خلاف کچھ بھی سننے کو تیار نہیں ہوتے جناب رشید الدین نے سچ لکھا ہے کہ اردو کا ایسا والہ وشیدا میں نے مولوی عبدالحق جو بابائے اردو کہلاتے ہیں کے بعد سید مصطفیٰ کمال ہی کو دیکھا جو بابائے مزاح کہلاتے ہیں۔

سید مصطفیٰ کمال کی دوسری کمزوری شگوفہ ہے جیسا کہ جناب رشید الدین نے لکھا ہے وہ اس طرح کہ سید مصطفیٰ کمال نے شگوفہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ یہ ایسا کمبل ہے جسے نہ سید مصطفیٰ کمال خود چھوڑتے ہیں نہ کمبل انہیں چھوڑنے دیتا ہے۔ دونوں مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہیں حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ پچھلے ۴۵ برسوں سے بلا کسی ناغے کے ماہنامہ شگوفہ اپنے وقت پر شائع کر رہے ہیں۔ مسلم ضیائی اپنی کتاب ''روسی ظرافت'' کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ''ہر شخص کی زندگی میں خواہ وہ میر جیسا قنوطی ہی کیوں نہ ہو کسی نہ کسی وقت ایسے لمحے ضرور آتے ہیں جب اس کا دل مسکرانے اور گنگنانے لگتا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اور کوئی جماعت ایسی نہیں گزری جس میں ہنسانے والوں نے اپنے ساتھیوں کو ہنسانے اور مسرور کرنے کی خدمت انجام نہ دی ہو۔'' (۲۵)

انسانی زندگی غموں سے بھری ہوئی ہوتی ہے لیکن ان غموں میں کہیں کہیں خوشی کے مواقع ضرور آتے ہیں۔ بذلہ سنج حضرات ان ہی موقعوں سے استفادہ کرتے ہوئے ظرافت کے شگوفے کھلاتے ہیں۔ مزاح اور ہنسی ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی اِلّا اس کے کہ خود انسانی فطرت میں کوئی ایسی انقلاب انگیز تبدیلی واقع ہوجائے جس کے بعد انسان اپنے احساسات سے بیگانہ ہو کر جمادات کے مانند۔ خاموش ساکن اور بے روح زندگی بسر کرے۔ سید مصطفیٰ کمال کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کے عادی ہو چکے ہیں۔ شاید ان کی یہی عادت شریفہ ان کی لمبی عمر اور صحت

کی ضامن ہے۔ سید مصطفیٰ کمال صاحب کی عمر مبارکہ بھی اتنی ہی لگتی ہے جتنی کہ شگوفہ کی اشاعت کی مدت ہے۔ ہاتھوں پیروں کی قوت اور طاقت کا اندازہ لگانے کے لیے صرف یہی بات کافی ہے کہ عمر کے اس حصے تک پہنچنے کے بعد بھی بغیر کسی سہارے کے مجرد گاہ کی عمارت میں دفتر شگوفہ تک پہنچنے کے لیے تقریباً پچھتر سے زائد سیڑھیاں چڑھتے ہیں اور پیشانی پر بل تک نہیں آتا۔ اس بات میں نہ کوئی تصنع ہے نہ مبالغہ کہ سید مصطفیٰ کمال نصف صدی سے درس وتدریس اور اردو ادب کے سلسلہ میں بے لوث خدمت انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ اردو زبان وادب سے انہیں فطری لگاؤ ہے۔ انہوں نے سائنس سے گریجویشن کیا اور سائنسی بصیرت سے روشناس ہوئے پوسٹ گریجویشن اردو سے کیا اور اردو ادب کے سارے ذخیرے کو چھان مارا۔ نہ صرف اردو ادب بلکہ اپنی کوشش پیہم سے انہوں نے انگریزی زبان وادب پر بھی دسترس حاصل کی چنانچہ ان کے تراجم کے کارنامے کچھ کم اہم نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ سید مصطفیٰ کمال اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں' ایک ادارہ ہیں تو صحیح ہوگا سید مصطفیٰ کمال کی صحافتی زندگی کی ایک الگ دنیا ہے وہ حیدرآباد کے ایک ایسے صحافی ہیں جس نے اپنی زندگی کی بہار ادب اور صحافت پر لٹادی اور اپنے آپ کو شگوفہ کے لیے وقف کردیا۔ سید مصطفیٰ کمال کا خاص وصف یہ ہے کہ وہ ایک سکنڈ کے لیے بھی وقت ضائع نہیں کرتے۔ طالب علمی کے دور سے اردو زبان کے تحفظ اور فروغ کے لیے پوری جانفشانی کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ ان کی شخصیت متحرک اور فعال ہے انہوں نے وقت ناپ تول کر استعمال کیا ہے اور کسی لمحہ اس کو ضائع ہونے نہیں دیا۔ اردو کے خدمت گاروں کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن جس طرح دل وجاں سے سید مصطفیٰ کمال نے خدمت کی ہے معدودے چند ہی ملیں گے۔

سید مصطفیٰ کمال کے سینکڑوں نہیں ہزاروں دوست اور جاننے والے ہیں اس سلسلے میں کمال یہ ہے کہ وہ ہر ایک سے خلوص کے ساتھ ملتے ہیں یہ بتانا مشکل ہوتا ہے کہ ان ملنے والوں میں ان کا دوست کون ہے اور ملاقاتی کون۔ ان کی شخصیت کی ایک نمایاں خوبی یا خامی کہیے کہ جہاں سید مصطفیٰ کمال اپنے دوست اور ملاقاتیوں کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں وہیں اپنے مقررہ اصولوں سے انحراف کی صورت میں برسوں کے دوستوں سے بھی قطع تعلق کرلیتے ہیں اور پھر اس کا نام تک زبان پر نہیں لاتے۔ مطلب یہ کہ وہ زہر ہلاہل کو کبھی نہ کہہ سکے قند۔

موصوف دوستوں سے قطع تعلق کرلینا گوارا کرلیتے ہیں مگر اصولوں سے انحراف کرنا نہیں

چاہتے اور لطف یہ کہ وہ کبھی اپنے احباب کی غلطیوں کا تذکرہ کسی اور سے نہیں کرتے انہیں اپنی یادوں اور دوستوں کے رازوں کی پردہ پوشی خوب آتی ہے ان کے عزیز دوست مسیح انجم نے سید مصطفیٰ کمال کے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے اقتباس دیکھیے:

''کمال صاحب کے ظاہر کو مت دیکھیے وہ جتنا باہر ہیں اس سے دگنا اور تین گنا اندر بھی ہیں' ان کا سینہ رازوں اور یادوں کا ایک دفینہ ہے' یادوں پر تو انہوں نے پردہ ڈال دیا ہے' ان کی یادوں سے ہمیں کیا لینا دینا البتہ رازوں سے بہت سوں کا بھلا ہوسکتا ہے' یہ ان کی خارجہ پالیسی ہے یا داخلی پالیسی وہ اپنا راز کسی کو نہیں بتاتے۔'' (۲۶)

سید مصطفیٰ کمال راز کو راز رکھنے میں ہی بھلائی سمجھتے ہیں وہ بھی راز کو افشا کرنے کو بُرا گمان کرتے ہیں اِن ہی اوصاف کے عوض اللہ رب العزت نے موصوف کو حج وعمرہ کی سعادتیں حاصل کرنے کا شرف عنایت فرمایا ہے۔ ڈاکٹر سید عباس متقی نے ''ہدیۂ تبریک'' کے نام سے ایک نظم آپ کے تکمیل فرائضِ حج کے موقع پر لکھ کر آپ کی نذر کی ہے۔ چند اشعار آپ بھی ملاحظہ کریں۔

کیا شکر ادا ہو تیرا اے رب ذوالجلال
کرتا ہے لمحہ لمحہ جو بندوں کا تو خیال

آتی ہے استجب کی صدا عرش بریں سے
جب بھی کیا ہے ہاتھ اٹھا کر کوئی سوال

حاصل بجز خوشی کے نہیں کوئی غم مجھے
عسرت میں ہوں نہال تو غربت میں ہوں بحال

اردو پہ آئے گی نہ خزاں بھول کر کبھی
ہمدرد وغم گسار ہیں جب مصطفیٰ کمال

اک سمت رعب وداب ہے اک سمت رحمتیں
مکے میں ہے بلالؓ مدینے میں ہے جمال

دو عیسوی میں حج کی سعادت انہیں ملی
تاریخ متقی نے کہی جس کی بے مثال

سلک گہر سے سال مزین ہے متقی
دربار مصطفیٰ میں گئے مصطفیٰ کمال (۲۷)

جناب اسد رضا کو سید مصطفیٰ کمال کے اوصاف حمیدہ سے متاثر متعدد خواتین سے برطانیہ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا چنانچہ وہ کہتے ہیں:

''میں ۲۰۰۲ء میں اردو فیسٹول کے سلسلہ میں برطانیہ گیا تو متعدد حضرات نے مجھ سے ڈاکٹر مصطفیٰ کمال صاحب کی خیریت دریافت

کی اور شگوفہ کی دل کھول کر تعریف بھی کی گئی خوب صورت خواتین بھی
ان کی فین نکلیں، بہر حال حسیناؤں کے دلکش لبوں سے مصطفیٰ صاحب
کی ستائش سن کر جہاں مجھے مسرت ہوئی وہیں مدیر شگوفہ پر رشک بھی
آیا کاش، ایسی تعریف ہما۔۔ر۔۔ی۔۔ بھی لیکن ہمیں تو شیرین لبوں
سے گالیاں تک نہیں ملتیں۔'' (۲۸)

یہ سچ ہے کہ سید مصطفیٰ کمال ہر کام کو ایک چیلنج کے طور پر قبول کرتے ہیں لیکن اکثر وہ کسی کام کو اپنے ہاتھ میں لیتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ پہلے ہی سے کچھ فرمائشی، فہماشی اور سفارشی کام ان کے منتظر ہیں۔

مسیح انجم نے سید مصطفیٰ کمال کی تھکا دینی والی جہد وجستجو کا بیان اپنے خاکہ میں تمام تر جذبات کے ساتھ کیا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

''جب وہ ان تمام ''فالتو اور پالتو'' کاموں میں گھر کر آزمائش سے
گزرتے ہیں تو دفتر شگوفہ پر ایک سماں سا بندھ جاتا ہے اگر آپ بیک
وقت کئی کام کرتے ہوئے کسی شخص کو دیکھنا چاہتے ہوں تو آپ کو کہیں
جانے کی ضرورت نہیں، شگوفہ کے کسی خاص نمبر یا سوونیر کی تیاری کے
دنوں میں آپ سیدھے ''شگوفہ'' کے دفتر کو سرِ شام چلے جایئے، آپ
کی تفریح بھی ہو جائے گی اور چائے بھی ملے گی، اس وقت آپ کمال
صاحب کی اسٹیڈی کرنے کے لیے چپ چاپ کہیں بیٹھ جایئے لیکن
یہ پتہ نہ چلے کہ آپ ان کا مطالعہ فرما رہے ہیں، کرسی پر بیٹھے بیٹھے
اچانک وہ نیم دراز ہو جائیں گے، اپنی آنکھیں بند کر لیں گے لیکن وہ
اپنے ذہن میں کام کی اسکیم بنا رہے ہوں گے، اچانک وہ اپنی آنکھیں
کھول دیں گے۔ جھٹ کرسی سے اٹھ کر سیدھے باتھ روم جائیں
گے، وہاں ضروریات سے فارغ ہو رہے ہوں گے کہ ادھر فون کی گھنٹی
بج اٹھے گی۔ اندر ہی سے ''ہیلو''! بولیں گے اور پھر تیز تیز قدموں سے
باہر آ کر چہرے کا پانی انگلیوں سے صاف کرتے ہوئے فون کا ریسور

اٹھائیں گے پھر ''ہیلو'' بولیں گے ''ہیلو'' اور گفتگو میں اتنی احتیاط برتیں
گے کہ وہ نشر نہ ہونے پائے اور وہاں بیٹھے ہوئے احباب معاملے کی
تہہ کو نہ پہنچ سکیں۔ بات کرتے جائیں گے اور پیشانی اور آنکھوں کو
سہلاتے بھی رہیں گے' اتنے میں انہیں عینک یاد آجائے گی' عینک کی
بجائے پیپر ویٹ اٹھالیں گے' غلطی کا احساس ہونے پر پیپر ویٹ رکھ
دیں گے اور عینک اٹھالیں گے پھر انہیں الماری یاد آئے گی' جھٹ
الماری کی طرف لپکیں گے لیکن ہاتھ میں الماری کی کنجی کے بجائے
ٹیلی فون کی کنجی مع قفل ہوگی' ٹیلی فون کو لاک کر کے الماری کی کنجی لیں
گے' الماری کھول کر کتابت شدہ کاغذات نکالنا چاہیں گے تو ان کی نظر
تولیہ پر پڑے گی۔ تب انہیں یاد آئے گا کہ ''ارے میں نے تو ابھی اپنا
چہرہ پونچھا بھی نہیں!'' پھر تو وہ ایک ہاتھ سے تولیہ نکالیں گے تو
دوسرے ہاتھ سے کاغذات میز پر رکھیں گے چوں کہ اب ہاتھ کو
فرصت ملی ہے' اس سے کنگھا نکالیں گے اور پھر اسی ہاتھ سے اپنے
مختصر اور سفید بالوں میں جھٹ جھٹ دو تین بار کنگھا پھیریں گے
کنگھا جیب میں رکھیں گے اور تولیہ کاتب کو دیں گے' کاتب سوچے گا
کہ ''یہ کیا بوالعجبی ہے''۔۔اب میں ان حرکتوں کو کہاں تک گناؤں
؟۔۔۔اگر کمال صاحب نمائش کے دنوں میں یہی کام ایک اسٹال
کھول کر انجام دیں تو اچھی خاصی آمدنی ہوگی۔ کیا عجب کہ ''گنیز بک
''میں نام بھی شامل ہو جائے۔'' (۲۹)

سید مصطفیٰ کمال منکسر المزاج اور بذلہ سنج واقع ہوئے ہیں اور مستقل المزاج بھی ہیں۔
موصوف کی طبیعت میں جہاں عجز وانکساری شامل ہے وہیں آپ کی طبیعت ثانیہ یہ ہے کہ آپ
اپنا احتساب کرنے والے مگر مخلص آدمی ہیں' کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتے' بادی النظر میں کسی سے
سفارش نہ کرواتے ہیں نہ قبول کرتے ہیں البتہ سنتے ضرور ہیں اگر دل میں آجائے تو سفارشی ذرائع
کی نشان دہی ضرور کر دیتے ہیں۔

جناب رشید عبدالسمیع جلیل رقم طراز ہیں کہ سید مصطفیٰ کمال صاحب نے زندگی میں کسی مرحلے پر بھی سفارش کا سہارا نہیں لیا اور جہاں تک مدد وامداد کا تعلق ہے اپنی ذاتی استطاعت کی حد تک بخوشی کرتے ہیں اس میں کبھی بخالت سے کام نہیں لیتے ۔ وہ لکھتے ہیں:

''گفتگو نرمی اور تیزی سے کرتے ہیں' شاید اس میں آئندہ کچھ رکاوٹ ہو' تقریر پر مغز اور باوقار ہوتی ہے اردو زبان بھی فصیح بولتے ہیں رازوں کا افشا نہیں کرتے ہر واردات سینے میں محفوظ رہتی ہے' تحریر میں نہیں لاتے کسی پر بے جا اور ناروا تنقید کو برداشت نہیں کرتے شگوفہ کے صفحات میں ایک ایک لفظ کو تول کر چھان پھٹک کر جگہ دیتے ہیں' ہر بات کامل خوداعتمادی کے ساتھ کہتے ہیں جو ذمہ داری قبول کرتے ہیں' شدید رکاوٹوں کے باوجود اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے جس کے لیے کام کرتے ہیں وہ موجود رہے نہ رہے اس کا کام بہر طور وقت پر بلکہ وقت سے پہلے کردیتے ہیں وقت کی پابندی کسی فوجی کی طرح کرتے ہیں۔ وقت کی پابندی نہ کرنے والوں کو نظر انداز بھی کردیتے ہیں' گھر والوں کے ساتھ انصاف کرتے ہیں گھر والوں کے لیے وقف شدہ لمحات میں کوئی اور مصروفیت گوارا نہیں کرتے اور اپنی ذمہ داری سے کبھی پہلو تہی نہیں کرتے' ایک اچھے انسان ہیں لیکن' مخالفوں پر کبھی بھڑک جاتے ہیں' کسی بھی نزعی معاملے پر اپنا ردعمل فوراً ظاہر کرتے ہیں' کام خود کرتے ہیں لیکن مہمان مدیر کا لیبل لگادیتے ہیں بہت سی خوبیاں ہیں کہاں تک بیان کروں۔'' (۳۰)

سید مصطفیٰ کمال حق گو' بے باک' بذلہ سنج' فراخ دل' مہمان نوازی شخصیت کا نام ہے' جس کا خمیر دکن کی گنگا جمنی تہذیب سے اٹھا ہے اور جس نے جفاکشی تلنگانہ کی مٹیالی چٹانوں سے پائی ہے جو اُن کی

سانسوں میں رچی بسی ہے اور طنز و مزاح جس کی زندگی گزارنے کا ہنر اور سلیقہ بن گیا ہے۔

حق گوئی و بے باکی:

سید مصطفیٰ کمال خالصتاً علمی شخصیت کے مالک ہیں پڑھنا' لکھنا' درس و تدریس' رسائل کی ادارت و ادبی و صحافتی خدمات ان کا اوڑھنا بچھونا رہا ہے۔ ان کی ہمہ جہت پہلو دار شخصیت اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے۔ علم کے والہانہ لگاؤ نے ان کی شخصیت کو چار چاند لگا دیے ہیں چنانچہ موصوف ویسے تو کم بولتے ہیں لیکن انہیں موضوع مل جائے یا ان کے سامنے کسی کے ساتھ ناانصافی و غلط بیانی کی جائے تو یوں گویا ہوتے ہیں کہ مخالف ان کے بولنے کا تصور خواب و خیال میں بھی نہیں کر سکتا۔ درخت جب ثمر آور ہو جاتا ہے تو بوجھ سے جھک جاتا ہے اور انسان جب علم و ادب کے منازل طئے کر لیتا ہے تو عاجزی و انکساری اپنا شعار بنا لیتا ہے' یہی کیفیت سید مصطفیٰ کمال میں موجود ہے کم بات کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال اصول پسند واقع ہوئے ہیں اور وہ اپنے بنائے ہوئے اصولوں سے کبھی انحراف نہیں کرتے خواہ اس میں ان کا اپنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ اس ضمن میں ایک واقعہ جناب رشید الدین کی زبانی سنیے:

> ''جب میری پانچویں کتاب ''خاطر خواہ'' شائع ہوئی تو میں نے اپنے دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیمان صدیقی (جو اردو یونی ورسٹی کے پہلے رجسٹرار بھی ہیں) کو کتاب کا ایک نسخہ دیا اور لائبریری کے لیے دو نسخے پیش کیے اردو کتابوں کی منظوری کے نگران سید مصطفیٰ کمال تھے جب کتاب ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے ایک ہی نسخہ لیا اور دوسرا مجھے شگوفہ کے دفتر میں لا کر واپس کر دیا' میں نے احتجاج کیا کہ اردو یونی ورسٹی میں میری اردو کی ایک ہی کتاب لینا کیا معنی رکھتا ہے نہایت متانت کے ساتھ مسکرا کر کہا کہ رشید صاحب! یہ اصول میں نے ہی مقرر کیا ہے۔ کیا میں صرف اس لیے اس اصول کو توڑ دوں کہ آپ میرے دوست ہیں اور

ممتاز مزاح نگار ہیں پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور قہقہہ بہت کم
لگاتے ہیں‘ صرف زیر لب مسکراتے ہیں‘ میرے خیال میں یہ قہقہہ
خفت مٹانے اور اس موضوع کو ختم کرنے کے لیے بھی تھا‘
ظاہر ہے اب تو مجھے خاموش رہتے ہی بنی۔‘‘ (۳۱)

سید مصطفیٰ کمال کی اصول پسندی کا کیا کہنا کہ انہوں نے محض ایک زائد کتاب کو یونی ورسٹی کے لیے خریدنا گوارا نہیں کیا حالاں کہ اس کتاب کی رقم وہ اپنے جیب سے نہیں دے رہے تھے‘ انہیں صرف دونوں کتابوں کی منظوری دینی تھی لیکن انہوں نے انچارج کی حیثیت سے جو حقوق و ذمہ داری انہیں تفویض کی گئی تھی اور وہ جو اصول وہ بنائے تھے اسے توڑنا اور ان سے انحراف گوارا نہ کیا حالاں کہ رشید الدین صاحب کا شمار موصوف کے خاص الخاص دوست احباب میں ہوتا ہے۔

اسی طرح سید مصطفیٰ کمال کی اصول پسندی کا ایک واقعہ راقمِ حروف کے ساتھ بھی پیش آیا اور وہ اس طرح کہ‘ ریسرچ کے دوران میں نے زندہ دلانِ حیدرآباد کے سوونیر کو حیدرآباد کے تقریباً تمام لائبریوں میں تلاش کیا لیکن مراد بر نہ آئی بالآخر تھک ہار کر سید مصطفیٰ کمال سے رجوع ہوا اور سارا حال گوش گزار کیا تو موصوف نے صرف اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ میں روزانہ معینہ وقت اور معینہ مدت تک ان کے دولت خانے پر حاضری دوں اور اپنا مطلوبہ مواد نوٹ کرلوں موصوف نے ریکارڈ کے لیے رکھے گئے مجلّے گھر لے جانے تو درکنار ماہنامہ شگوفہ پر لاکر رکھنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کیا کہ اسکوٹر پر لانے اور لے جانے میں جلد خراب ہوجائے گی۔

رکنیت:

سید مصطفیٰ کمال انٹرمیڈیٹ میں زیر تعلیم تھے کہ صحافت سے وابستگی اختیار کی چنانچہ وہ ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۲ء تک بھارت نیوز سے رضا کارانہ طور پر وابستہ رہے‘ ماہنامہ ’’قومی زبان‘‘ کی مجلس ادارت کی رکنیت ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۸ء تک کارگزار رہے اسی طرح سید مصطفیٰ کمال اردو تحریک سے وابستہ ہوئے مزید یہ کہ معتمد انجمن تحفظ اردو آندھراپردیش‘ رکن اردو ایکشن کمیٹی اردو ہال‘ حمایت نگر حیدرآباد کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۰ء سے تا حال انہیں مختلف تعلیمی اداروں نے اپنا رکن بنا کر اپنے ادارہ کو اعزاز بخشا۔ ذیل میں ان اداروں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

۱) چیرمن بورڈ آف اسٹیڈیز ان اردو انوار العلوم کالج Autonomous

۲) ممبر فیکلٹی آف آرٹس جامعہ عثمانیہ ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۵ء

۳) ممبر بورڈ آف اسٹیڈیز اِن اردو عثمانیہ یونی ورسٹی ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۵ء

۴) ممبر بورڈ آف اگزامس مدراس یونی ورسٹی UG ۱۹۹۰ء

۵) ممبر بورڈ آف اگزامس بنگلور یونی ورسٹی ۱۹۹۲ء سے

۶) ممبر بورڈ آف اسٹیڈیز اِن اردو RBVRR ویمنس کالج Autonomous

۷) فونڈر ممبر ایگزیکٹیو بورڈ کالج آف لینگویجس حیدرآباد

۸) معتمد انجمن تحفظ اردو آندھرا پردیش ۱۹۶۹ء سے

۹) رکن اردو ایکشن کمیٹی حیدرآباد

۱۰) ممبر ایجوکیشنل کانفرنس

۱۱) ممبر مسلم ایجوکیشن سوسائٹی

۱۲) ممبر انجمن ترقی پسند مصنفین

۱۳) کنونیر ورلڈ ہیومر کانفرنس ۱۹۸۵ء

۱۴) فری لانس جرنلسٹ برائے اردو اخبارات ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء

۱۵) رکن آندھرا پردیش اردو اکیڈیمی ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۲ء

۱۶) فونڈر ممبر زندہ دلانِ حیدرآباد

منظوم تہنیت:

طالب خوندمیری اردو طنز و مزاح کے ایک ہر دل عزیز شاعر گزرے ہیں انہوں نے ماہنامہ شگوفہ میں کئی شگوفے چھوڑے وہ ایک معروف آرکیٹکٹ بھی تھے اسی مناسبت سے کارٹونس بھی بنایا کرتے تھے۔ وہ سید مصطفیٰ کمال کے جلیسِ خاص تھے۔ انہوں نے ''نذرِ مصطفیٰ کمال'' کے عنوان سے منظوم تہنیت ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی کتاب '' حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' کی رسمِ اجراء کے جلسے میں پڑھی تھی ملاحظہ ہو:

جس مختصر بدن میں چھپا ہے بڑا کمال
طالب اسی کا نام ہوا مصطفیٰ کمال
اندر سے کون جانے یہ ٹوٹے ہیں کس قدر
باہر تو اوڑھتے ہیں بڑا دبدبہ کمال
تالیف نسخہ ہائے شگوفہ کے ساتھ ساتھ
تصنیف کررہے ہیں کتاب وفا کمال
اس دور بے حسی میں بھی پورے وجود سے
اردو زباں کے درد میں ہیں مبتلا کمال
ملتی رہیں انھیں بھی کئی کرسیاں مگر
ان سے بھی کچھ اٹھا نہ سکے فائدا کمال
ہلکی سی اک ہنسی میں مسائل کو ٹالنا
ہے مصطفیٰ کمال کا سب سے بڑا کمال
رکھتے ہیں مہ وشوں سے برابر معاملے
لیکن ہیں دیکھنے میں بڑے پارسا کمال
غیروں پہ جانے دھونس جماتے ہیں کس طرح
اپنوں کے درمیاں تو ہیں فرماں روا کمال
یاروں کو پہلے دام مباحث میں پھانس کر
پھر داغتے ہیں اپنا کوئی فیصلہ کمال
برتاؤ دوستوں سے وہی ہے کبھی کبھی
رکھتے ہیں جو سلوک عدو سے روا کمال
اوروں پہ ڈالتے ہیں کمندِ نظر مگر
رہتے ہیں آئینہ سے ہمیشہ خفا کمال
ایسا گناہ ان سے جو سرزد نہ ہوسکا
دیتے رہے ہیں خود کو اسی کی سزا کمال
اپنا لہو دہن میں ''شگوفوں'' کے ڈال کر
کرتے رہے مزاح کی نشوونما کمال (۳۲)

اس کتاب کی رسم اجرا کے موقع پر ممتاز مزاح نگار عبدالسمیع جلیل نے بھی ایک تہنیتی نظم پیش کی تھی' ملاحظہ فرمائیے۔

مدیر شگوفہ (ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال)

شگوفہ کشت زعفراں' مدیر گلبہار ہے
ادارت اک جنون ہے خمار ہے قرار ہے
مزاح و طنز کاروبار مصطفیٰ کمال ہے
کمال ہے کمال ہے

ہے زندہ دل قبیلے کا عجب مردِ آہنی
الاپتا ہے چلتے پھرتے قہقہوں کی راگنی
ہے سُر اگر مزاحیہ تو طنزیہ بھی تال ہے
کمال ہے کمال ہے

ادارہ اپنی ذات میں ہے، ذات انجمن میں گم
پتنگ جیسے تارکی ہے لگ گئی ہے جس کو دُم
ادب کے آسماں تلے اڑان بے مثال ہے
کمال ہے کمال ہے

خموش طبع، نرم گو، مزاج دم، شگوفہ ساز
مزاج پرسکون اور شخصیت ہے دلنواز
روش وہی جو پہلے تھی، سو آج بھی بحال ہے
کمال ہے کمال ہے

صحافت و سیاست و ادب میں آل راونڈر
ریسرچ ساری گھر میں کر کے جو بنے ہیں ڈاکٹر
ادارۂ شگوفہ کے فروغ کی مثال ہے
کمال ہے کمال ہے

نصاب کم سبق بہت، مریض کم دوا بہت
نیاز کم جنوں بہت، نماز کم دعا بہت
قیام کم سفر بہت، قلندرانہ چال ہے
کمال ہے کمال ہے

نہ ہم سفر نہ ہم قدم مگر شریکِ قافلہ
اَڑی ہوئی ہے ایک ٹانگ کچھ سہی معاملہ
پسِ دوکاں ہے کاروبار ٹھوک سارا مال ہے
کمال ہے کمال ہے

بصد خلوص دوستوں کی تہنیت میں پیش پیش
ادیبوں اور شاعروں کی تعزیت میں پیش پیش
جہاں مقامِ زیر ہو شمولیت محال ہے
کمال ہے کمال ہے

مزاحیہ رسالے کی اگرچہ ہے ایڈیٹری
نہیں ہے کوئی فیلڈ میں کرے ذرا جو ہم سری
یہ دم یہ خم' یہ حوصلہ' کمال ہی کمال ہے
کمال ہے کمال ہے

بدستِ خود دہانِ خود' نہیں کسی پہ کوئی بار
مسیح گارو' کچھ نہ کچھ' خرابیوں کے ذمہ دار
عزیزِ من جلیلؔ بھی ہنوز اک سوال ہے
کمال ہے کمال ہے(۳۳)

رشید عبدالسمیع جلیلؔ نے ''شگوفہ'' کے جشن ۴۰ سالہ کے موقع پر ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال مدیر ''شگوفہ'' کی خدمت میں بعد خلوص ایک اورتہنیت نامہ بہ شکل منظوم خاکہ پیش کیا ہے۔

نذر مصطفیٰ کمال

(چالیس سالہ خدمات کی روشنی میں)

خوبی یہ پائی جاتی ہے مسٹر کمال میں
پھانسا ہے بلبلوں کو ظرافت کے جال میں

بوڑھے نہیں ہوئے ہیں کسی زاویہ سے وہ
لگتے ہیں نوجوان بہتر ویں سال میں

ثانی نہیں ہے کوئی بھی بر صغیر میں
کچھ ایسے گل کھلائے ہیں چالیس سال میں

اردو کے آسمان پہ اڑتی ہے اک پتنگ
چرخی ہے اور ڈور بھی دست کمال میں

زلف شگوفہ ہاتھ سے اپنے سنوار کر
بدلاؤ لا رہے ہیں وہ اب خط و خال میں

تنہا اٹھائے بوجھ ادارت کا ہر گھڑی
پایہ زبان کھائے امیدِ وصال میں

ہر ماہ کار ہائے نمایاں ہیں کچھ نہ کچھ
محفوظ جانے کتنے ہیں ذہن و خیال میں

ہر شئے ہے ممکنات سے موصوف کے لیے
کارِ جہاں دراز حدِ اعتدال میں

نرمی تو ہے مزاج میں لیکن کبھی کبھی
آتے ہیں نکتہ چینی پہ وہ اشتعال میں

زندہ دلوں کے ساتھ ہیں برسوں سے اس طرح
جیسے کوئی ہو ہر جگہ اہل و عیال میں

پابندی نماز ہے بعد از ادائے حج
پہلے تھی بس تمیز حرام و حلال میں

مالک ہیں خود پرنٹر و ناشر مدیر بھی — گردش میں ہیں مدام نکاسیِ مال میں

پچھلے پچاس برسوں میں جو بن پڑا کیا — آرام اب ضروری ہے میرے خیال میں

زندہ دلانِ وقت کے واحد ہیں ترجمان — عمرِ عزیز کاٹی ہے امرِ محال میں

طنز و مزاح پھیل گیا ہے گلی گلی — زندہ دلی ہے عام جنوب و شمال میں

کھلتے ہیں بس شگوفہ دل آں جناب میں — باقی نہیں ہے غم کوئی شاخِ نہال میں

کس کس پہ مہرباں ہیں کس کس پہ ہیں خفا — کھلتا نہیں یہ راز کبھی قیل و قال میں

سر پر سوار کس کے ہیں دیتے ہیں کس کو چھوٹ — اس کا پتہ چلے نہ کبھی دیکھ بھال میں

حسنِ سلوک دیکھ کے گردیدہ ہم ہوئے — رکھے ہیں آنجناب ہمیں یرغمال میں

ماضی سے بے نیاز ہیں فردا کی فکر میں — تائید ایزدی ہوئی شامل جو حال میں

گزری ہے ساری زندگی کالے حروف میں — آیا نہیں ہے فرق کوئی ماہ و سال میں

شطرنج کے کھلاڑی ہیں اپنی بساط میں — شہ بچ کے مات دیتے ہیں پیادے کی چال میں

آئینہ دیکھتے ہیں نگاہ مدیر سے — کنگھی ہے محو رقص مضامین بال میں

اک انجمن ہیں ذات میں اپنی بجائے خود — اپنی مثال آپ ہیں ہر اک مثال میں

رکھتے ہیں اس طرح سے خریدار کا خیال — فوجی الرٹ رہتا ہے جوں برشگال میں

موسم ہزار گزرے ہیں تنقید کے مگر — اُلجھے نہیں کبھی وہ جواب و سوال میں

ہر پل ڈٹے ہوئے ہیں صحافت کے منچ پر — چھوڑا نہیں ہے کام کوئی لیت و لعل میں

آ کر قریب لوگ بڑھاتے ہیں فاصلے — قوت کی ہے کمی کششِ اتصال میں

دندانِ ناز گرچہ جدا ہو گئے جلیلؔ — تقویمِ کرّوفر ہے وہی بول چال میں (۳۴)

حوالے:

﴿۱﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو بمقام مکان موصوف موقوعہ فرسٹ لانسر، حیدرآباد بتاریخ ۱۶ ؍جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۲﴾ ایضاً

﴿۳﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کے مارچ ۱۹۷۹ء کے شمارے کے اداریہ سے ماخوذ ص ۵۶۔

﴿۴﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی اسکول ریکارڈ میں تاریخ پیدائش تقریباً چار ماہ زیادہ لکھائی گئی یعنی ۲۶ ؍فروری ۱۹۳۹ء اسکول ریکارڈ میں درج ہے۔

﴿۵﴾ زاہد علی خاں اثر ''سید مصطفیٰ کمال ادھورا خاکہ'' غیر مطبوعہ مخزونہ نجی کتب خانہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال۔

﴿۶﴾ رشید الدین ''ڈاکٹر مصطفیٰ کمال، کمال کے آدمی'' غیر مطبوعہ خاکہ مخزونہ نجی کتب خانہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال۔

﴿۷﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو بمقام مکان موصوف بتاریخ ۱۶ ؍جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۸﴾ بحوالہ آندھراپردیش کے اردو ادیبوں، شاعروں اور مصنفین کی ڈائرکٹری سن اشاعت ۲۰۰۰ء۔

﴿۹﴾ اعلامیہ عثمانیہ یونیورسٹی شعبہ امتحانات پریس ریلیز نمبر Ref.No.02/Ph.D/Exams./48

﴿۱۰﴾ بحوالہ روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد مورخہ ۹ ؍مئی ۱۹۸۴ء ص ۶ جلد ۸ شمارہ ۱۲۶۔

﴿۱۱﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو بمقام مکان موصوف بتاریخ ۱۶ ؍جنوری ۲۰۱۲ء

﴿۱۲﴾ ابھرتے نقوش از پروفیسر شمیم جیراج پوری سن اشاعت ۹ ؍جنوری ۱۹۹۹ء ص ۶۹۔

﴿۱۳﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد جولائی ۱۹۹۶ء ص ۲۔

﴿۱۴﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد جنوری ۱۹۹۹ء (سالنامہ) ص ۱۰۹۔

﴿۱۵﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد جولائی ۲۰۰۰ء ص ۵۲۔

﴿۱۶﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد اگست ۲۰۰۳ء ص ۵۱۔

﴿۱۷﴾ اوکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری از شان الحق حقی دوسری اشاعت ۲۰۰۳ء ص ۱۲۲۴۔

﴿۱۸﴾ اسد رضا ''ادیب بے مثال سید مصطفیٰ کمال''، مضمون مطبوعہ روزنامہ راشٹریہ سہارا حیدرآباد مورخہ یکم اگست ۲۰۱۰ء۔

﴿۱۹﴾ ڈاکٹر عابد معز ''پہلودار شخصیت ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال''، مضمون مطبوعہ روز نامہ منصف حیدرآباد مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۹۱ء ص ۶

﴿۲۰﴾ مسیح انجم ''کیا باکمال شخص ہے مصطفیٰ کمال''، مشمولہ ''طرفہ تماشہ'' سن اشاعت ۱۹۹۳ء ص ۱۴۲

﴿۲۱﴾ اسد رضا ''ادیب بے مثال۔ سید مصطفیٰ کمال''، مضمون راشٹریہ سہارا

﴿۲۲﴾ مسیح انجم ''کیا باکمال شخص ہے مصطفیٰ کمال''، مشمولہ ''طرفہ تماشہ'' سن اشاعت ۱۹۹۳ء

﴿۲۳﴾ رشید الدین ''ڈاکٹر مصطفیٰ کمال، کمال کے آدمی'' غیر مطبوعہ خاکہ مخزونہ نجی کتب خانہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال۔

﴿۲۴﴾ رشید الدین ''ڈاکٹر مصطفیٰ کمال، کمال کے آدمی'' غیر مطبوعہ خاکہ مخزونہ نجی کتب خانہ ڈاکٹر کمال۔

﴿۲۵﴾ مسلم ضیائی ''روسی ظرافت'' پیش لفظ ص ۸ سن اشاعت ۱۹۴۴ء

﴿۲۶﴾ مسیح انجم ''طرفہ تماشہ'' ص ۱۵۰۔

﴿۲۷﴾ ڈاکٹر عباس متقی نظم ''دربار مصطفیٰ میں گئے مصطفیٰ کمال'' دیوان خانہ ڈاکٹر کمال میں لگے فریم سے ماخوذ۔

﴿۲۸﴾ اسد رضاء ''ادیب بے مثال سید مصطفیٰ کمال''۔

﴿۲۹﴾ مسیح انجم ''طرفہ تماشا'' ص ۱۵۲۔۱۵۳ سن اشاعت ۱۹۹۳ء مشمولہ مقالہ برائے ایم۔فل ص ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶۔ یونی ورسٹی آف حیدرآباد بنام ''مسیح انجم بہ حیثیت مزاح نگار'' مقالہ نگار: عاقلہ سلطانہ، نگران ڈاکٹر رحمت علی خاں یوسف زئی۔

﴿۳۰﴾ رشید عبد السمیع جلیل۔ مضمون ''سید مصطفیٰ کمال پہلودار شخصیت۔

﴿۳۱﴾ رشید الدین ''ڈاکٹر مصطفیٰ کمال، کمال کے آدمی'' غیر مطبوعہ خاکہ مخزونہ نجی کتب خانہ ڈاکٹر مصطفیٰ کمال

﴿۳۲﴾ طالب خوند میری نظم ''طالب اسی کا نام پڑا مصطفیٰ کمال'' جو ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی کتاب ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی۔ تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' کی رسم اجراء کے جلسے میں پڑھی گئی۔ مشمولہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد ماہ اکتوبر ۱۹۹۴ء ص ۵۹۔

﴿۳۳﴾ رشید عبد السمیع جلیل نظم ''کمال ہے کمال ہے'' ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد ماہ جون ۲۰۱۱ء ص ۵۲۔

﴿۳۴﴾ رشید عبد السمیع جلیل منظوم خاکہ بنام نذر مصطفیٰ کمال (چالیس سالہ خدمات کی روشنی میں) مورخہ ۱۳/نومبر ۲۰۰۹ء مشمولہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد ماہ نومبر ۲۰۱۱ء ص ۴

☆☆☆

باب دوم

علمی خدمات

۱۔ کالج آف لینگویجس کے قیام میں سید مصطفیٰ کمال کا حصہ
۲۔ زندہ دلان حیدرآباد کی خدمات بہ حیثیت بانی رکن
۳۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کی سرگرمیاں

۱۔ کالج آف لینگویجس کے قیام میں سید مصطفیٰ کمال کا حصہ:

سید مصطفیٰ کمال کی دنیائے صحافت اور دنیائے طنزومزاح میں یہ کاوشیں ایک طرف جاری تھیں تو دوسری جانب انہوں نے حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی تجویز کے بعد حیدرآباد میں کالج آف لینگویجس کے قیام میں کلیدی رول ادا کیا اور خود کو اردو کے اس کاز کے لیے پوری طرح وقف کردیا اور ۱۹۶۵ء سے دسمبر ۱۹۶۹ء تک رضا کارانہ طور پر انتظامی وتدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس ریاست کا وہ قابل قدر علمی ادارہ ہے جو گزشتہ تقریباً ایک سو سال سے حیدرآباد میں تعلیمی ترقی کے لیے کوشاں ہے۔ ۱۹۱۳ء میں چند پر خلوص ساتھیوں کے تعاون سے حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ تعلیمی میدان میں ریاست کی پسماندگی کو ہمہ جہتی ترقی سے بدل دیا جائے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حیدرآباد کے اعلیٰ تعلیم کے نظام کو جو بڑی حد تک مدراس یونی ورسٹی سے منسلک تھا اس محکومی سے نجات دلائی جائے اور ریاست کی اپنی ایک یونی ورسٹی کے قیام کے لیے راہ ہموار کی جائے۔

چنانچہ ایجوکیشنل کانفرنس نے اپنے اولین اجلاس کی قراردادوں ہی میں حکومت اور حکمراں کو اس اہم ضرورت پر توجہ دلائی۔ عوامی تائید سے نواب میر عثمان علی خاں' آصف جاہ سابع کے ہاتھ مضبوط ہوئے اور آخر کار شاہی فرمان سے ۱۹۱۸ء میں عثمانیہ یونی ورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ نظام آصف جاہ سابع کے جانشین پرنس مکرم جاہ بہادر نے حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے ۱۹ ویں اجلاس سن ۱۹۶۲ء میں صدارتی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس نے صرف عثمانیہ یونی ورسٹی کے قیام کے لیے جدوجہد کی بلکہ متعلقہ انجنیرنگ' میڈیکل' وٹرنری وزرعی کالجوں کے قیام کے لیے جدوجہد کی ہے جس کے نتیجہ میں ہزاروں طلبہ وطالبات اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کا ایک اور کارنامہ ''کالج آف لینگویجس حیدرآباد'' کا قیام ہے جو آندھراپردیش کا سب سے بڑا اورینٹل کالج ہے' جہاں ہر سال طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد تعلیم حاصل کررہی ہے۔

کالج آف لینگویجس کے آغاز کے موقع پر جامعہ اردو علی گڑھ کے امتحانات کے لیے طلبہ کو

تیار کیا جاتا تھا۔ جب طالب علموں کی کثیر تعداد ان امتحانات کی جانب متوجہ ہوئی تو جناب سعد اللہ ہاشمی، جناب سید مصطفیٰ کمال کے علاوہ چند با حوصلہ محبان اردو جن میں خاص کر ڈاکٹر وی۔ نارائن کرن ریڈی، شوکت علی، جناب سیف الدین شامل ہیں۔ جن کے تعاون سے تعلیم کا آغاز ''اسلامک پبلیکیشنز سوسائٹی پرنٹنگ پریس'' جگر روڈ پر کیا تھا اور ۱۹۶۵ء میں اس کا الحاق جامعہ اردو علی گڑھ سے عمل میں آیا۔

بعد ازاں حیدر آباد ایجوکیشنل کانفرنس کی مجلس انتظامیہ نے کالج آف لینگوئجس کے نام سے علحدہ کالج کے قیام کے لیے تحریک پیش کی۔ پروفیسر غیاث الدین احمد سابق پرنسپال حیدر آباد ایوننگ کالج کو چیرمین اور جناب ڈاکٹر وی۔ نارائن کرن ریڈی اعزازی معتمد حیدر آباد ایجوکیشنل کانفرنس کو کالج آف لینگوئجس حیدر آباد کا اعزازی معتمد پرنسپال نامزد کیا گیا۔

عثمانیہ یونی ورسٹی کے اعلیٰ وفد نے ۳/اگست ۱۹۶۶ء کو کالج کا معائنہ کیا اور کالج کی صورت حال، تعلیمی معیار، انتظامی امور اور Fixed Deposit وغیرہ کے سلسلے میں انتظامیہ سے گفتگو کے بعد اپنی رپورٹ عثمانیہ یونی ورسٹی کو اپنی سفارشات کے ساتھ پیش کردی۔ عثمانیہ یونی ورسٹی نے بذریعہ مراسلہ نشان 5600/H/989/64/Acad مورخہ ۲۳/ستمبر ۱۹۶۶ء (۱) کو ۳ سال کے لیے عارضی طور پر ۶۷-۱۹۶۶ء سے کالج کی منظوری عطا کی کہ انٹرنس اور ڈپ۔ او۔ ایل (Dip.O.L.) کی تعلیم کا آغاز کیا جائے۔

محکمہ تعلیمات حکومت آندھرا پردیش نے ذریعہ مراسلہ نشان 981/51/68 مورخہ ۲۸/مارچ ۱۹۶۹ء (۲) ابتدائی سال ۶۷-۱۹۶۶ء سے کالج کو مسلمہ حیثیت کا حامل قرار دیا۔ اس قدر کامیابی ملنے پر مجاہدین اردو نے کالج آف لینگوئجس میں بی۔ او۔ ایل اور یم۔ او۔ ایل کی تعلیم کے آغاز کی تحریک کی۔ عثمانیہ یونی ورسٹی کے ایک وفد نے ۱۷/جنوری ۱۹۶۸ء (۳) کو کالج کا ایک مرتبہ پھر معائنہ کرنے کے بعد ذریعہ مراسلہ نمبر 11227/H/1107/67/Acad. مورخہ ۱۷/فروری ۱۹۶۸ء کو ۳ سال کے لیے عارضی طور پر ۶۸-۱۹۶۷ء سے منظوری عطا کی۔

کالج کے قیام کے بعد دوسرا اہم مرحلہ فراہمی عمارت تھا۔ جناب چندر سری واستوا اور ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے توسط سے جو مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ جناب مرزا سرفراز علی سے خواہش کی کہ کالج کے لیے کسی موزوں عمارت کا انتظام کریں چناں چہ جناب سرفراز علی کی علم دوستی و سرپرستی کے پیش نظر گوشہ محل مڈل اسکول معظم جاہی مارکٹ کی عمارت ذریعہ مراسلہ نمبر

93/H2/65 مورخہ ۸ / نومبر ۱۹۶۶ء (۴) کو حاصل کی گئی اور انٹرنس وڈپ۔او۔ایل کی تعلیم کا آغاز کیا گیا' جب بی۔او۔ایل اور یم۔او۔ایل کی تعلیم کا آغاز کیا گیا اور وہ عمارت ناکافی ہوئی تو دوبارہ تحریک پیش کی گئی جناب مرزا سرفراز علی نے ذریعہ مراسلہ نشان نمبر 1/H22/66 مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۸ء (۵) کو گاندھی بھون نامپلی ہائی اسکول کی عمارت کالج کے لیے عطا کی۔

کالج آف لینگو یجس کے پہلے پرنسپال کی حیثیت سے پروفیسر سید محمد ریڈر جامعہ عثمانیہ کا انتخاب عمل میں آیا وہ ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۸ء اعزازی پرنسپال کی خدمت انجام دیتے رہے۔اس کے بعد ڈاکٹر وی۔نارائن کرن ریڈی (پرنسپال آرٹس کالج عثمانیہ یونی ورسٹی' اعزازی معتمد حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس) ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۳ء اعزازی پرنسپال رہے اور ڈاکٹر سیدہ جعفر سابق صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی اعزازی وائس پرنسپال نامزد کی گئیں۔کالج کے قیام سے ۱۹۶۹ء تک کالج کے سابق استاذ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال انتظامی و تعلیمی امور کی دیکھ بھال کرتے رہے۔(۶)

سید مصطفیٰ کمال کو اردو زبان وادب سے ایک طرح کا عشق تھا جس کی تکمیل اور فروغ کے لیے وہ کوشاں رہے لیکن ایم۔اے کی تکمیل کے بعد انہیں اوقات بسر کے لیے روزگار از حد ضروری ہو گیا تھا' یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ایک ہی عرصہ میں کئی کالجوں میں جز وقتی لکچرر کے طور پر خدمات انجام دینی شروع کی چنانچہ ۱۹۶۶ء کے بعد انہوں نے نظام کالج اور ممتاز کالج میں اردو ادب کی درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے اور جب انہیں ۱۹۷۰ء میں انوار العلوم کالج میں ملازمت ملی تو گویا ان کی محنت کو ثمر مل گیا اور ایک آسودگی حاصل ہوئی لیکن اب بھی انہیں اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے کی تکمیل کی فرصت نہیں تھی جس میں سب سے اہم ان کی صحافتی مصروفیت کے ساتھ ساتھ تدریسی خدمات بھی شامل تھے اس پر طرفہ ظلم انہوں نے اپنے آپ پر یہ کیا کہ زندہ دلان اور شگوفہ کے زیر اہتمام اردو ادب کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جو آج تک جاری ہے۔

۲۔زندہ دلان حیدرآباد کی خدمات بہ حیثیت بانی رکن:

آزادی ہند کے بعد سرزمین حیدرآباد (دکن) پر بلکہ سارے ہندوستان میں طنز و مزاح لکھنے والوں کی تعداد میں خاصی کمی آگئی جس کی اہم وجہ تقسیم ہند اور اس دوران ہوئے خونین فسادات اہم سبب بنے جس نے اکثر ادیبوں کی تحریروں اور بیشتر شعراء کے کلام موزوں کو تلخ و تند کر دیا تھا۔یوں بھی

ہندوستان میں طنز ومزاح لکھنے والوں کا کوئی باضابطہ مرکز یا پلیٹ فارم نہیں تھا' حیدرآباد میں آزادی ہند کے تین برس بعد یعنی ۱۹۵۰ء میں فائن آرٹس اکیڈیمی کا قیام عمل میں آیا لیکن یہ رقص وموسیقی اور ڈرامے کے میدان تک محدود تھا البتہ یہاں لوگ وقتاً فوقتاً باہم مل بیٹھتے تھے لیکن یہ نشستیں ایک خاص طبقے تک ہی محدود تھیں۔

آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد کے ڈائرکٹر جناب ایاز انصاری نے ۹ رجنوری ۱۹۶۱ء کو ریڈیو اسٹیشن کی عمارت کے سبزہ زار پر مزاحیہ مشاعرہ منعقد کیا جس میں عوام کو بطور سامع مدعو کیا گیا تھا۔ دکنی اردو میں مزاحیہ شاعری کا چلن حیدرآباد میں عام تھا چنانچہ اس مشاعرہ نے شعراء اور عوام کو حوصلہ بخشا۔ حیدرآباد میں فائن آرٹس اکیڈیمی کے نام سے فنون لطیفہ کے فروغ کے سلسلہ میں ایک ادارہ تقریباً ۱۹۵۰ء سے کارکرد تھا' آل انڈیا ریڈیو کے مزاحیہ مشاعرہ کے بعد اس طرح کے مشاعرے عام ہو گئے اور ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ آندھرا پردیش کے مختلف شہروں اور اضلاع میں اس طرح کے مشاعرے منعقد کیے گئے اور مزاحیہ شاعری اور شاعروں کی روایت کو حیدرآباد میں استحکام ملتا گیا' دریں اثناء زندہ دلانِ حیدرآباد کی تشکیل نو عمل میں آئی جس کے اراکین میں سید مصطفیٰ کمال کو بھی شامل کیا گیا اور ۱۹۷۴ء میں اسی ادارہ کا باضابطہ رجسٹریشن کروایا گیا۔ حیدرآباد کے مزاح نگاروں اور زندہ دلانِ حیدرآباد کے ارباب نے تجویز کی کہ حیدرآباد میں مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس منعقد کی جائے چنانچہ جناب مجتبیٰ حسین کو اس کانفرنس کا سکریٹری منتخب کیا گیا اور زندہ دلانِ حیدرآباد کے زیر اہتمام ہندوستان میں مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس ۱۴' ۱۵ رمئی ۱۹۶۶ء اعلیٰ پیمانہ پر منعقد ہوئی جو بے انتہا کامیاب رہی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے سید مصطفیٰ کمال نے شب وروز ایک کر دیے تھے۔

جناب ایاز انصاری کے مزاحیہ مشاعرہ ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' منعقدہ ۹ رجنوری ۱۹۶۱ء (۷) کا نقش عوام میں خوش آئند رہا چنانچہ اس کے بعد حیدرآباد میں طنز ومزاح کی ایک باقاعدہ بزم کے قیام کا خیال پیدا ہوا۔ سید مصطفیٰ کمال نے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے فائن آرٹس اکیڈیمی کے اراکین ومجلس شوریٰ سے گفت وشنید کی اور بارہا اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ ابتداء میں تو ان کے اس خیال پر توجہ ہی نہیں دی گئی جب انہوں نے بار بار طنز ومزاح کے علاحدہ شعبہ کے قیام پر اصرار کیا اور اس کی افادیت پر روشنی ڈالی تو ایک برس بعد فائن آرٹس اکیڈیمی حیدرآباد کے ایک شعبہ کی حیثیت سے زندہ دلانِ حیدرآباد کا قیام ۱۹۶۲ء میں عمل میں لایا گیا۔ (۸)

اس طرح ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے زیر اہتمام پہلا مشاعرہ ریاستی سطح پر ۱۷/ مارچ ۱۹۶۲ء کو نو بجے شب گلشن حبیب' اردو ہال' حمایت نگر' حیدرآباد میں منعقد ہوا۔ شری نریندر لوتھر ناظم اطلاعات وتعلقات عامہ نے اس مشاعرے کا افتتاح کیا تھا۔ صدارت کے فرائض دکنی زبان کے مزاحیہ شاعر علی صائب میاں نے ادا کیے۔ رگھو بنسی نرمل نے معتمد مشاعرہ کے فرائض انجام دیے۔ شعراء میں علی صائب میاں' رگھو بنسی نرمل' محمد حمایت اللہ' سلیمان خطیب' سرور ڈنڈا' مسافر نلگنڈوی' مرزا مصطفیٰ علی بیگ' سرپٹ حیدرآبادی' احمد اللہ قادری' مخلص حیدآبادی' گربڑ حیدرآبادی' بوگس حیدرآبادی' مرشد خلیل' گستاخ حیدرآبادی کے نام قابل ذکر ہیں۔

ابتداء میں نریندر لوتھر نے اپنی تقریر میں کہا:

''آج کا مشاعرہ زندہ دلانِ حیدرآباد نے منعقد کیا ہے اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ حیدرآباد میں اتنے زندہ دل لوگ موجود ہیں' اردو شاعری میں نسبتاً مردہ دلی کی روایت زیادہ ہے اور زندہ دلی کی کم' بیشتر شعراء عام طور پر گھسے پٹے راستوں پر ہی چلتے ہیں' عشق ومحبت' وصل وہجر' محبوب ورقیب' جام اور ساقی' گل ولالہ' عارض وگیسو' لیلیٰ ومجنوں اور ایسی دوسری فرسودہ اصطلاحیں اس کی جان ہیں' میں یہ نہیں کہتا کہ یہ غیر ضروری ہیں۔ عشق ومحبت اور اس کے انجام کے بغیر ہندوستان کی آبادی کیسے بڑھ سکتی ہے؟ عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ مزاح نگاری نثر اور نظم بچوں کا کام ہے۔ ہنسنا ہنسانا مسخروں کا کام ہے' شریف زادے' معقول اور سلجھے ہوئے انسان اس سے دور رہتے ہیں جو لوگ یہ جانتے ہیں وہ شاید یہ نہیں جانتے کہ انسان اور حیوان میں تفریق کی ایک وجہ یہ ہے کہ جانور نہیں ہنس سکتا اور انسان ہنس سکتا ہے' جانوروں میں حسن مزاح نہیں ہوتا اور انسان میں ہوتا ہے۔ سب جانور سنجیدہ ہوتے ہیں صرف انسان ہی طنز ومزاح کو سمجھ سکتا ہے اور پھر آپ دیکھیے کہ کسی کو ہنسانا کوئی آسان کام نہیں۔'' (۹)

اس مشاعرہ کی رپورٹ روزنامہ ملاپ بابت ۱۹؍ مارچ ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں مشاعرہ کی کامیابی کو بے انتہا سراہا گیا۔ اقتباس دیکھیے:

''اردو ہال، حمایت نگر ڈھائی گھنٹوں تک سینکڑوں زندہ دلوں کے مسلسل قہقہوں سے گونجتا رہا اور فائن آرٹس اکیڈیمی کے زیر اہتمام منعقدہ اپنی طرز کا سب سے کامیاب اور یادگار مزاحیہ مشاعرہ ثابت ہوا۔'' (۱۰)

نیز اس ضمن میں راقم الحروف کے تایازاد بھائی جناب حافظ وقاری محمد وحید الدین عاصمؔ کہتے ہیں:

''واقعی وہ مشاعرہ زندہ دل تھا وہ دن ہے اور آج کا دن جب کبھی اس کا تذکرہ نکلتا ہے میرے کان گونجنے لگتے ہیں۔ اردو ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، لوگ باہر ٹھہر کر قہقہے لگا رہے تھے اور ان قہقہوں کی آواز اردو ہال کے باہر تک جارہی تھی۔'' (۱۱)

محمد وحید الدین عاصمؔ اس مشاعرہ کے سامعین میں شامل تھے انہوں نے آج (۵۰) برس بعد جن الفاظ میں مشاعرہ کو یاد کرتے ہوئے داد دی ہے اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ زندہ دلان کا پہلا ہی مشاعرہ کس قدر کامیاب رہا ہوگا۔ اس مشاعرے کی کامیابی کو نظر میں رکھتے ہوئے حیدرآباد کے زندہ دلان نے ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء ریاستی سطح پر مزاحیہ مشاعرے منعقد کیے اور حلقہ ارباب ذوق (حیدرآباد) اور فائن آرٹس اکیڈیمی نے ۱۹۶۶ء میں باتفاق آراء مشترکہ طور پر مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس منعقد کرنے کا بیڑا اٹھایا اور طئے کیا کہ یہ کانفرنس زندہ دلانِ حیدرآباد کے زیر اہتمام منعقد کی جائے گی۔ چنانچہ مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس ۱۴ اور ۱۵؍ مئی ۱۹۶۶ء کو حیدرآباد کے معروف مقام اردو ہال موقوعہ حمایت نگر حیدرآباد میں منعقد کی گئی۔

کانفرنس کے موقع پر سوونیر شائع کیا جانا طئے پایا تھا جس کی ذمہ داری بھی ان ہی کو تفویض کی گئی تھی یہی نہیں دوسری کل ہند مزاحیہ کانفرنس کے سوونیر کی ذمہ داری بھی ان ہی کے کاندھوں پر ڈالی گئی تھی جسے موصوف نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

کانفرنس کے بعد ۱۹۶۷ء میں زندہ دلانِ حیدرآباد کے لیے بھارت چند کھنہؔ کی صدارت اور

مجتبیٰ حسین کی معتمدی میں ایک Adoped Committee تشکیل دی گئی ۔ اس کے بعد تلنگانہ تحریک کی وجہ سے ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۱ء کوئی مشاعرہ نہیں کیا جا سکا لیکن ۱۹۷۴ء میں زندہ دلانِ حیدرآباد کا رجسٹریشن کروالیا گیا (۱۲) اور اس طرح اب اسے ایک خودمختار ادارہ کی حیثیت دی گئی ۔ اس کے بعد زندہ دلانِ حیدرآباد کا دستور العمل مرتب کیا گیا اور باقاعدہ انتخابات ہونے لگے ان انتخابات میں ابتداء تا ایں دم صدور، معتمدین اور اراکین تو تبدیل ہوتے رہے لیکن ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے ہر انتخاب میں اکثریت سے کامیابی حاصل کرنے کے باوجود بھی کوئی عہدہ قبول نہیں کیا اور ہمیشہ اعزازی رکن بنے رہنے پر ہی اکتفا کیا اور پس پردہ سب کارروائیاں انجام دیتے رہے۔

ادارہ ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کا دفتر معظم جاہی مارکیٹ کے قریب واقع مشہور عمارت ''مجرد گاہ'' پر واقع ہے ہاں تا حال اس کے کمروں میں ضرور تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں ۔ ابتداء میں کمرہ نمبر ۱۷ آباد کیا گیا پھر کمرہ نمبر ۱۸ میں دفتر بنایا گیا اس کے بعد کمرہ نمبر ۱۹ کو بھی اپنی پناہ میں لے لیا گیا اور موجودہ کمرہ نمبر ۳۱ کو اپنا مسکن بنائے ہوئے ہے لیکن عارضی طور پر کمرہ نمبر ۱۸ میں جاں گزیں ہیں، جس میں شگوفہ کا دفتر بھی واقع ہے جہاں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال اس کمرہ سے زندہ دلانِ حیدرآباد کے تمام امور بھی انجام دیتے ہیں ۔ مسیح انجم شگوفہ اور دفتر شگوفہ کی بابت لکھتے ہیں:

> ''شگوفہ اور دفتر شگوفہ کمال صاحب کی شخصیت کا ایک حصہ ہیں ان دونوں کے بغیر ان کی شخصیت اس مکان کی سی ہو جائے گی جس کا سائبان نہ ہو۔ ابتداء میں شگوفہ کا آفس ''مجرد گاہ'' پر زندہ دلانِ حیدرآباد کے کمرہ میں تھا۔ وہاں سے کمال صاحب نے اس کو مجرد گاہ کی تیسری منزل (جو آخری منزل بھی ہے) کے کمرہ نمبر ۳۱ میں منتقل کیا۔ ہمارے بزرگ مزاح نگار جناب رشید قریشی پہلی بار کمرہ نمبر ۳۱ پر تشریف لائے تو کمال صاحب نے پوچھا'' کیوں رشید بھائی شگوفہ کا آفس کیسا ہے؟'' رشید صاحب جو مجرد گاہ کی ۷۲ سیڑھیاں چڑھ کر آئے تھے ہانپتے ہوئے بولے'' میاں! آفس تو اچھا ہے لیکن یہ اتنی

اونچائی پر ہے کہ یہاں آنے کے بعد عاقبت یاد آجاتی ہے۔ یہ دفتر شگوفہ نہیں دفتر عاقبت ہے!!!''(۱۳)

محمد عمران اعظمی رکن مجلس ادارت ماہنامہ شگوفہ نے ''شگوفہ کا دفتر'' کے عنوان سے ایک نظم تخلیق کی ہے جس سے دفتر شگوفہ کے احوال معلوم ہوتے ہیں:

تھرڈ مالے پہ اس کا لوکیشن — جیسے ہو انڈومان کا دفتر
اور زینے ہیں پورے پچھتر — ہے کڑے امتحان کا دفتر
سادگی حسن کا مرقع ہے — چائے، جل اور پان کا دفتر
قلم و قرطاس کے جزیرے میں — یہ ہے گیان و دھیان کا دفتر
منتخب ہستیوں کا مرکز ہے — اپنی ادبی اڑان کا دفتر
معرفت، دانش و مزاح و ادب — آگہی کے نشان کا دفتر
نصف صد سال کا مسافر ہے — رہبرِ کاروان کا دفتر
اک عجوبے سے کم نہیں اے دوست — کرسیِ خیزران کا دفتر
قہقہوں کی بہار لاتا ہے — محفلِ زعفران کا دفتر
پاکی، ستھرائی اور نظافت میں — جیسے کروبیان کا دفتر
اس کی پرواز ہے ثریا تک — یہ ہے اونچی اڑان کا دفتر
جامعی کا، علیم فلکی کا — یا شکیب ارسلان کا دفتر
فرح و فردوس بھی ہے وابستہ — مجتبیٰ جانِ جان کا دفتر
ہے بہی خواہوں میں شریف اسلم — زنفرِ نیم جان کا دفتر
متقی، فضل اور عثمانی — یعنی تیر و کمان کا دفتر
لکشمی فیضی و رؤف خوشتر — اور لوتھر کی شان کا دفتر
رفعت و باسط و حبیب ضیا — طنز کے گلستان کا دفتر
اور کمالی بہار کے بانکے — اور گٹھیلے جوان کا دفتر
مصطفیٰ، شانہ اور حمید عادل — ان ادیبوں کی آن کا دفتر
یہ ہے حسن و صفائے باطن میں — خواجہ خواجگان کا دفتر
یہ ہے مہر و وفا کا گہوارہ — یہ ہے قومی زبان کا دفتر
تم نے دیکھا ہے زندگی میں کبھی — اک مدیر چٹان کا دفتر؟
یاں چمکتی ہے برق عزم و یقیں — یہ نہیں ہے گمان کا دفتر

اور چاہیں تو یہ بھی کہہ ڈالیں سید کامران کا دفتر
اسّی سالوں سے ایستادہ ہے راہیِ سخت جان کا دفتر
اس کے جیسی ملی نہ عمرِ طویل گو کہ ہو 'خاکدان' کا دفتر
ربِّ عمراںؔ رکھے سدا باقی سید مہربان کا دفتر (۱۴)

فائن آرٹس اکیڈیمی اور زندہ دلانِ حیدرآباد کے دفتری امور کے لیے تاحال یہی ایک کمرہ مشترکہ ہے۔ دونوں اداروں کے لیے مشترکہ سائین بورڈ ہے جس پر انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں فائن آرٹس اکیڈیمی کا نام لکھا ہوا ہے اور زندہ دلانِ حیدرآباد قدرے چھوٹے حروف میں تحریر کیا ہوا ہے۔ عزیز ابرار اپنے مقالہ ''شگوفہ کی ادبی خدمات'' کے باب ''زندہ دلانِ حیدرآباد اور شگوفہ کا اجراء'' میں رقم طراز ہیں:

''۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے زندہ دلانِ حیدرآباد کا پہلا لیٹر ہیڈ چھپوایا جس پر مجلس عاملہ کا ذکر نہیں ہے ۱۹۶۶ء اور ۱۹۶۷ء کے سوونیروں پر بھی زندہ دلانِ حیدرآباد کے عہدہ داروں کا ذکر نہیں ہے بلکہ فائن آرٹس اکیڈیمی کے عہدداروں کا تذکرہ ہے۔'' (۱۵)

سید مصطفیٰ کمال صاحب نے راقم السطور کے استفسار پر ایک عدد لیٹر ہیڈ عنایت کیا جو بوسیدہ حالت میں ہے، جس کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ لیٹر ہیڈ ۲ ۱/ ۱۸×۲ ۱/ ۲۲ انچ پر مشتمل ہے جس پر درمیانی صفحہ کے اوپری جانب جلی حروف میں زندہ دلانِ حیدرآباد (نون مکسور کے ساتھ) لکھا ہوا ہے جب کہ دائیں جانب بالائی حصہ پر فائن آرٹس اکیڈیمی ۲۷ مجرد گاہ معظم جاہی مارکٹ حیدرآباد (اے۔ پی) تحریر کیا ہوا ہے اور بائیں جانب زندہ دلان حیدرآباد سے کسی قدر اوپر فون (۵۱۵۲۰) اور اس کے نیچے تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ ان تفصیلات کے علاوہ سارا لیٹر ہیڈ فائن آرٹس اکیڈیمی یا زندہ دلانِ حیدرآباد کے صدور، معتمدین، خازن یا پھر اراکین شوریٰ کی تفصیلات سے عاری ہے۔ آگے عزیز ابرار لکھتے ہیں:

''زندہ دلانِ حیدرآباد کے انتخابات ہر سال پابندی سے منعقد ہوتے ہیں اس کے اب تک دو صدر منتخب ہو چکے ہیں بھارت چند کھنہ اور

نریندر لوتھر' بھارت چند کھنہ زندہ دلانِ حیدرآباد کے قیام سے لے کر وسط ۱۹۸۲ء تک صدر رہے فی الحال وہ سرپرستوں میں شامل ہیں' معتمدین میں مجتبیٰ حسین' محمد حمایت اللہ' مرزا مصطفیٰ علی بیگ' طالب خوندمیری' مسیح انجم اور بوگس حیدرآبادی ہیں' برق آشیانوی' رشید قریشی' نریندر لوتھر' ڈاکٹر رشید موسوی اور محمد حمایت اللہ نائب صدور کے عہدے پر خدمات انجام دے چکے ہیں' جدید مجلس عاملہ اس طرح ہے: نریندر لوتھر۔ صدر' مرزا مصطفیٰ علی بیگ' طالب خوندمیری۔ نائب صدور' بوگس حیدرآبای۔ معتمد عمومی' احمد سلطان' ڈاکٹر حبیب ضیاء نائب معتمدین' محمد سلیمان۔ خازن' ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال' مسیح انجم' محمد حمایت اللہ اور رشید الدین۔ ارکان۔'' (۱۶)

سید مصطفیٰ کمال کا شمار زندہ دلانِ حیدرآباد کے بانیوں میں ہوتا ہے لیکن کبھی انہوں نے اس ادارہ میں کوئی عہدہ قبول نہیں کیا جب راقم الحروف نے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے تفصیل سے بتایا:

''میں روز اول سے ہی زندہ دلانِ حیدرآباد کے انتخابات کے بعد باوجود اکثریت سے کامیاب ہونے کے کبھی بڑا عہدہ قبول نہیں کیا' حالاں کہ بارہا اصرار کیا جاتا رہا لیکن ہر بار میں نفی میں جواب دیتا رہا۔ ہاں ایک دفعہ حسابات کے مسائل درپیش تھے تو میں نے کسی معیاد میں خازن کا عہدہ قبول کیا تھا پھر آئندہ میقات میں حسابات کی تنقیح کے بعد رکن شوریٰ ہی کی حیثیت سے تا حال کام کر رہا ہوں' انہوں نے مزید کہا کہ میں نے رکن شوریٰ کی حیثیت سے وہ سارے کام انجام دیے ہیں جو صدر' خازن اور دیگر اراکین عاملہ کرتے ہیں' کوئی نشست یا کوئی فیصلہ میری عدم موجودگی میں نہیں لیا جاتا ہے نیز

اگر زندہ دلانِ حیدرآباد کے امور میں زیادہ سے زیادہ وقت دینے والوں کی فہرست تیار کی جائے تو بلا مبالغہ میں سرفہرست رہوں گا یہی نہیں بلکہ زندہ دلانِ حیدرآباد کے قیام سے تا حال میں اس کی تمام کارکردگی میں برابر شامل رہ چکا ہوں۔"(۱۷)

زندہ دلانِ حیدرآباد کی سلور جوبلی تقاریب ۱۸ تا ۲۱ر نومبر ۱۹۸۷ء کو منائی گئیں۔ اختتامی تقاریب ۱۸ر نومبر ۱۹۸۷ء ۵ بجے شام 'بمقام 'نمائش کلب' نریندر لوتھر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کل ہند ادبی اجلاس: مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۸۷ء شام ۵:۳۰ بجے مقام نمائش کلب منعقد ہوا جس کی صدارت کسی کو نہیں دی گئی بلکہ طنز کے منفرد طنز نگار فکر تونسوی مرحوم کو خراج عقیدت کے طور پر کرسی صدارت خالی رکھی گئی۔ کنویز ادبی اجلاس کی حیثیت سے محمد برہان حسین کا نام ہے جلسہ اعتراف خدمات مجتبیٰ حسین مورخہ ۱۹ر نومبر ۱۹۸۷ء پانچ بجے شام 'بمقام 'نمائش کلب' عابد علی خاں کی صدارت میں منعقد ہوا مہمان خصوصی ہاشم علی اختر' اظہار: کنور مہندر سنگھ بیدی سحر' نریندر لوتھر' پروفیسر اشتیاق عابدی' پروفیسر شمیم منفی' اختر حسن' دلیپ سنگھ' پروفیسر مغنی تبسم' پروفیسر نثار احمد فاروقی اور کنویز ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال رہے۔ تنقیدی اجلاس ۲۰ر نومبر ۱۹۸۷ء سہ پہر تین بجے' نمائش کلب میں پروفیسر گیان چند کی صدرارت میں منعقد ہوا۔ جس کے کنویز ڈاکٹر بیگ احساس تھے پھر محفل لطیفہ گوئی ۲۰ نومبر ۱۹۸۷ء کو شام سات بجے نمائش کلب میں زیر صدارت نریندر لوتھر انجام پایا۔

زندہ دلانِ حیدرآباد کی سالانہ تقاریب اور کانفرسوں کے رپورتاژ اخبارات' رسائل بالخصوص ماہنامہ شگوفہ میں انعقاد کے فوری بعد شائع ہوا کرتی ہیں۔ یہ روایت شگوفہ کے ابتدائی شماروں سے جاری ہے چنانچہ مئی ۱۹۶۶ء کے کانفرس کے موقع پر سوونیر شائع کیا گیا' جو زندہ دلانِ حیدرآباد کی پہلی دستاویز ہے۔ سوونیر کے مرتبین میں ناصر کونولی' سید مصطفیٰ کمال اور حفیظ قیصر کے نام ملتے ہیں لیکن اداریہ سید مصطفیٰ کمال نے لکھا ہے۔ ۲۴' ۲۵ر فروری ۱۹۶۸ء کو زندہ دلانِ حیدرآباد کی تیسری کل ہند تقاریب منعقد کی گئیں۔ ادبی اجلاس کی صدارت آئی۔ ایس۔ جوہر نے کی۔ پروفیسر آغا حیدر حسن مشاعرہ کے صدر تھے اور پروفیسر مسعود حسین خاں نے تیسرے سوونیر کی رسم اجراء انجام دی۔ اس اجلاس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کی اس میں زندہ دلانِ حیدرآباد کی اولین مطبوعات کا اجراء عمل میں آیا چنانچہ علی صائب میاں کی شاعری کا مجموعہ "گھوکرو کے

کانٹے'' اور رضا نقوی واہی کا شعری مجموعہ ''نشتر و مرہم'' کا اجراء عمل میں آیا۔ بعدازاں زندہ دلانِ حیدرآباد کے زیر اہتمام طنز و مزاح کی تفصیلات شائع کرنے کی روایت پڑھ گئی۔

زندہ دلانِ حیدرآباد کی مطبوعات میں اب تک ۴۷ کتابیں شائع ہوئیں ہیں۔ ابتدائی تین کتابیں زندہ دلانِ کی مکمل مالی تعاون سے شائع ہوئیں جب کہ دیگر کتابوں کو جزوی اعانت دی گئی تفصیلات اس طرح ہیں:

مطبوعات زندہ دلانِ حیدرآباد

نشان سلسلہ	کتاب کا نام	صنف	صاحب کتاب کا نام	ماہ و سال	تعداد	ضخامت	قیمت
۱	نشتر و مرہم	شاعری	رضا نقوی واہی	فروری ۱۹۶۸ء	۱۰۰۰	۱۶۰	۳/۵۰
۲	گھوکرو کے کانٹے	شاعری	علی صائب میاں	۱۹۶۸ء	۱۰۰۰	۶۴	۱/۵۰
۳	یہ ایک تبسم	شاعری	برق آشیانوی	۱۹۷۱ء	۱۰۰۰	۱۶۰	۳/
۴	تیر نیم کش	مضامین	بھارت چند کھنہ	فروری ۱۹۷۲ء	۱۰۰۰	۳۰۰	۵/
۵	مکرر ارشاد	شاعری	برق آشیانوی	۱۹۷۲ء	۱۰۰۰	۱۱۱	۴/
۶	مزاح شریف	مضامین	رشید قریشی	اپریل ۱۹۷۳ء	۱۰۰۰	۱۴۴	۳/۵۰
۷	مزاج پرسی	مضامین	نریندر لوتھر	ستمبر ۱۹۷۳ء	۱۰۰۰	۱۲۰	۳/۵۰
۸	چھیڑ چھاڑ	مضامین	پرویز یداللہ مہدی	۱۹۷۴ء	۱۰۰۰	۱۴۴	۶/
۹	ساتے اور سماتے	مضامین	یوسف ناظم	نومبر ۱۹۷۵ء	۱۰۰۰	۱۴۴	۶/
۱۰	کیوڑے کا بن	دکنی شاعری	سلیمان خطیب	دسمبر ۱۹۷۵ء	۱۰۰۰	۲۳۰	۱۲/
۱۱	فقط		یوسف ناظم	دسمبر ۱۹۷۵ء	۱۰۰۰	۱۴۴	۶/
۱۲	گل و گلزار	مضامین	خواجہ عبدالغفور	اگست ۱۹۷۶ء	۱۰۰۰	۱۲۷	۶/
۱۳	در پردہ	مضامین	مسیح انجم	دسمبر ۱۹۷۶ء	۱۰۰۰	۱۳۲	۶/
۱۴	کیا نام نہ ہوگا	مضامین	بھارت چند کھنہ	۱۹۷۸ء	-	-	-
۱۵	سمن زار	مضامین	خواجہ عبدالغفور	دسمبر ۱۹۷۸ء	۱۰۰۰	۱۲۸	۸/
۱۶	انڈین کاجو	مضامین	عاتق شاہ	۱۹۸۰ء	-	-	-

۱۷	خواہ مخواہ	مضامین	رشید الدین	۱۹۸۰ء	۱۰۰۰	۱۱۲	۱۰/
۱۸	فکر تونسوی شخصیت اور طنز نگاری	شخصیت	بوگس حیدرآبادی	مئی ۱۹۸۰ء	۱۰۰۰	۲۰۸	۲۵/
۱۹	ہنستے ہنستے	مضامین	برق آشیانوی	۱۹۸۱ء	-	-	-
۲۰	البتہ	مضامین	یوسف ناظم	۱۹۸۱ء	-	-	-
۲۱	چند کلیاں نشاط کی	مضامین	محمد برہان حسین	۱۹۸۱ء	۵۰۰	۹۹	۸/
۲۲	گویم مشکل	مضامین	ڈاکٹر حبیب ضیاء	دسمبر ۱۹۸۱ء	۱۰۰۰	۱۷۶	۱۲/
۲۳	سنی سنائی	مضامین	لئیق صلاح	مارچ ۱۹۸۱ء		۱۰۸	۱۰/
۲۴	چنانچہ	مضامین	مسیح انجم	۱۹۸۳ء	۱۰۰۰	۱۲۸	۱۲/
۲۵	الف تحاشا	مضامین	نریندر لوتھر	۱۹۸۵ء	۱۰۰۰	۱۷۳	۱۶/
۲۶	نمی دانم	مزاحیہ کلام	رشید عبدالسمیع جلیل	فروری ۱۹۸۸ء	۸۰۰	۱۴۴	۱۲۰/
۲۷	انیس بیس	مضامین	ڈاکٹر حبیب ضیاء	جنوری ۱۹۸۸ء	۱۰۰۰	۹۴	۱۶/
۲۸	دکتی رگیں	مضامین	ڈاکٹر عباس متقی	۱۹۸۹ء	۵۰۰	۱۱۲	۲۰/
۲۹	آئی۔ایم۔سوری	مزاحیہ کلام	مرزا مصطفیٰ علی بیگ	نومبر ۱۹۹۳ء	۱۰۰۰	۱۷۶	۸۰/
۳۰	طرفہ تماشہ	طنز و مزاح	مسیح انجم	۱۹۹۳ء	۱۰۰۰	۱۷۶	۴۰/
۳۱	چھٹی انگلی	مضامین	ڈاکٹر عباس متقی	۱۹۹۳ء	۳۰۰	۱۱۲	-
۳۲	کچوکے	مضامین	پرویز یداللہ مہدی	۱۹۹۳ء	۱۰۰۰	۱۲۸	۶۵/
۳۳	نقوش تاباں عہد آصف سابع	تاریخ	سید داؤد اشرف	دسمبر ۱۹۹۴ء	۵۰۰	۱۲۰	۱۰۰/
۳۴	واہ حیدرآباد	مضامین	ڈاکٹر عابد معز	جنوری ۱۹۹۴ء	-	۱۲۸	۶۰/
۳۵	توتو میں میں	ڈرامے	پرویز یداللہ مہدی		۱۰۰۰	۱۳۲	۱۰/
۳۶	سگ گزیدہ	مضامین	ڈاکٹر عابد معز	جنوری ۱۹۹۵ء	-	۱۲۷	۶۰/
۳۷	میری بلا سے	مضامین	ڈاکٹر سید عباس متقی	۱۹۹۶ء	۵۰۰	۱۱۲	۱۰۰/
۳۸	کہیں دیکھا ہے	مضامین	رحیم الدین توفیق	مارچ ۱۹۹۹ء	۵۰۰	۱۰۴	۶۰/
۳۹	جو مژگاں اٹھایئے	مضامین	ڈاکٹر حبیب ضیاء	۲۰۰۱ء	-	۱۰۴	۱۰۰/
۴۰	حرف اعتبار	تاریخ حیدرآباد	سید داؤد اشرف	۲۰۰۱ء	-	-	-

۴۱	بزور آمد	مزاحیہ مضامین	سید طالب زیدی	مئی ۲۰۰۱ء	۵۰۰	۱۷۹	۱۲۵/
۴۲	دھن مڑی	مزاحیہ شاعری	حمایت اللہ	دسمبر ۲۰۰۱ء	۵۰۰	۱۴۳	۱۲۰/
۴۳	گستاخی معاف	مزاحیہ مضامین	خان ایم۔اے	-	-	-	-
۴۴	نوک جھوک	مزاحیہ مضامین	رؤف رحیم	-	-	-	-
۴۵	چونچلے	مزاحیہ مضامین	سلطان سبحانی	۲۰۰۸ء	-	-	-
۴۶	ڈرتا ہوں آئینے سے	مزاحیہ مضامین	ڈاکٹر عباس متقی	۲۰۰۳ء	۵۰۰	۱۱۲	۱۰۰/
۴۷	لگے ہاتھوں	مزاحیہ مضامین	ڈاکٹر عباس متقی	۲۰۰۷ء	۵۰۰	۱۱۲	۵۰/

زندہ دلانِ حیدرآباد کے معزز اراکین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (مطابق نومبر ۲۰۱۰ء تا جنوری ۲۰۱۲ء):

سرپرست : نواب شاہ عالم خان

صدر : پدم شری ڈاکٹر مجتبیٰ حسین

نائب صدور : ڈاکٹر محمد علی رفعت، آئی اے ایس، مصطفیٰ علی بیگ

معتمد عمومی : غلام احمد نورانی

شریک معتمدین : فرید سحر، سردار اثر

خازن : پروفیسر وہاب قیصر

اراکین عاملہ : محمد حمایت اللہ، ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال، آرکیٹیکٹ طالب خوندمیری، ڈاکٹر حبیب ضیاء، ڈاکٹر عباس متقی، دولت رام، محمد سلیم (۱۸)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی خدمات زندہ دلانِ حیدرآباد کے لیے روز روشن کی طرح عیاں ہیں جن کا علم مختلف شعراء اور نثر نگاروں کے تاثرات جو موصوف کے تعلق سے ہیں، سے ہوتا ہے۔

محبوب راہی نے ایک نظم زندہ دلانِ حیدرآباد کی نذر کی ہے ملاحظہ فرمایے۔

زندہ دلانِ حیدرآباد شکریہ　　طنز ومزاح کرتے ہو آباد شکریہ
تم فکر وفن کی خوبی سے کرتے ہو بے دریغ　　ناشاد دل کو، آج بھی تم شاد شکریہ
ہونٹوں پہ مسکراہٹیں سب کی بکھیر کر　　غم کی گھٹاتے رہتے ہو، معیاد شکریہ

اہلِ ستم کو طنز کے تم مارتے ہو تیر ۔۔۔ ڈرنے لگے ہیں قاتل و جلاد شکریہ
تصویر کھینچ دیتے ہو ظالم کی ہو بہ ہو ۔۔۔ تم آج کے ہو مانی و بہزاد شکریہ
وہ کارٹون تم نے بنائے ہیں واہ واہ ۔۔۔ بس دیکھتے ہی ہوتا ہے دل شاد شکریہ
تم محفلِ مزاح سجاتے ہو جا بہ جا ۔۔۔ دل میں خوشی کو کرتے ہو آباد شکریہ
ہنس ہنس کے سب کو ہنسنا سکھاتے ہو تم سب ہی ۔۔۔ دنیا کو غم سے کرتے ہو آزاد شکریہ
ہے ترجمان تمہارا ''شگوفہ'' کمالؔ کا ۔۔۔ محبوبؔ ہے کمال کی ایجاد شکریہ (۱۹)

جناب خالد عرفان نے کراچی پاکستان سے منظوم سفرنامہ مدیر شگوفہ کے نام ارسال کیا جو فروری ۱۹۹۰ء کے شمارے میں بہ عنوان ''زندہ دلان حیدرآباد کا مشاعرۂ طنز و مزاح'' کے نام سے شائع ہوا۔

اس نظم میں خالد عرفان نے نہایت بلاغت، فصاحت و نزاکت کے ساتھ فرداً فرداً زندہ دلانِ حیدرآباد سے وابستہ افراد اور اس کامیاب مشاعرے نے جن مشہور و معروف شعراء نے شرکت کی تھی، انہیں متعارف کرایا ہے اور یہ تعارف ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے پیش نظر نہایت شگفتہ، طنز و مزاح کا بہترین امتزاج ہے ملاحظہ فرمائیے۔

اللہ رے مشاعرۂ حلقہ دکن ۔۔۔ شامل ہوئے تھے جس میں سب اہلِ شعور و فن
لوگوں میں ذوقِ شعر بقید حیات ہے ۔۔۔ ہم بھی دکن گئے تھے یہ ''پرسوں'' کی بات ہے
زندہ دلانِ شہر دکن ہوش مند ہیں ۔۔۔ سارے ہی سامعین ظرافت پسند ہیں
وہ چاہتے تھے محفل طنز و مزاح ہو ۔۔۔ مقصد یہ تھا کہ اس سے ادب کی فلاح ہو
پندرہ ہزار لوگ فقط اک دکھاوا تھے ۔۔۔ باہر جو سن رہے تھے وہ اس کے علاوہ تھے
کیا ذوق کیا دماغ پس انڈینز تھا ۔۔۔ دراصل یہ ہامری ثقافت پہ طنز تھا
ایک ایک شعر فہم چٹائی نشین تھا ۔۔۔ جو ذرہ جس جگہ تھا وہیں ''سامعین'' تھا
یہ میچ ہو رہا تھا نمائش گراؤنڈ میں ۔۔۔ آؤٹ ہوا تھا کوئی فقط ایک راؤنڈ میں
فن کار آ رہے تھے بہت دور دور سے ۔۔۔ میرٹھ سے بمبئی سے کوئی رام پور سے
کامیڈین ادب کے بڑے نامی آئے تھے ۔۔۔ دلی سے چل کے ساغرؔ خیامی آئے تھے
آئے تھے مالیگاؤں سے مختارؔ مختصر ۔۔۔ قینچی کی طرح آئے تھے میرٹھ سے پاپولرؔ
میں بھی بہ شکل مجرم طنز و مزاح تھا ۔۔۔ میرا گناہ یہ ہے کہ میں بے گناہ تھا

شاعر بہت عظیم یہاں انڈیا کے تھے
میں ''نیوایشین'' کا تھا وہ ایشیا کے تھے

دکھنی اچار کی طرح چکھے گئے تھے سب
اسٹیج پر سنبھال کے رکھے گئے تھے سب

گوشہ نشین میں بھی انہی شاعروں میں تھا
یعنی نمک بگھارے ہوئے بیگنوں میں تھا

طالبؔ، کمالؔ، بیگؔ، حمایتؔ تھے اس طرح
ارض دکن پہ چار ہیں مینار جس طرح

یہ چار میزبان تھے اور گیسٹ ایک تھا
کھانے الگ الگ تھے مگر ٹیسٹ ایک تھا

میں سوچتا ہوں قبلہ حمایتؔ کو کیا کہوں
بھائی کہوں، رفیق کہوں، یا چچا کہوں

گر بھائی جاں کہوں تو کہا مان جائیں گے
''انکل'' اگر کہوں تو بُرا مان جائیں گے

اس میزباں نے دردِ شکم دل نشیں دیا
کھانا تو دے دیا مجھے چورن نہیں دیا

رہتے ہیں اپنی ذات میں دردیش کی طرح
رقبے میں ہیں یہ آندھراپردیش کی طرح

سن کر کلام طنز میر شگوفہ نے
''ایڈٹ'' کیا تھا مجھ کو مدیر شگوفہ نے

ہمراہ ان کے مثلِ عبارت رہا تھا میں
بھارت میں ان کی زیرادارت رہا تھا میں

یوں دے رہے تھے مجھ کو سوئٹ کی پلیٹ وہ
جیسے کہ بھر رہے ہوں ''شگوفے'' کا پیٹ وہ

کہتے ہیں اہل علم و ادب مصطفےٰ جنہیں
حاصل ہیں پورے شہر کی ہمدردیاں انہیں

جب بھی ملے ہیں ہلتے ہوئے جھومتے ہوئے
گزری ہے ان کی عمر جہاں گھومتے ہوئے

جب بھی ملے ہیں لنچ کی ''آفر'' لیے ہوئے
کیمرے کو جیسے فوٹو گرافر لیے ہوئے

گھر میں ڈنر کرایا تو ہوٹل میں ناشتہ
بیوی سے چھپ کے جیسے کوئی رکھے داشتہ

طالبؔ نہ صرف زور بیانی کا میٹھا تھا
اس کا سخن بھی جیسے ''خوبانی کا میٹھا'' تھا

نقشے عمارتوں کے بناتا ہے مثلِ رنز
اس کی عمارتیں ہیں سراپا مزاح و طنز

رنگِ غزل حسین عمارت میں بھر دیا
دیوار ''میوزیم'' میں شترگربہ کر دیا

اک اینٹ کی جگہ پہ قوافی لگا دیا
بحر رمل میں کوئی پلازہ بنا دیا

اک بادشہ نے اس کو محل میں بلایا تھا
سنتے ہیں گولکنڈہ اسی نے بنایا تھا

کچھ اس طرح جناب نریندر لوتھر ملے
جیسے عروسِ طنز و ظرافت کو بر ملے

مجھ سے ملے ''مزاح نشاں'' مجتبیٰ حسین
ورنہ کہاں میں اور کہاں مجتبیٰ حسین

پرویز جو مزاح کے اک رائٹر بھی ہیں
قامت سے لگ رہے تھے کو ڈائٹر بھی ہیں

اس نثریے کو شعر نگاری سے کیا غرض ‌ ‌ ‌ اس ''وتجٹیرین'' کو نہاری سے کیا غرض

انجم مسیح و بوگس و ان پڑھ ظریف بھی ‌ ‌ ‌ ان میں ادب کے ساتھ ہے ذوقِ لطیف بھی

بمبو کی ہر غزل میں ''کھٹائی'' زیادہ ہے ‌ ‌ ‌ ایسی ہی شاعری میں کمائی زیادہ ہے

چنچل گوڑہ میں حضرت یعقوب رہتے ہیں ‌ ‌ ‌ اپنی جگہ سند ہے یہ جو لفظ کہتے ہیں

اس شہر میں محقق اعلانیہ ہیں آپ ‌ ‌ ‌ میرے لیے تو جامعہ عثمانیہ ہیں آپ

طبعِ نذیر میں بھی ہے شفقت بھری ہوئی ‌ ‌ ‌ مہماں نوازیوں میں محبت بھری ہوئی

اہلِ دکن جو بزمِ محبت سجائے تھے ‌ ‌ ‌ خواجہ حمید مجھ کو بہت یاد آئے تھے

اس شہر میں ادب بھی صحافت کے دم سے ہے ‌ ‌ ‌ منصف کے دم سے اور سیاست کے دم سے ہے

رخصت ہوا جو اہلِ دکن سے ملا کے ہاتھ ‌ ‌ ‌ سب الوداع کہتے تھے مجھ کو ہلا کے ہاتھ

پہنچا جو بمبئی تو فسانہ عجیب تھا ‌ ‌ ‌ ٹھہرا نہ اس لیے کہ سمندر قریب تھا

فٹ پاتھ بمبئی کی بڑی غم گسار تھی ‌ ‌ ‌ ''عورت پہ مرد' مرد پہ عورت سوار تھی

انسان پیدا ہوتے ہیں اور مرتے ہیں یہیں ‌ ‌ ‌ کچھ حقِ ''زوجیت'' بھی ادا کرتے ہیں یہیں

اس شہر کے ادیب بھی اکثر ظریف ہیں ‌ ‌ ‌ باقی جو بچ گئے ہیں مزاجاً شریف ہیں

اس شہر میں جو یوسفِ ناظم کی ذات ہے ‌ ‌ ‌ بیمارِ غم کے واسطے آبِ حیات ہے

فیضی کا فیض عام ظریفوں پہ جاری ہے ‌ ‌ ‌ تنہا یہ بیس تیس ادیبوں پہ بھاری ہے

اس شہر میں ندیم سراپا گلاب ہے ‌ ‌ ‌ یہ شخص اپنی ذات میں خود ''انقلاب'' ہے

مجھ پر تو زندگی کی حقیقت یہاں کھلی ‌ ‌ ‌ ہر شخص اپنی ذات میں لگتا تھا اک قلی

واپس جو بمبئی سے ہوا میں ہواؤں میں ‌ ‌ ‌ ''ائیروپلین'' اُڑنے لگا جب فضاؤں میں

میں یاد کر رہا تھا ثواب و گناہ کو ‌ ‌ ‌ خوف آرہا تھا شاعرِ طنزومزاح کو

خالد! مشاعرے میں کسی بھی فضا سے جا ‌ ‌ ‌ ہونا اگر ہے لیٹ ''ائیرانڈیا سے جا(۲۰)

۳۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کی سرگرمیاں:

آزادی کے بعد ہندوستان میں اردو کے فروغ سے متعلق قومی نوعیت کے چند ہی بنیادی اور اہم کام انجام پاسکے ان میں سے ایک مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کے قیام کا فیصلہ ہے جو کہ

سب سے نمایاں اور تاریخی نوعیت کا حامل ہے۔ اس فیصلے کے ساتھ ہی بانی وائس چانسلر پروفیسر شمیم جیراجپوری نے اپنی حکمت عملی سے مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر اردو یونی ورسٹی کو ایک باوقار جامعہ کی جو شکل دی ہے وہ اعلیٰ سطح پر اردو تعلیم کے ارتقاء کا مہتم بالشان کارنامہ ہے۔

آندھرا پردیش کے مقابلے میں ریاست مہاراشٹرا میں اردو مدارس پر خود اردو والوں کا کنٹرول ہے۔ اردو تعلیم کے معیار کے اعتبار سے بھی ریاست مہاراشٹرا ملک میں سب سے آگے ہے کرناٹک کے بعض شہروں میں اردو ذریعہ تعلیم کے معیاری مدارس موجود ہیں لیکن مجموعی طور پر ریاست میں اردو تعلیم کی صورت حال امید افزا نہیں۔

اردو تعلیم سے قطعِ نظر ملک میں سرکاری سطح پر اردو کے فروغ واشاعت کے امور کبھی تسلی بخش نہیں رہے۔ ان حالات میں حکومت نے مئی ۱۹۷۲ء میں اردو زبان کے فروغ کے لیے مرکزی وزیر جناب آئی۔ کے۔ گجرال کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ تعلیمی ثقافتی اور انتظامی معاملات میں اردو کو مناسب مقام و سہولتیں فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت کو مفید مشورہ دیں۔

گجرال کمیٹی کی رپورٹ میں کہا گیا کہ صرف ۹ گواہوں نے اردو یونی ورسٹی کے مسئلہ پر گفتگو کی جب کہ اکثریت نے اردو یونی ورسٹی کی افادیت کو تسلیم نہیں کیا۔ کمیٹی کی سفارشات میں یہ کہا گیا کہ ہر ریاست میں گریجویٹ سطح کا کم ازکم ایک اردو ذریعہ تعلیم کا کالج قائم کیا جائے۔ (۲۱) اس ضمن میں آندھرا پردیش کے رویے کی ستائش بھی کی گئی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں عرصے دراز سے جاری اردو میڈیم جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے سفارش کی گئی کہ گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی سطح پر اردو میں تعلیم کے لیے مالی امداد اور دوسری سہولتیں مہیا کی جانی چاہیں۔

ڈاکٹر خلیق انجم نے لکھا ہے کہ گجرال کمیٹی کی رپورٹ چار سال تک سرد خانے میں پڑی رہی پھر ۲۰ رجنوری ۱۹۷۹ء کو کابینہ میں اور ۲۱ رفروری ۱۹۷۹ء کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی گئی۔ پارلیمنٹ نے اس رپورٹ کو باضابطہ منظور نہیں کیا بلکہ ریاستی حکومتوں کو ان کی رائے جاننے کے لیے بھیج دی گئی (۲۲) کسی ریاستی حکومت نے اپنے تاثرات سے واقف نہیں کروایا اور نہ اس سلسلے میں اصرار کے ساتھ یاددہانی کروائی گئی۔

بالآخر ۱۱ رجون ۱۹۹۲ء کو مرکزی وزیر فروغ انسانی وسائل جناب ارجن سنگھ نے ایک دس رکنی ٹاسک فورس کے طور پر کمیٹی تشکیل دی جس کے صدران کی ریاست کے کانگریس قائد

جناب عزیز قریشی تھے۔ اس کمیٹی کا مقصد اقلیتوں کی تعلیمی حالت پر غور کرنا اور تجاویز پیش کرنا تھا اور ایک جامع خاکے کے ساتھ حیدر آباد میں اردو یونی ورسٹی کے قیام کی سفارش کی جس کو تین سال کے بعد ۱۹۹۶ء میں متحدہ محاذ کی حکومت نے پارلیمنٹ کے بل کے ذریعے منظور کیا اور جو گزٹ کی صورت میں ۸ر جنوری ۱۹۹۷ء کو شائع ہوا یونی ورسٹی کے قیام کے بعد جب این ڈی اے حکومت قائم ہوئی تو نئے وائس چانسلر کے تقرر میں بے جا تاخیر کے سوا کوئی منفی اقدام سامنے نہیں آیا جس کی بنیاد پر یہ کہا جا سکے کہ ارباب حکومت اردو یونی ورسٹی کے مخالف تھے اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ تمام سیاسی پارٹیوں نے اپنی پالیسیوں کے تناسب اور ترجیحات کے اعتبار سے اردو یونی ورسٹی کی تشکیل اور ترقی کے معاملات کو آگے بڑھانے میں حصہ ادا کیا۔

پارلیمنٹ بل کی منظوری کے بعد اردو یونی ورسٹی کے لیے وائس چانسلر کا انتخاب ایک نازک بلکہ پیچیدہ مسئلہ تھا جس پر اردو یونی ورسٹی کے مستقبل کا دارومدار تھا۔ اکثر جہاں دیدہ شخصیتیں اس بکھیڑے میں پڑنا نہیں چاہتی تھیں انہیں خوف تھا کہ جس حکومت کی مشنیری گجرال صاحب کے درجے کے وزیر کی رپورٹ سے برسوں کھلواڑ کر سکتی ہے وہ اردو یونی ورسٹی کے قیام و ترقی میں کس طرح معاون ہو سکتی ہے۔ خود اُردو والوں کا تعاون اور رویہ اس تعلق سے غیر اطمینان بخش تھا۔

ہمت شکن اور مایوس کن اردو ماحول اس بات کا متقاضی تھا کہ کسی اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کے حامل وسیع النظر با اثر مدبر اور منصوبہ ساز ماہرِ تعلیم کو وائس چانسلر مقرر کیا جائے چنانچہ بل کی منظوری کے ایک سال بعد درست فیصلہ لیا گیا اور علی گڑھ کے پروفیسر شمیم جیراجپوری وائس چانسلر مقرر ہوئے۔

اردو یونی ورسٹی کے قیام کے ساتھ ہی عرصہ دراز سے سہولتوں سے محروم اردو والوں کے صبر کا پیمانہ جھلک گیا اور یہ مطالبہ کیا جانے لگا کہ فوری طور پر یونی ورسٹی میں تعلیم کا آغاز ہو جبکہ کوئی یونی ورسٹی اپنے قیام کے پہلے سال کسی تعلیمی پروگرام پر عمل نہیں کر سکتی لیکن پروفسر شمیم جیراج پوری کی منصوبہ بندی کا یہ دوسرا اہم و تاریخی کارنامہ ہے کہ دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے اردو والوں کی بے چین آرزوؤں کی تکمیل کا ایک پروگرام بنایا گیا۔ ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر اوپن یونی ورسٹی حیدر آباد نے فاصلاتی طریقہ تعلیم کے تحت اردو میں بی۔ اے اور بی۔ ایس۔ سی کی تعلیم کا انتظام کر لیا تھا اور تدریسی مواد بھی تیار کر لیا تھا۔ پروفیسر شمیم جیراج پوری نے فوری امبیڈکر یونی ورسٹی کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت قرار داد مفاہمت پر دستخط کر کے ان کا نصابی مواد مقرر شدہ

معاوضے پر مستعار حاصل کرلیا اور اس طرح پہلے ہی سال ۹۹ - ۱۹۹۸ء میں اردو یونی ورسٹی میں فاصلاتی طرز پر بی۔ اے کے آغاز کا تاریخ ساز فیصلہ کیا گیا۔

اس ضمن میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کہتے ہیں کہ رجسٹرار سلیمان صدیقی نے (جو میرے اور ڈاکٹر داؤد اشرف) کے دیرینہ رفیق و ہمدرد ہیں۔ اپنے تقرر کے چند ہی دن بعد ہم سے خواہش کی کے امبیڈکر یونی ورسٹی بی۔ اے سال اول کے تدریسی مواد کا عملی جائزہ لیں اور اردو یونی ورسٹی میں اس کی اشاعت سے قبل اس کی موزونیت و معیار کے بارے میں رپورٹ دیں چنانچہ موصوف نے اس کام کے لیے حامی بھری اور دوسرے دن سے ہی کام کا آغاز کیا۔

بقول سید مصطفیٰ کمال:

> ''کام کا پہلا دن تھا اور ہم کتابوں کے مطالعے میں منہمک و مصروف تھے کہ شمیم جیراج پوری صاحب السلام علیکم کہہ کر اچانک کمرے میں داخل ہوئے اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا'' میں شمیم جیراج پوری ہوں'' ہم ان کی اس طرح سادگی کے ساتھ آمد پر کچھ گھبرائے اور کچھ گڑبڑائے' ہم نے بتایا کہ تدریسی مواد میں بہت ساری غلطیاں رہ گئی ہیں' ہم ابتداء میں وائس چانسلر کے مشورے پر اغلاط نامہ تیار کرنے لگے لیکن جب یہ طویل ہوتا گیا تو وائس چانسلر اور رجسٹرار کو فکر لاحق ہونے لگی کہ داخلوں کا اعلان ہو چکا تھا۔ میں نے خوش نویس کی خدمات حاصل کیں اور جہاں ضروری سمجھا گیا جملوں میں ترمیم کرتے ہوئے تصحیح کی پرچیاں چسپاں کردی گئیں۔ تصحیح شدہ صفحات کی فلمیں بنا کر ابتدائی صفحات کی تبدیلی کے ساتھ کتابیں پریس کو بھیج دی گئیں۔ اس کام کی تکمیل کے چند دن بعد مجھے اور ڈاکٹر داؤد اشرف کو کل وقتی ملازمت کا آفر دیا گیا۔'' (۲۳)

اور پھر اس بات کا اظہار کیا کہ

''۱۴؍جولائی ۱۹۹۸ء کو ہم دونوں اردو یونی ورسٹی میں رجوع ہو گئے۔
فوری طور پر ٹرانسلیشن ڈویژن کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔ٹرانسلیشن
ڈویژن اور لائبریری کے لیے ایک نئی عمارت حاصل کر لی گئی
۔ضروری عملے کے تقررات کے ساتھ مجھے ٹرانسلیشن ڈویژن کا
انچارج اور کوآرڈینیٹر مقرر کیا گیا۔''

اس طرح فاصلاتی طرز پر بی۔اے کے آغاز سے نوزائیدہ اردو یونی ورسٹی میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔پروفیسر شمیم راجپوری نے اس دوررس نتائج کے حامل دانش مندانہ اقدام کے ذریعے قومی اردو یونی ورسٹی کے دائرۂ عمل میں یک لخت سارے ملک کو شریک کر لیا اور آبادی کے اعتبار سے اردو والوں کے ایثار کی کمزوری کو انھوں نے اردو یونی ورسٹی کی طاقت میں تبدیل کر لیا۔

ڈاکٹر کمال نے بتلایا کہ

''تیزی کے ساتھ اسٹیڈی سنٹروں کا جال پھیلتا گیا' ایک ایک سال
کے وقفے سے بی۔ایس سی اور بی۔کام کے کورس شروع کیے گئے'
بی۔اے اور بی۔ایس سی سال اول' دوم اور سوم کی مستعار کتابیں
جزوی ترمیمات کے ساتھ ہر سال تیار ہوتی رہیں' ان ہی مصروفیات
کے دوران اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونی ورسٹی کی بی۔کام کی کتابوں کو
اردو میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اردو میں پہلی بار بی۔کام کی ۵۴
نصابی کتابیں دو سال کے مختصر عرصے میں قلیل اسٹاف کے ساتھ چند
ماہرین کامرس کے تعاون سے جن میں قابل ذکر ڈاکٹر محمد عثمان
ہیں' تیار کر لی گئیں اس کام کی تکمیل پر وائس چانسلر صاحب نے کھلے
دل کے ساتھ ٹرانسلیشن ڈویژن کی خدمات کو سراہا اور اسے
یونی ورسٹی کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا تھا۔'' (۲۴)

یہ امر غور طلب ہے کہ ملک میں اردو ذریعہ تعلیم کی صورت حال سے مایوس اردو کے اکثر دانشوروں نے یہ تاثر دیا تھا کہ اردو ذریعہ تعلیم کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے بعد اس کے ملبے پر اردو یونی ورسٹی کی عمارت تعمیر کرنے کی کوشش محض ایک دھوکہ اور حماقت ہے لیکن پروفیسر شمیم جیراج پوری نے کچھ ایسا تاثر دیا گویا وہ ماضی کی کوتاہیوں اور ناانصافیوں کا نہ تو ذکر کرنا چاہتے تھے اور نہ اردو یونی ورسٹی کے قیام کی مصلحت وسیاست میں الجھنا ان کا منصب رہا۔

حکومت نے وسیع اختیارات کے ساتھ ایک اہم کام انہیں سونپا ہے۔ جسے ایک ایڈمنسٹیٹر کی حیثیت سے انہیں انجام دینا ہے چنانچہ جس تدبر اور عزم وحوصلے کے ساتھ منصوبہ بند طریقے پر انہوں نے کام کا آغاز کیا اس سے ان کے رجائیت پسند مزاج اور طبیعت کے استقلال کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

اردو والے اکثر اس حیاتیاتی سائنس داں سے واقف نہیں تھے جس نے سائنس کے میدان میں نمایاں تحقیقاتی کام انجام دیا ہے لیکن بہت جلد وہ اردو والوں اور اردو صحافت والکٹرانک میڈیا کی مقبول ترین شخصیت بن گئے۔ ان کی یہ شعوری کوشش رہی کہ اردو یونی ورسٹی کی خبریں منظم طریقے پر میڈیا کا حصہ بنی رہیں چنانچہ اردو یونی ورسٹی کا پہلا نیوز لیٹر شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا تھا اور اس کی مقبولیت اور مانگ دوسرے شماروں کی اشاعت سے برابر بڑھتی رہی جو آٹھ (۸) سے سولہ (۱۶) صفحات پر مشتمل ہوتے اور ان کی چھپنے کی کوئی مقررہ تاریخ نہیں تھی لیکن بہت جلد اسے مزید وسعت دے کر ایک میگزین کی شکل دی گئی، اس طرح مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کا ''اردو یونی ورسٹی نیوز میگزین'' کے شمارہ دسمبر ۲۰۰۲ء میں ایک سرخی ٹرانسلیشن ڈویژن کے نام سے رکھی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

ٹرانسلیشن ڈویژن کا قیام جولائی ۱۹۹۸ء میں عمل میں آیا جس کے سربراہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال تھے۔ اس شعبے کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اردو یونی ورسٹی میں فوری طور پر شروع کیے جانے والے کورسوں کے لیے نصابی کتابیں تیار کرلی جائیں۔ ٹرانسلیشن ڈویژن کو یہ کام تین طرح سے انجام دینا تھا:

الف) ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر اوپن یونی ورسٹی سے مستعار بی۔ اے اور بی۔ ایس سی کی نصابی کتابوں پر نظر ثانی کے بعد اشاعت

ب) اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونی ورسٹی کی انگریزی کتابوں کی اردو میں منتقلی

ج) علاوہ ازیں بعض کورسوں کے لیے اردو یونی ورسٹی کی اپنی کتابوں کی تصنیف اور تالیف

سب سے پہلے بی۔ اے (فاصلاتی تعلیم) کے لیے امبیڈکر یونی ورسٹی کی نصابی کتابوں کے

مضامین کا مافی الضمیر کی ادائیگی اعتبار سے جائزہ لیا گیا اور آرٹس کے چھ مضامین کی کتابیں تیار کر لی گئیں۔ بی۔ایس سی سال دوم کے پانچ مضامین نباتیات‘ حیوانیات‘ کیمیا‘ طبیعات اور ریاضیات کی کتابیں اکتوبر ۲۰۰۱ء تک نظر ثانی کے بعد شائع کر لی گئی تھیں‘ جس کے بعد اس سال بی ایس سی سال سوم کی بارہ ۱۲ کتابیں متعلقہ مضمون کے ماہرین کے حوالے کی گئیں اور پھر ٹرانسلیشن ڈویژن کے اراکین نے زبان و بیان کے نقطہ نظر سے ان کا جائزہ لیا اور ترمیم و تصحیح کی تکمیل کے بعد یہ کتابیں پریس کو اشاعت کے لیے دی گئیں۔ بی۔ایس سی سال سوم کی کتابوں پر گزشتہ ایک سال میں نظرِ ثانی کا کام مکمل کیا گیا۔ ان کے علاوہ بی۔ایس سی سال سوم کے آٹھ (۸) لیب مینولس جزوی نظرِ ثانی کے بعد اشاعت کے لیے تیار کیے گئے تھے۔(۲۵)

بی۔کام سال سوم کی نصابی کتابوں کی اشاعت:

ٹرانسلیشن ڈویژن کی پچھلے چار سال کی کارکردگی کا ایک نمایاں کام بی۔کام کی نصابی کتابوں کی تیاری ہے‘ ملک میں پہلی بار ڈگری سطح کی کامرس کی جملہ (۵۴) کتابیں اردو میں تیار کی گئیں‘ جن میں سے اس سال بی۔کام سال سوم کی ۲۵ کتابیں ترجمے کے بعد شائع کی گئیں جو نظریہ انتظامیہ (Management Theory)‘ آڈیٹنگ کے ابتدائی اصول (Elements of Auditing)‘ اکاونٹنسی ۔۲ (Accountancy-II)‘ کمپنی قانون (Company Law)‘ کاسٹنگ کے ابتدائی اصول (Elements of Costing)‘ اصول آمدنی ٹیکس (Elements of Income Tax) کے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔

کامرس کی کتابوں کی تیاری میں اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا کہ بی۔کام کی تکمیل کے بعد طالب علم محض انگریزی اصطلاحوں سے عدم واقفیت کی وجہ سے روزگار سے محروم نہ رہے۔ اس لیے کامرس کی وہ اردو اصطلاحیں جو رائج ہیں‘ انہیں برقرار رکھتے ہوئے نئی اصطلاحوں کے لیے انگریزی اصطلاحات کو ترجیح دی گئی اور یہ کوشش کی گئی کہ اردو ذریعہ تعلیم کا کامرس گریجویٹ اپنی عملی زندگی میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے۔

ٹرانسلیشن ڈویژن نے قبل ازیں انگریزی اور ہندی کے ذریعہ اردو سیکھنے کے دو بنیادی ”اہلیت اردو“ کورس اپنے طور پر تیار کیے تھے‘ جس کے بعد انگریزی کے حسب ذیل دو کورسوں کے لیے

انگریزی کے ماہرین کے تعاون سے پروفیسر جی۔وی۔راج کی نگرانی میں نصابی مواد تیار کیا گیا ہے:

i) Listening / Speaking

ii) Reading / Vocabulary

iii) Writing/ Grammar

iv) Practice Book

ڈپلوما کورس فارٹیچرس آف انگلش اردو میڈیم اسکولس اینڈ کالجس:

اردو میڈیم اسکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کے لیے انگریزی میں ایک سالہ ڈپلوما کورس ''ٹیچنگ آف انگلش'' کا تدریسی مواد جو ۵ پانچ کتابوں پر مشتمل ہے' تیاری کے آخری مراحل میں تھا۔ان کے موضوعات حسب ذیل تھے:

Book 1 Structure of Modern English.

Book 2 Grammar of English - about parts of speech and sentence construction.

Book 3 Methods and materials used in the teaching and learning of English in the past and present.

Book 4 Specific problems involved in the teaching and learning of English in Urdu medium schools and colleges.

Book 5 Practice Book containing additional exercises on topics included in book 1 to 4.

ان پانچ کتابوں میں سے چار کتابیں مکمل طور پر تیار ہو چکی تھیں جب کہ پانچویں کتاب کا کام سرعت کے ساتھ جاری تھا۔

وائس چانسلر جناب شمیم جیراجپوری صاحب کی ہدایت کے بموجب اردو یونی ورسٹی نے روزگار پر مبنی نئے کورسوں کی تیاری پر توجہ مرکوز کی چنانچہ پہلے مرحلے میں Two Three Wheeler Automatic Mechanic Course کے لیے ڈاکٹر نوازش مہدی' لکچرر مفخم جاہ انجینئرنگ کالج نے انگریزی میں نصابی مواد تیار کرلیا گیا جس کے اردو میں ترجمے کا کام جاری ہے۔

ٹرانسلیشن ڈویژن نے میشن ٹرانسلیشن پراجکٹ کے آغاز کے لیے یو۔جی۔سی کو تجاویز پیش کی

تھیں۔ یقین تھا کہ اس پراجکٹ کی منظوری سے اردو میں ترجمے کے کام کو زیادہ تیزی اور عصری تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ وسیع پیمانے پر انجام دیا جاسکے گا۔ یہ امر باعث اطمینان رہا کہ ٹرانسلیشن ڈویژن نے چار سال کے مختصر عرصے میں (۱۵) کتابیں اپنے طور پر تیار کی ہیں۔ (۷۰) نصابی کتابیں انگریزی سے اردو میں منتقل کیں اور (۱۳۳) کتابیں جزوی نظر ثانی کے بعد شائع کی تھیں۔ نصابی کتابوں کی تیاری کے علاوہ ٹرانسلیشن ڈویژن شعبہ امتحانات سے متعلق تفویضات یونی ورسٹی کے سالانہ حسابات اور سالانہ رپورٹ اور اس نوعیت کے دوسرے امور کی اردو میں انجام دہی میں اہم حصہ ادا کیا تھا۔

اس ڈویژن میں محترمہ مسرت جہاں کی مترجم کی حیثیت سے تقرری عمل میں آئی ہے محترمہ نے اپریل ۲۰۰۲ء میں رجوع بہ کار ہوئیں۔

خبر نامے کے شمارے اکتوبر ۲۰۰۴ء میں بی۔ ایڈ کی کتابوں کے ترجمے کی بابت خبریں اس طرح اشاعت پذیر ہوئیں:

> "ٹرانسلیشن ڈویژن نے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونی ورسٹی کی بی ایڈ کی (۴۸) کتابوں کے ترجمے کا کام شروع کر دیا ہے اور قوی امکان ہے کہ جنوری ۲۰۰۵ء میں کتابوں کی پہلی قسط فاصلاتی نظام کے تحت بی۔ ایڈ کورس کے طلبہ کو فراہم کر دی جائے گی' واضح رہے کہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کا ٹرانسلیشن ڈویژن اردو یونی ورسٹی میں ابتدا ہی سے یکے بعد دیگرے شروع کیے گئے کورسوں کے نصاب کے مطابق تدریسی مواد کی تیاری کا کام بہ عجلت ممکنہ انجام دیتا رہا ہے' اردو میں دستیاب نصابی کتابوں کو اس یونی ورسٹی نے نظر ثانی اور جزوی ترمیمات کے بعد شائع کیا اور اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونی ورسٹی سے حاصل شدہ تدریسی مواد کو اردو میں منتقل کیا جبکہ ماہرین سے بعض کورسوں کا نصاب طئے کیا گیا اور یونی ورسٹی نے اپنے طور پر یہ کتابیں تیار کیں' اسی طرح ان دنوں ایم۔ اے اردو (بذریعہ فاصلاتی تعلیم) کے سال اول کا تدریسی مواد اردو کے ماہر اساتذہ اور پروفیسروں سے لکھوایا جا رہا

ہے'ایم۔اے سال اول کے چار پرچوں کے منجملہ ایک پرچہ ہندی اور فارسی پر مشتمل ہے۔ان چار پرچوں کے مدیر پروفیسر مغنی تبسم' پروفیسر اشرف رفیع' پروفیسر محمد علی اثر' پروفیسر نور جہاں (ہندی) اور پروفیسر سیدہ بشیر النساء (فارسی) ہیں۔فاؤنڈیشن کورس ان انگلش' بی۔اے' بی۔ایس سی اور بی۔کام سال اول کے لیے تین بلاکس پر مشتمل نصابی مواد کی تیاری کا فیصلہ ہوا ہے'اس مواد کو تحریر کرنے کی ذمہ داری ڈاکٹر جان ورگس' ڈاکٹر سی مرلی کرشنا اور ڈاکٹر نیتا مصرا کو دی گئی۔پروفیسر مغنی تبسم' پروفیسر اشرف رفیع اور پروفیسر شوکت حیات پر مشتمل کمیٹی نے فاؤنڈیشن کورس اردو کا نصاب ترتیب دیا ہے جس کے مطابق اسباق کی تیاری بہت جلد شروع ہوگی۔'' (۲۶)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ۲۰۰۶ء میں یونی ورسٹی کے شعبہ ترجمہ سے بحیثیت کنسلٹینٹ سبکدوش ہونا چاہتے تھے تاہم وائس چانسلر پروفیسر پٹھان نے ان سے مزید ایک سال تک اردو کی اس عظیم جامعہ سے وابستہ رہنے کی خواہش کی تھی۔ (۲۷)

بالآخر انہیں ۱۵ رمئی ۲۰۰۷ء کو ان تمام ذمہ داریوں سے راحت ملی چنانچہ Relieving order سے اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

" Sab:- MANU Administration - Dr.Syed Mustafa Kamal consultant (Dept.of Translation) expiry of contractual engagement relieving order-issued.

"Consequent upon expiry of his contractual engagement and exprersion of his nawillingness to cntinue further owing to personal rearons and health,problem,Dr.Syed Mustafa Kamal consultant (Dept.of Translation) is relieved of his duties from the University w-e-f 15-05-2007 (A.N).

مئی ۲۰۰۷ء کو ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی وداعی تقریب منعقد ہوئی جس میں موصوف نے موجودہ وائس چانسلر پروفیسر اے۔ایم پٹھان جو اس جلسے کے مہمان خصوصی تھے'ان کی خدمات کا

اعتراف کرتے ہوئے انہیں ایک فعال شخصیت قرار دیا جن کی قیادت میں یونی ورسٹی کی ترقی کی منزلیں طئے کر رہی ہے۔انہوں نے یونی ورسٹی میں گزارے ہوئے ان ساڑھے آٹھ سالوں کو اپنے زندگی کی سنہرا دور قرار دیا۔

ڈاکٹر کمال جب مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی سے وابستہ ہوئے' اس دور میں ڈاکٹر شمیم جے راج پوری اس یونی ورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔یہ یونی ورسٹی کا ابتدائی زمانہ تھا اور وہ اس کے پہلے وائس چانسلر تھے چنانچہ بعض امور کی انجام دہی کے سلسلے میں موصوف (کمال صاحب) سے مشاورت کی جاتی تھی۔ڈاکٹر پٹھان اور ڈاکٹر ظفر صدر شعبۂ ترجمہ نے بھی ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی خدمات کی ستائش کی اور ان کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا:

> ''وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی پروفیسر اے۔ایم پٹھان کی انتہائی فعال اور حرکیاتی قیادت میں اردو یونی ورسٹی متوازن سمت و رفتار کے ساتھ روز افزوں ترقی و ترویج کی نت نئی منزلیں طئے کر رہی ہے وائس چانسلر پروفیسر پٹھان تقریب کے مہمان خصوصی تھے' ڈاکٹر کمال نے سلسلہ خطاب جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اردو یونی ورسٹی میں گزارے ہوئے ان کی اکیڈیمک زندگی کے ساڑھے آٹھ برس کئی اعتبار سے ان کے لیے انتہائی سنہری یادگاریں رہیں گی' انہوں نے مزید کہا کہ بانی وائس چانسلر پروفیسر محمد شمیم جیراجپوری کی جانب سے اردو یونی ورسٹی سے وابستگی اختیار کی تھی۔یونی ورسٹی کے ابتدائی دنوں میں یونی ورسٹی کے کم و بیش تمام امور کو آپسی مشاورت کے ذریعہ ہی قطعیت دی جاتی تھی ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے بعض گوشوں کی جانب سے اردو یونی ورسٹی کی کارکردگی سے متعلق کیے جانے والے اعتراضات کو ہدف تنقید بتاتے ہوئے کہا کہ وائس چانسلر پروفیسر اے۔ایم پٹھان کی مدبرانہ قیادت میں اردو یونی ورسٹی

کے تمام شعبوں میں ہمہ جہت ترقی ہو رہی ہے' وائس چانسلر پروفیسر
پٹھان نے اس موقع پر ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی اردو یونی ورسٹی کے
ٹرانسلیشن ڈویژن کے لیے دی گئیں خدمات کی ستائش کرتے
ہوئے ان کے مستقبل کے لیے اپنی نیک تمنائیں وابستہ کیں۔ ڈاکٹر
ظفر الدین صدر شعبہ ترجمہ نے اپنی خیر مقدمی تقریر میں ڈاکٹر
سید مصطفیٰ کمال کی اردو یونی ورسٹی بالخصوص ٹرانسلیشن ڈویژن کے
لیے پیش کردہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر
سید مصطفیٰ کمال نے شعبہ سے اپنی وابستگی کے ساتھ ساتھ اردو
یونی ورسٹی کی آبیاری میں اپنا حصہ ادا کیا۔'' **(۲۹)**

مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی کے ٹرانسلیشن ڈویژن (۳۰) سے ترتیب شدہ اور ترجمہ کی گئی کتابیں مختلف نصابوں کی درج ذیل ہیں:

CONTRIBUTION OF THE TRANSLATION DIVISION

I. List of books preparted by Translation Division :

a) Certificate course in Proficiency in Urdu through English

1	Part-I	Urdu Script	1 book
2	Part-II	Basic Vocabulary	1 book
3	Part-III	Grammar & Specimens of Prose & Poetry	1 book
		Total :	**3Books**

b) Certificate course in Proficiency in Urdu through Hindi

1	Part-I	Urdu Script	1 book
2	Part-II	Basic Vocabulary	1 book
3	Part-III	Grammar & Specimens of Prose & Poetry	1 book
		Total :	**3Books**

c) Certificate course in " Functional English for Urdu Speakers"

1	Listening and Speaking	1 Book
2	Reading and Vocabulary	1 Book
3	Writing and Grammar	1 Book
4	Practice Book	1 Book
5	Audio Cassette	1 No.
	Total :	**4 Books**

d) Diploma Course "Teach English"

1	The Structure of Modern English - I	20 units
2	The Structure of Modern English - II	20 units
3	Methods of Teaching	20 units
4	Classroom Techniques	20 units
5	Practice Book	20 units
6	Audio Cassette	2 Nos.
	Total : 5 Books	**100 units**
	Grand Total :	**15**

II. List of books Translated :

a) B.com. Second Year

1	Accountancy - I	5 Books
2	Business Oraganisation	5 Books
3	Elements of Statistics	4 Books
4	Mercantile Law	6 Books
5	Economic Theory	5 Books
6	Money, Banking and Fanancial Institutions	4 Books
	Total :	**29 Books**

B.com. Third Year

1	Management Theory	4 Books
2	Elements of Auditing	4 Books

3	Accountancy - II	5 Books
4	Company Law	4 Books
5	Elements of Costing	4 Books
6	Elements of Income Tax	4 Books
	Total :	**25 Books**
	Grand Total :	**54**

b) Certificate Course in Computing

1	The Context	4 Books
2	The Technology	4 Books
3	The Application	4 Books
4	Microsoft Office	4 Books
	Total :	**16 Books**

c) Diploma in Management

Total 28 Books (Out of 39)

Grand Total : 44

III. Revised and Published study material of B.A and B.Sc. borrowed from Dr.B.R.Ambedkar Open University:

a) Foundation Course

1	English (I and II block)	2 Books
2	Great Minds	1 Book
3	Social Studies	2 Books
4	Science and Technology	2 Books
5	Urdu	2 Books
6	Hindi	2 Books
	Total :	**11 Books**

b) B.A. Second Year

1	Economics	2 Books
2	History	2 Book
3	Political Science	2 Books
4	Public Administration	2 Books
5	Sociology	3 Books
6	Urdu Literature	2 Books
	Total :	**13 Books**

c) B.A. Third Year

1	Economics	2 Books
2	History	2 Book
3	Political Science	2 Books
4	Public Administration	2 Books
5	Sociology	2 Books
6	Urdu Literature	2 Books
	Total :	**12 Books**

d) B.Sc. Second Year

1	Mathematics	3 Books
2	Physics	2 Book
3	Chemistry	3 Books
4	Botany	2 Books
5	Zoology	3 Books
	Total :	**13 Books**

e) B.Sc. Second Year Lab Manuals

1	Physics	2 Books
2	Chemistry	2 Book

3	Botany	2 Books
4	Zoology	2 Books
	Total :	**8 Books**

f) B.Sc. Third Year

1	Mathematics	2 Books
2	Physics	2 Book
3	Chemistry	3 Books
4	Botany	2 Books
5	Zoology	3 Books
	Total :	**12 Books**

g) B.Sc. Third Year Lab Manuals

1	Physics	2 Books
2	Chemistry	2 Book
3	Botany	2 Books
4	Zoology	2 Books
	Total :	**8 Books**

h) Certificate Course in Food and Nutrition

1	You and Your food	1 Books
2	Food and Its Utilisation	1 Book
3	Economics of Food	1 Books
	Total :	**3 Books**
	Grand Total	**80**
	Overall Total	**193**

حوالے:

﴿۱﴾ کالج آف لینگویجس نوٹیفکیشن 5600/H/989/64/Acad. مورخہ ۲۳؍ستمبر ۱۹۶۶ء
﴿۲﴾ کالج آف لینگویجس نوٹیفکیشن 981/51/68 مورخہ ۲۸؍مارچ ۱۹۶۹ء
﴿۳﴾ کالج آف لینگویجس نوٹیفکیشن 11227/H/1107/67/Acad. مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۶۸ء
﴿۴﴾ کالج آف لینگویجس نوٹیفکیشن 93/H2/65 مورخہ ۸؍نومبر ۱۹۶۶ء
﴿۵﴾ کالج آف لینگویجس نوٹیفکیشن 1/H22/66 مورخہ ۲۷؍ستمبر ۱۹۶۸ء
﴿۶﴾ محمد غوث الدین ''خاتون شعرا کا کل ہند مشاعرہ سوونیر'' کالج آف لینگویجس حیدرآباد'' سنہ اشاعت ۱۹۸۷ء مطبوعہ مضمون ص۴ تا ۶۔
﴿۷﴾ شفیعہ قادری نے اپنے مضمون ''زندہ دلان حیدرآباد'' مطبوعہ رسالہ شگوفہ کے ص ۴۹ پر، انیسہ سلطانہ نے اپنی تصنیف ''حیدرآباد میں طنز ومزاح کی نشو ونما'' کے ص ۱۵۰ پر عزیز ابرار نے اپنے غیر مطبوعہ مقالے ''شگوفہ کی ادبی خدمات'' کے ص ۱۴ پر ریڈیو مشاعرہ کا سن انعقاد ۹؍جنوری ۱۹۶۱ء لکھا ہے جب کہ بوگس حیدرآبادی نے اپنے مضمون ''زندہ دلانِ حیدرآباد کے ۲۷ سال'' کے ص ۲ پر بتایا کے کہ ریڈیو مشاعرہ ۱۹۶۰ء میں اسٹیج کیا گیا تھا۔ راقم الحروف نے ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے اس کے متعلق گفت وشنید کی موصوف نے ۹؍جنوری ۱۹۶۱ء کے حق میں توثیق کی ہے۔''
(مصنف)
﴿۸﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶؍اپریل ۲۰۱۲ء
﴿۹﴾ بحوالہ سوونیر ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد ص ۱۷۔
﴿۱۰﴾ بحوالہ روزنامہ ملاپ حیدرآباد مورخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۶۲ء
﴿۱۱﴾ حافظ وقاری محمد وحید الدین عاصم صاحب سے شخصی انٹرویو بمقام صمدانی کلینک مشیرآباد حیدرآباد، مورخہ ۱۲؍فروری ۲۰۱۲ء
﴿۱۲﴾ عزیز ابرار نے اپنے مقالے ''شگوفہ کی ادبی خدمات'' کے دوسرے باب میں زندہ دلانِ حیدرآباد کے رجسٹریشن کا سال ۱۹۶۸ء لکھا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے اپنے

انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء میں ۱۹۷۴ء کو رجسٹریشن کا صحیح سن بتایا ہے۔ (مصنف)

﴿۱۳﴾ مسیح انجم طرفہ تماشہ 'کیا با کمال شخص ہے یہ مصطفیٰ کمال' ص ۱۵۰

﴿۱۴﴾ محمد عمران اعظمی ''شگوفہ کا دفتر'' ماہنامہ شگوفہ ماہ مئی ۲۰۱۲ء ص ۲۲۔

﴿۱۵﴾ عزیز ابرار ''شگوفہ کی ادبی خدمات'' ص ۴۳

﴿۱۶﴾ عزیز ابرار ''شگوفہ کی ادبی خدمات'' ص ۴۴

﴿۱۷﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء

﴿۱۸﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء

﴿۱۹﴾ محبوب راہیؔ نظم ''زندہ دلانِ حیدرآباد شکریہ''

﴿۲۰﴾ خالد عرفان کراچی۔ منظوم سفرنامہ مدیر شگوفہ کے نام۔ مشمولہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد فروری ۱۹۹۰ء

جو بہ عنوان ''زندہ دلانِ حیدرآباد کا مشاعرۂ طنز ومزاح'' شائع ہوا۔

﴿۲۱﴾ بحوالہ رپورٹ گجرال کمیٹی سفارش نمبر ۶۸ ص ۱۴۷۔

﴿۲۲﴾ خلیق انجم۔ گجرال کمیٹی اوراس سے متعلق دیگر کمیٹیوں کا جائزہ۔ سن ۱۹۹۸ء

﴿۲۳﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء

﴿۲۴﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء

﴿۲۵﴾ نیوز میگزین اردو یونی ورسٹی ماہ دسمبر ۲۰۰۲ء شمارہ نمبر (۲) ص ۶۷

﴿۲۶﴾ نیوز میگزین اردو یونی ورسٹی ماہ اکتوبر ۲۰۰۴ء شمارہ نمبر (۸) ص ۱۷۔

﴿۲۷﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد مورخہ جون ۲۰۰۷ء ص ۱۵۵۔

﴿۲۸﴾ بحوالہ Relieving Order مورخہ ۱۵/مئی ۲۰۰۷ء

﴿۲۹﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد مورخہ جون ۲۰۰۷ء ص ۵۵۔

﴿۳۰﴾ سید مصطفیٰ کمال سے دستیاب شدہ ریکارڈ سے ماخوذ۔

☆☆☆

باب سوم

ادبی خدمات

۱ به حیثیت مدیر : مجلّہ جامعہ عثمانیہ کا ''دکنی ادب نمبر''

۲ به حیثیت مصنف : ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' (تحقیقی وتنقیدی مطالعہ)

ا۔ بہ حیثیت مدیر : مجلّہ جامعہ عثمانیہ کا ''دکنی ادب نمبر'' :

جامعہ عثمانیہ کے وہ طالب علم جو بیسویں صدی عیسویں میں تعلیم حاصل کیے' انہوں نے بہت بلند مقام حاصل کیا اور علم و فن کے وہ جوہر دکھلائے کہ چہار دانگِ عالم میں ان کی شہرت ہوئی۔ وہ عثانین کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور آج بھی عثمانیہ یونی ورسٹی تمام عالم میں ایک مستند اور باوقار یونی ورسٹی تسلیم کی جاتی ہے۔ سید معین الدین قریشی' حبیب اللہ رشدی' اکبر وفا قانی' عبدالرحمٰن رئیس' حسن الدین' جلال الدین اشک' سید محمد میر مرتضیٰ' رضاء حسین خاں رشید' محمد بدرالدین خاں شکیب' غلام محمد خاں' مخدوم محی الدین' میر سعادت علی رضوی' محمد مصلح الدین صدیقی' ابوالفضل سید محمود قادری' سید اشفاق حسین' احمد خان' ملک عبدالعلی خاں' محمد علی نیر' حسن الدین احمد' محمد یوسف الدین خاں' ڈاکٹر میر ولی الدین' ڈاکٹر حمید اللہ' ڈاکٹر سید عبداللطیف' ڈاکٹر سید محی الدین قادری زورؔ' ڈاکٹر سید عبدالمنان' ڈاکٹر راج بہادر گوڑ' مجتبیٰ حسین اور سید مصطفیٰ کمال ایسی شہرہ آفاق ہستیاں ہیں کہ جن کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا ان حضرات نے جو علمی' ادبی' طبی اور سماجی خدمات انجام دی ہیں وہ کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔

عثمانیہ یونی ورسٹی کے قیام کے بعد طلبائے یونی ورسٹی نے ایک ادبی ترجمان کی ضرورت محسوس کی جس کے لیے طلبا نے ایک انجمن قائم کی اس طرح فروری ۱۹۲۷ء میں پہلا رسالہ ''مجلّہ عثمانیہ'' کے نام سے سہ ماہی شمارہ کے طور پر منظر عام پر آیا اس کے بعد مجلّہ عثمانیہ کی خصوصی اشاعتوں کا سلسلہ بھی چل نکلا اور دکنی ادب نمبر سے قبل جشن سیمیں نمبر' مہاراجہ نمبر' مدیر نمبر' حیدری نمبر' فصاحت جنگ جلیل نمبر' اردو ادب کا عہد جدید نمبر' جامعہ عثمانیہ نمبر شائع ہوئے۔ دکنی ادب نمبر مجلّہ عثمانیہ کی آٹھویں خصوصی اشاعت ہے' جس کے متعلق محمد عطاء اللہ خاں اپنے مؤقر مقالے میں یوں رقم طراز ہیں:

> ''دکنی ادب نمبر عثمانیہ کی آٹھویں خصوصی اشاعت ہے' اس شمارے کے مدیر اعلیٰ سید مصطفیٰ کمال تھے اور مجلس ادارت اشرف رفیع اور محمد ضیاء الدین پر مشتمل تھی' مجلّہ کی اشاعت کے چھتیس ویں (۳۶) سال کا یہ پینسٹھ واں (۶۵) شمارہ ۶۴۔۱۹۶۳ء میں شائع ہوا' یہ شمارہ خوبصورت کتابت اور عمدہ طباعت سے آراستہ ہے۔ اس شمارہ میں ڈاکٹر مسعود حسین خاں' ڈاکٹر غلام عمر خان' غلام رسول'

عبد الغفار نصیر الدین ہاشمی‘ سید مبارز الدین رفعتؔ‘ پروفیسر
عبدالقادر سروری‘ مولوی سید محمد‘ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ‘ محمد اکبرالدین صدیقی‘ ڈاکٹر
سیدہ جعفر‘ ڈاکٹر ایس۔ آر۔ کلکرنی‘ ڈاکٹر زینت ساجدہ‘ ڈاکٹر رشید موسوی
اور ولایت احمد ناصری کے مقالوں کے علاوہ نذیر احمد دہقانیؔ‘
علی صائب میاںؔ‘ اعجاز معین کھٹاؔ‘ غلام سرور ڈنڈاؔ‘ سلیمان خطیبؔ اور
حمایتؔ علی کے دکنی منظومات شامل ہیں۔ آخری حصہ میں بزم اردو
کی رپورٹ اور دکنی ادب سے متعلق کتابوں اور مقالوں کی فہرست
بھی مرتب کی گئی ہے۔“ (۱)

سید مصطفیٰ کمال کی صحافتی زندگی پوسٹ گریجویشن کے دور میں ایسا لگتا ہے کہ اپنے عروج پر تھی انہوں نے سال اول میں مجلّہ عثمانیہ کی ادارت کی ذمہ داری سنبھالی اور ایک مایہ ناز ادبی نمبر کا اجراء عمل میں لایا‘ اُس دور میں جبکہ اہل علم کا طوطی بول رہا تھا۔ آپ نے اساتذہ صاحبین سے گزارشات کر کے دکنی ادب اور اس کے رجحانات پر مضامین لکھوائے۔ اگر چہ کہ یہ وقت طلب‘ صبر آزما اور دشوار کن مرحلہ تھا لیکن صبر واستقلال کے ساتھ اس مرحلہ کو سید مصطفیٰ کمال نے سر کیا۔

مضامین کا معیار اس قدر بلند اور اس کا مواد اس قدر وسیع وعمیق ہے کہ قاری پڑھ کر انگشت بہ دندان ہو جاتا ہے۔ ان مضامین میں دکنی ادب کی مختلف جہتوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اسے دکنی ادب کی ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا (Encyclopaedia) کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

مجلّہ عثمانیہ نے نہایت جامعیت کے ساتھ دکنی ادب کے پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے اس مجلّہ کے مطالعہ سے اردو زبان وادب کے مختلف گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں زبان کے آغاز وارتقاء کا ذکر ہے‘ دکنی زبان پر مختلف علاقائی زبانوں کے اثرات‘ مختلف حکمرانوں کے عہد میں اس کی سرپرستی اور اسی کی نشونما پر اثرات کا گہرائی سے جائزہ لیا گیا ہے۔ سید مصطفیٰ کمال نے اس مجلّے کے ذریعہ اردو ادب کی ایک بڑی اہم خدمت انجام دی ہے جو نعمت غیر مترقبہ ہے۔

اس مجلّہ کے مشمولات اس بات کے غماز ہے کہ اساتذہ‘ نوجوان محققین اور طالب علموں نے دکنی زبان وادب سے متعلق بے شمار موضوعات کو یکجا کر دیا ہے‘ تحقیقی اعتبار سے بھی حرف آخر کہے

جانے کا مستحق ہے' مندرجہ ذیل اقتباس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دکنی یا اردوئے قدیم ۔ڈاکٹر مسعود حسین خاں' دکنی کے بعض لسانی خصوصیات ۔ڈاکٹر غلام عمر خاں' دکنی زبان کی بعض خصوصیات ۔غلام رسول' میسور کی دکنی اردو۔عبدالغفار شکیل' دکنی ادب کا تہذیبی پس منظر۔نصیر الدین ہاشمی' دکنی ادب کا ایک عظیم مرکز' بیجاپور۔ سید مبارز الدین رفعت' دکن میں اردو نثر کا ارتقاء۔ پروفیسر عبدالقادر سروری' دکن میں تذکرہ نویسی۔ مولوی سید محمد' دکنی میں ادب عالیہ کے نمونے ۔ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ' دکنی مثنویاں۔محمد اکبرالدین صدیقی' دکنی غزلیں۔ڈاکٹر سیدہ جعفر' دکنی قصائد۔ڈاکٹر ثمینہ شوکت' دکنی مرثیہ و مراسم عزاداری۔ڈاکٹر رشید موسوی' دکنی رزمیہ شاعری۔ ہاشم حسن سعید' دکن میں ریختی کا ارتقاء۔ڈاکٹر حفیظ قتیل' دکنی رباعیاں' ولی سے پہلے۔محمد جمال شریف' آہنگ شعر اور دکنی تلفظ۔بدیع حسینی' مثنوی سُدام چرتر۔ڈاکٹر ایس۔آر کلکرنی' دکنی گیت۔ڈاکٹر زینت ساجدہ' چند دکنی ضرب الامثال۔ولایت احمد ناصری۔

اگلے صفحات میں انتخاب جدید دکنی شاعری کے زیر عنوان حسب ذیل شاعروں کا کلام موجود ہے۔نذیر احمد دہقانی' علی صائب میاں' اعجاز حسین کھٹا' غلام سرور خاں ڈنڈا' سلیمان خطیب اور حمایت اللہ۔

علاوہ ازیں ابتداء میں سید مصطفیٰ کمال کا ابتدائیہ اور آخر میں رپورٹ بزم اردو۔محمد ضیاء الدین صابر۔نائب کنوینر بزم اردو' کتابیات ۔ مدیر اعلیٰ سید مصطفیٰ کمال' مقالہ نما۔سید مصطفیٰ کمال اور اشرف رفیع وسیدہ زہرہ شامل ہیں۔(۲)

مجلّہ کا ٹائٹل کلر فل ہے جس پر سنہرے رنگ کی سیاہی سے مجلّہ عثمانیہ جس کے نیچے دکنی ادب نمبر سرخ سیاہی سے اور نچلے حصے میں جامعہ عثمانیہ کا **Logo** سرخ روشنائی سے ثبت کیا ہوا ہے۔سرورق پر اوپری حصے میں طلبائے آرٹس وکامرس کالج جامعہ عثمانیہ آٹھویں خصوصی اشاعت دکنی ادب نمبر لکھا ہوا ہے۔نگران کی حیثیت سے پروفیسر عبدالقادر پرنسپال آرٹس کالج اور ڈاکٹر مسعود حسین خاں صدر شعبہ اردو کے اسمائے گرامی ہیں۔

مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے سید مصطفیٰ کمال ایم۔اے ابتدائی اور مجلس ادارت میں سید مصطفیٰ کمال ایم۔اے ابتدائی' اشرف رفیع ایم۔اے ابتدائی' محمد ضیاء الدین صابر بی۔اے آخری' کے نام ہیں۔مجلّہ عثمانیہ کا یہ دکنی ادب نمبر جس کے صفحات ۲۵۹ ہیں اور قیمت پانچ روپے رکھی گئی تھی۔ کتابت محمد عبدالسلام

خوشنویس نے کی تھی جب کہ سرورق سعید بن محمد آرٹسٹ نے تیار کیا۔ طباعت نیشنل فائن پرنٹنگ پریس اور طباعت ٹائٹل انتخاب پریس میں عمل میں آئی۔ زیر اہتمام کے عنوان کے تحت سید مصطفیٰ کمال ایم۔اے ابتدائی برائے یونی ورسٹی کالج آف آرٹس اینڈ کامرس جامعہ عثمانیہ لکھا ہوا ہے۔ اندرونی صفحات پر یکے کے بعد دیگرے بالترتیب سید مصطفیٰ کمال، اشرف رفیع مدیر، محمد ضیاالدین صابر مدیر ونائب کنویز بزم اردو، خلیل الزماں کنویز بزم اردو کی تصاویر ہیں۔

سید مصطفیٰ کمال نے اپنے ایک انٹرویو میں راقم الحروف کو مجلّہ عثمانیہ کے مدیر اعلیٰ اور مدیروں کے انتخاب کے بارے میں بتلایا کہ ان لوگوں کو کس طرح منتخب کیا جاتا تھا:

> ''اس زمانے کا دستور یہ تھا کہ تحریری مقابلوں کے ذریعہ مجلّہ عثمانیہ کی چیف ایڈیٹر کا انتخاب عمل میں لایا جاتا تھا اور اس طرح چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے میرا انتخاب عمل میں آیا'' (۳)

محمد ضیاء الدین صابر۔ نائب کنویز بزم اردو اور مدیر مجلّہ عثمانیہ بھی ہیں۔ انہوں نے مجلّہ عثمانیہ کے دکنی ادب نمبر میں بزم اردو آرٹس و کامرس کالج جامعہ عثمانیہ سال ۶۴۔۱۹۶۳ء کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''مجلس ادارت مجلّہ عثمانیہ کے لیے ۲۷ رنومبر کو ایک تحریری مقابلہ منعقد کیا گیا، جس کے ذریعہ سید مصطفیٰ کمال ایم۔اے (ابتدائی) مدیر اعلیٰ۔ مِس اشرف رفیع ایم۔اے (ابتدائی) اور محمد ضیاء الدین صابر بی۔اے (آخری) مدیران منتخب قرار پائے۔ مجلس ادارت نے جن کے نگران پروفیسر مسعود حسین خاں صدر شعبہ اردو ہیں، تشکیل کے فوری بعد ''دکنی ادب نمبر'' نکالنے کا فیصلہ کیا۔ امید ہے کہ ''مجلّہ عثمانیہ'' کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا واحد اور اہم شمارہ ہوگا۔'' (۴)

چنانچہ انتخاب کے ساتھ ہی سید مصطفیٰ کمال اس کام میں ہمہ تن جٹ گئے اور خوبی یہ پیدا کی کہ جو لوگ دکنیات کے خاص شعبہ میں مہارت رکھتے تھے ان سے مضامین لکھوائے اس طرح

مضمون نگاروں میں حیدر آباد کے علاوہ میسور، بنگلور اور علی گڑھ کے ماہرین دکنیات کے مضامین حاصل کیے گئے۔

یہ بات غور طلب ہے کہ اساتذہ اور بزرگوں سے اس طرح کے تعاون کی درخواست کرنا کس قدر مشکل کام ہے، لیکن سید مصطفیٰ کمال نے مسلسل ان حضرات سے رابطہ قائم رکھ کر ایسا مستند مواد دکنی ادب نمبر کے لیے فراہم کیا جو ایک بے مثال کارنامہ ہے۔ آزادی ہند کے بعد سے مجلّے کا کوئی شمارہ اس قدر وقیع اور جامع ومقبول شائع نہیں ہوا۔ سید مصطفیٰ کمال مجلّہ عثمانیہ کے ابتدائیہ میں رقم طراز ہیں:

> ''مجلّہ عثمانیہ پچھلے (۲۶) برس سے اپنی روایتی آن بان اور آب وتاب سے شائع ہوتا رہا ہے اس دوران میں مجلّہ کے سات خصوصی شمارے بھی شائع ہوئے۔ دکن کی اس مرکزی جامعہ کے اہم اور نمائندہ میگزین ہونے کے ناطے مجلّہ عثمانیہ کا ''دکنی ادب نمبر'' شائع کرنے کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی چنانچہ اس سال اس بات کا فیصلہ کیا گیا اور ایک مخصوص پلان اور ترتیب کے تحت مختلف ایسے عنوانات پر مضامین حاصل کیے گئے جن سے دکنی زبان وادب کے کئی ایک گوشوں اور پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔'' (۵)

انہوں نے آگے اس خیال کا اظہار کیا:

> ''جب مضامین اکٹھا کیے گئے تو بہت زیادہ ضخیم ہونے کی وجہ سے پرنسپل عبدالقادر نے اول تو بجٹ منظور نہیں کیا لیکن بعد میں بے حد تعریف کرتے ہوئے زائد گرانٹ جاری کیے، وہ اس وقت پرنسپال بھی تھے اور ڈین بھی، سید مصطفیٰ کمال کہتے ہیں کہ تمام پیسے جمع ہونے کے باوجود اس کتاب کے اخراجات ادا نہ ہوسکے، کتابت طباعت ہونے کے بعد

نیشنل فائن پرنٹنگ پریس سے مجلّے حاصل کرنا مشکل ہورہا تھا چنانچہ
موصوف مالک پرنٹنگ پریس جناب احمد علی صاحب کو (۱۰۰) پرچے
بطور ضمانت رکھ کر سارے پرچے حاصل کیے اور ہاتھوں ہاتھ ختم
ہوگئے' مالک پریس نے کہا کہ ان پرچوں کے عوض پرنٹنگ اخراجات
لیے جاسکتے ہیں' اس طرح پرچوں کی نکاسی عمل میں آئی۔'' (۶)

سید مصطفیٰ کمال اپنے انٹرویو میں یہ بھی کہتے ہیں کہ مالک پریس احمد علی صاحب نے ان پرچوں سے دگنے اخراجات سے زائد آمدنی حاصل کی اور اس طرح مجلّہ عثمانیہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی حتیٰ کہ ہندوستان کے دیگر مقامات کے علاوہ پاکستان سے اس کی مانگ کی جانے لگی تھی۔

دکنی ادب نمبر کے ابتدائی چار مضامین ''دکنی زبان'' اس کی خصوصیات اور لسانی مسائل پر محیط ہیں جن کے ذریعہ دکنی زبان کے مختلف اہم اور نئے پہلو اور خصوصیات کو اجاگر کیا گیا ہے اور نئی بحثیں چھیڑی گئی ہیں۔ دکنی کے تعلق سے جو عام غلط فہمیاں ہیں کہ اردو کا کوئی روپ نہیں بلکہ منجملہ اور پراکرتوں یا انڈو ایرانین پراکرت تھی جس کو جنوب میں فروغ ملا۔ ایسا نقطہ نظر رکھنے والے علماء میں نیاز فتح پوری اور سہیل بخاری جیسے اصحاب شامل ہیں' شاید اسی لیے شمالی جامعات میں اردوئے قدیم یا دکنی ادب پڑھایا نہیں گیا اور شمال والے بڑی حد تک دکنی کی لطافت . اور خوبیوں سے ناواقف رہے۔

زیرنظر شمارے کے پہلے مضمون میں اردو کو ایک وسیع پس منظر میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ دکنی اور اردوئے قدیم دو علاحدہ علاحدہ زبانیں نہیں ہیں۔

''دکن میں اردو نثر کا ارتقاء'' میں وجہی تک کے نثری کارناموں کا جائزہ لیتے ہوئے تمام نثری ادب پاروں کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ سے منسوب کردہ مضامین سے شکوک وشبہات کا اظہار ہوتا رہا ہے فاضل مضمون نگار نے حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کی بحیثیت اول نثر نگار' اہمیت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

دکن میں تذکرہ نویسی کے زیر عنوان مضمون کے تحت دکن میں لکھے گئے تذکروں پر روشنی ڈالی گئی ہے' یہ تذکرے اس لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں کہ ان تذکروں میں بعض ایسے شعراء کا ذکر بھی ہے' جن کا حال شمالی تذکروں میں موجود نہیں ہے۔

دکنی ادب کو پیش رو محققین نے صرف بزمیہ ادب یا حسن و عشق کی داستانوں تک محدود رکھا تھا لیکن حقیقتاً دکنی ادب کا ورثہ بڑا گراں بہا اور عظیم ہے۔

''دکن میں ادب عالیہ کے نمونے'' کے زیر عنوان مضمون میں اسی نقطہ نظر کو پیش کیا گیا ہے۔

ان دنوں اردو شاعری کی ابتداء اور ارتقاء کی تاریخ پیش کرتے ہوئے اکثر دکنی شاعروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ دکنی شاعری کے تعلق سے جو مضامین ملتے ہیں ان میں بھی دکنی شاعری کا صنف وار اور مکمل جائزہ بہت کم لیا گیا ہے۔ اس ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نمبر میں دکنی شاعری کی مختلف اصناف غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، رزمیہ اور رباعی پر سیر حاصل مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

''دکن میں ریختی کا ارتقاء'' میں اس صنف سخن کے تدریجی ارتقاء کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے موجد و مخترع کے تعلق سے بحث کی گئی ہے۔ قدیم اور نامانوس الفاظ کی وجہ سے دکنی شاعروں کے کلام کو موزوں پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے ''آہنگ شعر اور دکنی تلفظ'' میں اس تعلق سے بحث کی گئی ہے۔

مرہٹی کے کئی شعراء ایسے ہیں جنہوں نے دکنی میں بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن ان میں بہت کم کو روشناس کرایا گیا ہے۔ مجلّہ کے اس شمارہ میں ایک مرہٹی شاعر کی دکنی مثنوی ''سُدامِ چرتر'' کے بعض حصے پیش کیے گئے ہیں۔

لوک گیت زبان و تہذیب اور معاشرت کا سرمایہ ہوتے ہیں، جن کے ذریعہ قدیم کلچر اور زبان کی ابتدائی شکلوں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ دکن کے گھرانوں میں آج بھی مختلف تقاریب کے موقع پر دکنی لوک گیت گائے جاتے ہیں، جنہیں یکجا کرنے اور محفوظ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

اس ضمن میں سید مصطفیٰ کمال مجلّہ کے ابتداء میں لکھتے ہیں:

> ''ابتداء میں ہمارا یہ خیال تھا کہ دکنی لوک گیت جمع کیے جا کر اس نمبر میں شائع کریں۔ اس سلسلہ میں کام کا آغاز بھی کر دیا گیا تھا لیکن وقت اور بجٹ کی کمی نے ہمیں اس ارادہ سے باز رکھا۔'' (۷)

دکنی ادب نمبر کے آخر میں دکنی مطبوعات اور دکنیات سے متعلق لکھے گئے مضامین کی فہرستیں شائع کی گئی ہیں۔ یہ فہرستیں مجلّہ کی اشاعت تک شائع شدہ مضامین اور کتابوں کا خلاصہ پیش کرتی ہیں۔

۲۔ بہ حیثیت مصنف : "حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے" (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ):

سید مصطفیٰ کمال نے ایم۔اے کرنے کے بعد پی ایچ۔ڈی میں داخلہ حاصل کیا ارباب مجاز نے انہیں "حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے" موضوع پر مقالہ لکھنے کی اجازت دی اور پروفیسر مسعود حسین خاں صدر شعبہ اردو ان کے نگران مقرر ہوئے۔ قابل اسکالر نے پوری تندہی کے ساتھ مواد اکٹھا کرنا شروع کیا اور امید تھی کہ تین چار برس کے اندر مقالہ داخل دفتر کر دیا جائے گا لیکن پروفیسر مسعود حسین خاں کے علی گڑھ چلے جانے کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور کوئی بارہ تیرہ سال بعد سید مصطفیٰ کمال نے اسی موضوع پر دوبارہ کام شروع کیا اور مقالہ تکمیل کر کے ہی دم لیا۔ اس مقالہ پر انہیں ۱۹۸۴ء میں ڈاکٹریٹ کا مستحق قرار دیا گیا' جسے ۱۹۹۰ء میں انہوں نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس تمام صورت حال کی روداد انہوں نے اپنے پیش لفظ میں لکھی ہے۔ اقتباس دیکھیے:

> "استاد محترم پروفیسر مسعود حسین خاں نے ۱۹۶۵ء میں پی ایچ۔ڈی کے لیے اس موضوع پر تحقیق کا مشورہ دیا تھا لیکن ایک عرصے تک فکرِ روزگار' اردو تحریک کی سرگرمیوں اور شگوفہ کاری نے ذہن و دل پر سایہ ڈالے رکھا۔ ۱۹۷۹ء میں انوار العلوم کالج کی جانب سے فیکلٹی امپرومنٹ پروگرام کے تحت ریسرچ کے لیے راقم الحروف کا انتخاب عمل میں آیا اور محترم پروفیسر غلام عمر خاں کی نگرانی میں یہ کام تکمیل پا سکا۔" (۸)

سید مصطفیٰ کمال نے اس مقالہ کی تکمیل میں بظاہر تاخیر سے کام لیا ہے لیکن خوشی اس بات کی ہے کہ انہوں نے اہم اور بنیادی و مستند ماخذات تک رسائی حاصل کی ہے۔

پروفیسر مسعود حسین خاں (جو پی ایچ۔ڈی کے مقالے کے اولین نگران تھے) سید مصطفیٰ کمال کی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "خوشی اس بات کی ہے کہ جب وہ اس کام کی طرف متوجہ ہوئے تو

انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ ادھر میری نظر سے بہت کم پی ایچ۔ ڈی کے مقالے اس پایے کے گزرے ہیں۔ میرے عزیز شاگرد سید مصطفیٰ کمال کا مقالہ ''حیدرآباد میں اردو ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' اس اعتبار سے بالکل مختلف نوعیت کا ہے۔ یہ صحیح معنوں میں ایک تحقیقی مقالے کی شان اور انداز رکھتا ہے' مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ یہ کام میرے قیام حیدرآباد یعنی ۱۹۶۸ء تک تکمیل نہ ہوسکا حالانکہ اس موضوع کی طرف ان کی توجہ سب سے پہلے ۱۹۶۵ء میں' میں نے مبذول کرائی تھی' اس کے مکمل کرنے میں انہوں نے کئی سال کی مدت لگادی اور اشاعت کی نوبت اس کے بھی ۶ سال بعد اب ۱۹۹۰ء میں آرہی ہے۔ اس سلسلے میں بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس عمدہ کام میں تاخیر کی ذمہ داران کی وہ ''شگوفہ کاریاں'' ہیں جس کا شکار وہ فارغ التحصیل ہونے کے فوراً بعد ہوگئے تھے خیر صبح کا بھولا شام کو لوٹ آئے تو اسے بھولا نہیں سمجھنا چاہیے۔'' (۹)

۱۹۹۰ء میں یہ مقالہ کتابی شکل میں شائع ہوکر منظر عام پر آیا۔ سید مصطفیٰ کمال نے (۳۰۰) صفحات پر مشتمل اپنی کتاب کو (۸) ابواب میں اس طرح تقسیم کیا ہے۔ باب اول ''مسلم حکمرانوں کے دور میں سرکاری زبان'' کے تحت درج ذیل ذیلی عنوانات لکھے ہیں۔

مغلیہ عہد اور اردو، دکن میں اردو بہ حیثیت دفتری زبان' بعض محققین کا نظریہ' ابراہیم عادل شاہ کے دور میں دفاتر کی زبان' ہندوی سے مراد کیا ہے؟' قطب شاہوں کی سرکاری زبان' مغلیہ دور حکمرانی میں دکن کا لسانی ماحول۔

دوسرا باب ''آصفی دور حکومت۔ سرکاری زبان فارسی کا تسلسل اور لسانی ماحول'' کے عنوان سے لکھا ہے' جس کے ذیلی عنوانات اس طرح ہیں' آصف جاہ اول کے عہد میں دکن کا نظم ونسق' دفتری زبان فارسی' دکن میں فارسی کی حکمرانی کا آخری دور' آصفی سلطنت کا نظم ونسق اور دفاتر' نظم ونسق کی زبان' علاقائی زبانوں کی اہمیت' انگریزی کا اثر ونفوذ' مختار الملک سر سالار جنگ اول۔

تیسرا باب ''برطانوی ہند اور ہم عصر دیسی ریاستوں میں اردو کا موقف'' کے عنوان سے شروع ہوتا ہے اور اس کے تحت اردو کو سرکاری زبان کا پہلی بار اعزاز' برطانوی ہند میں اردو کا موقف' ہندی اردو کشمکش۔

چوتھا باب ''سلطنت حیدرآباد کی عدالتوں اور دفتروں میں اردو کا رواج'' کے نام سے ہے جس میں' دولتِ آصفی میں عدالتوں کا انتظام' معتمد عدالت کی تشکیل' عدالتوں کے لیے علاحدہ صدرالمہام' بشیر الدولہ۔ سرکاری زبان اردو کے پہلے محرّک' ریاستِ حیدرآباد کی زبان واری آبادی' اظہارات کی اردو میں قلمبندی' پہلا فیصلہ' شمالی ہند کے اکابرین کا حصہ اردو کے حق میں مزید فیصلے' مولوی مشتاق حسین کی مساعی' اختلاف السنہ اور نئی لسانی فکر' اردو میں استعداد حاصل کرنے کا لزوم' مختار الملک کا اپنی لسانی پالیسی سے انحراف' عدالتوں میں اردو کے مکمل نفاذ کا فیصلہ۔

پانچواں باب ''ریاستِ حیدرآباد میں اردو کو سرکاری زبان کا مکمل درجہ'' اس کے ذیل میں حسب ذیل عنوانات آئیں گے۔

مجالس مقامی میں اردو کا چلن' محکمہ مال میں صیغۂ عدالت کا تتبع' سرکاری زبان اردو کے لیے عمومی حکم۔ فارسی کی متبادل اردو' کامیابی کے اسباب' نواب میر محبوب علی خاں کی سرپرستی' ملکی زبان کو علاقائی سرکاری زبان کا موقف' مولوی مشتاق حسین کا نقطۂ نظر' پالیسی پر عمل درآمد' قانون سازی' امتحان وکالت' قانونی کتابوں اور رسالوں کی اشاعت' سرکاری زبان اردو کے اولین نمونے' نواب میر عثمان علی خاں کے عہد میں سرکاری زبان اردو کا استحکام' نستعلیق اردو ٹائپ دفتری اصطلاحات پر نظر ثانی' دفاتر سے اردو کا اخراج۔

اسی طرح چھٹا باب ''ہندوستان میں ذریعہ تعلیم کی صورتِ حال' ابتداء سے جامعہ عثمانیہ کے قیام تک'' کے عنوان سے باندھا ہے۔ ذیلی عنوانات اس طرح ہیں: تعلیم کے اولین نقوش' مسلمانوں کی ابتدائی کوششیں' مذہبی تبلیغ کا ذریعہ' مادری زبان کا پہلا بڑا موئید' اورنگ زیب عربی وفارسی سے اردو تک' مسلمانوں کا طرز تعلیم اور درس گاہیں' یورپی اقوام کے اثرات' ایسٹ انڈیا کمپنی' ذریعہ تعلیم کے مسئلے پر تین نقاطِ نظر' سائنسی کتابوں کی انگریزی سے اردو میں منتقلی' اردو میں طب کی تعلیم اور کتابیں' دلی کالج' علی گڑھ تحریک اور ذریعہ تعلیم کا مسئلہ۔

ساتواں باب ''حیدر آباد میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کی کوشش'' کے نام سے ہے اور ذیلی عنوانات اس طرح ہیں: اردو ذریعہ تعلیم کے ابتدائی نقوش، پائیگاہی امارت، نواب فخرالدین خاں شمس الامراء کی علمی خدمات، مدرسہ فخریہ مطبع سنگی شمس الامراء کی سائینسی کتابیں، تراجم کی زبان اور اصطلاحیں، حیدرآباد میڈیکل اسکول، اردو ذریعہ تعلیم کا ادارہ، انگریزی تعلیم کا آغاز، دارالعلوم اور دیگر مدارس، محکمہ تعلیم کی اردو سے بے توجہی رفعت یار جنگ کی مجوزہ درس گاہ، اردو میں علوم جدیدہ کی تعلیم جمال الدین افغانی کا نقطۂ نظر، بلنٹ کی تحریک جامعہ، بیسویں صدی کا آغاز، اردو بہ حیثیت مضمون، علوم شرقیہ کی یونی ورسٹی، اردو کی تعلیم وتدریس۔ اکبر حیدری کی تجاویز واقدامات۔

آٹھواں اور آخری باب ''اردو ذریعہ تعلیم کی پہلی جامعہ۔ جامعہ عثمانیہ، تحریک، قیام اور تجربے کی کامیابی'' رکھا ہے۔ ذیلی عنوانات میں قیام جامعہ کی تحریک کا احیا، حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس، جامعہ عثمانیہ کا قیام، جامعہ عثمانیہ کے محرک، سررشتہ تالیف وترجمہ، سلیس اردو مہم، دارالترجمہ کی کتابیں، یونی ورسٹی سطح پر اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا بے مثال تجربہ، انگریزی کا لزوم، جامعہ کے ذریعہ تعلیم میں تبدیلی۔ (۱۰)

اردو میں علمی تحقیقات کے ایسے مقالے بہت کم ہی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اکثر مقالوں میں تحقیق سے زیادہ غیر ضروری مواد ہوتا ہے۔ سید مصطفیٰ کمال کے اس پی ایچ۔ ڈی مقالہ کی انفرادیت کا اندازہ پروفیسر مسعود حسین خاں کے اس رائے سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''مصطفیٰ کمال کا یہ تحقیقی کارنامہ دکن میں اردو کی تاریخ کے لیے ایک دستاویز کا حکم رکھتا ہے اردو کا مورخ جب بھی اس بدنصیب زبان کی مفصل تاریخ لکھنے کا ڈول ڈالے گا تو مصطفیٰ کمال کے اس مختصر کارنامے سے صرف نظر نہیں کرسکے گا۔'' (۱۱)

گیان چند جین کی رائے سید مصطفیٰ کمال کے مقالے کے تعلق سے ملاحظہ کیجیے:

> ''مجھے اس مقالے کو بعد طباعت لیکن قبل اشاعت دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، مجھے امید نہ تھی کہ شگوفہ چھیڑنے والا مدیر ایسی پرمغز تحقیق کا کمال بھی دکھا سکتا ہے، انہوں نے بڑی مہارت سے کام لے کر کئی زعمائے

اردو کے بیانات کی تردید کی ہے' اردو سے شغف کے نشے میں
ہمارے بہت سے عمائد دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ اردو بہمنی حکومت کی
سرکاری زبان تھی' شاہ جہاں اردو استعمال کرتا تھا' کمپنی بہادر نے اپنی
دفتری زبان اردو کردی تھی وغیرہ۔ مقالہ نگار نے ایسے مدعیوں کی
شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر ان کے دعوؤں کو پرکھا تو معلوم
ہوا کہ وہ سب کھوکھلے ہیں۔" (۱۲)

سید مصطفیٰ کمال نے اس تصنیف میں مختلف تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ آصف جاہی
حکمران علاقائی اور صوبائی زبانوں کو برقرار رکھتے ہوئے۔ اردو کی ترقی کے لیے راہیں ہموار کی تھیں۔

پروفیسر سلیمان اطہر جاوید نے اس تحقیقی کارنامے کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے اس موضوع پر اپنی کتاب میں سارے
گوشوں کو منور کردیا ہے۔ حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری
زبان کی حیثیت سے ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کا پی ایچ۔ڈی کے لیے لکھا
گیا مقالہ ہے جس کی اب کتابی صورت میں اشاعت عمل میں آئی
ہے۔ ڈاکٹر کمال نے حق تحقیق ادا کردیا ہے' اتنی دقت نظر کے ساتھ
موضوع کا جائزہ لیا گیا ہے اور تاریخ شہادتوں اور حقائق کی روشنی میں
نتائج اخذ کیے گئے ہیں کہ بلاشبہ کئی غلطیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے آج تک
ہمارے ہاں اردو کے تعلق سے جو بیشتر باتیں معروف تھیں یکے بعد
دیگرے ہمارے اہل قلم جن باتوں کا تذکرہ کرتے اور روایتی انداز میں
حوالہ دیتے آئے تھے اور جن کی بنیاد پر ہم نے جو عمارتیں کھڑی کر رکھی
تھیں اور جو مفروضے قائم کرلیے تھے وہ شکست و ریخت کا شکار ہوتے
ہیں۔ ڈاکٹر کمال کو اپنی تحقیق پر اس قدر اعتماد ہے کہ وہ دوٹوک انداز
میں اور نہایت قطعیت کے ساتھ اپنی بات پیش کرتے ہیں۔" (۱۳)

اس مقالے میں جن حقائق کا انکشاف کیا ہے' ان کی پیش کشی استدلالی انداز میں کی ہے مگر قابل غور چند ایسے تحقیقی نِکات بھی ہیں جن سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اس طرف توجہ جو بعد میں کی گئی وہ اور پہلے ہوتی تو ممکن ہے ہماری لسانی تاریخ کا اندازہ یقیناً مختلف ہوتا۔ مثلاً:

''اگر اردو زبان کو تیرھویں یا چودھویں صدی (عیسوی) سے ہی سلاطین دہلی کی سرپرستی حاصل رہتی تو آج ہندوستان کا لسانی نقشہ بالکل مختلف ہوتا''۔ (۱۴)

سید مصطفیٰ کمال ڈاکٹر بنارس پرشاد سکسینہ مؤلف ''تاریخ شاہجہاں'' (اردو ترجمہ ڈاکٹر اعجاز حسین) نیز حافظ محمود شیرانی کے اس خیال سے متفق ہیں کہ اگر چہ عہد شاہجہاں میں اردو عوامی سطح پر اچھی خاصی مقبولیت حاصل کر چکی تھی لیکن ''اس مقبولیت کا دفاتر کی سطح پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ سید مصطفیٰ کمال کے اس معروضی نقطۂ نظر کی داد دیتے ہوئے فضیل جعفری لکھتے ہیں:

''جہاں تک مغل بادشاہوں کا سوال ہے انہوں نے آخر تک فارسی کو ہی سرکاری زبان کے طور پر استعمال کیا۔ اس حقیقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر اردو کے ایک اعلیٰ پائے کے شاعر تھے لیکن ان کا درباری اخبار ''سراج الاخبار'' فارسی زبان میں ہی شائع ہوتا تھا۔'' (۱۵)

سید مصطفیٰ کمال پروفیسر عبدالقادر سروری' نصیر الدین ہاشمی اور ڈاکٹر محی الدین قادری زور وغیرہ کے اس خیال سے بھی متفق نہیں ہیں کہ دکن میں بہمنی اور عادل شاہی بادشاہوں نے اردو کو درباری اور سرکاری زبان کا درجہ دے دیا تھا۔ سید مصطفیٰ کمال نے درجنوں مستند حوالوں کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ ''ہندوی'' کو اردو کے ساتھ خلط ملط کرنا مناسب نہیں ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ ''ہندوی'' سے مراد دراصل وہ تمام زبانیں لی جانی چاہئیں جو غیر فارسی تھیں چنانچہ قدیم زمانہ میں تلگو اور مرہٹی زبانوں کے لیے بھی ''ہندوی'' کی اصطلاح رائج تھی۔

''جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے خافی خاں کے اس بیان کی تائید بساتین السلاطین سے حاصل ہوتی ہے۔ ممکن ہے دونوں نے اس

بارے میں فرشتہ سے استفادہ کیا ہو۔ ابراہیم عادل شاہ نے انصرام
امور دفتر کے تعلق سے جو رویہ اپنایا تھا اس کا سلسلہ محققین نے فرشتہ کی
اس روایت سے جوڑ لیا کہ علاء الدین بہمنی کے دور میں دفتر برہمنوں
کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین بہمنی اور
ابراہیم عادل شاہ دونوں کے تذکرہ میں دفتر کی برہمنوں کو سپردگی
دفتری زبان میں تعلق پیدا کرنے کا سبب بنی۔ جبکہ دفتر کی زبان
کا مسئلہ قدیم مورخین نے صرف ابراہیم عادل شاہ کے ضمن میں چھیڑا
تھا۔ خافی خاں اور ابراہیم زبیری کے بیان کی روشنی میں یہ طئے کرنا
مشکل ہے کہ ''ہندوی'' کی جگہ فارسی کس نے نافذ کی تھی۔ آیا یوسف
عادل شاہ اور اسماعیل عادل شاہ نے جو فارسی کے بڑے دلدادہ تھے یا
ہندو سلطنتوں کے خاتمہ پر امیران صدہ اور بعد کو بہمنیوں نے جو دکن
کے اولین حکمران تھے۔ فرشتہ نے ''جدو پدر'' کی مشیعت کے
برخلاف دوازدہ امام کے نام خطبہ سے نکال کر امام ابوحنیفہ کا مذہب
جاری کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن دفتر کی زبان کے سلسلہ میں آباء وجداد
کے طریقہ کا کوئی تذکرہ نہیں۔ صرف یہ کہہ دیا کہ ابراہیم عادل شاہ نے
فارسی کو برخواست کر کے ''ہندوی'' رائج کی۔'' (۱۶)

سید مصطفیٰ کمال نے بعض اہم نکات کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے ایک تو یہ کہ ''دکنی''
کسی سرپرستی کے بغیر پھلتی پھولتی رہی حالانکہ اس میں دفتری زبان بننے کی پوری پوری صلاحیت
موجود تھی لیکن اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔

دوسرا یہ کہ دکنی زبان کا فروغ، قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنت میں مختلف انداز میں ہوتا رہا
اس میں شک نہیں کہ شعر وادب کی سرپرستی دونوں ہی سلطنتوں نے کی لیکن گولکنڈہ (قطب شاہی) میں
دکنی کے ساتھ تلگو زبان مستعمل رہی جب کہ بیجاپور میں فارسی کے ساتھ مراٹھی کا چلن بھی عام تھا۔

فائنل ستالہ نگار نے فرشتہ پر اعتراض کیا ہے کہ اس نے قطب شاہی دفتروں کا ذکر نہیں کیا حالانکہ لفظ ''ہندوی'' قطب شاہوں کے یہاں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً اعتماد راؤ برہمن کی سابقہ منصب دبیری فرامین ہندوی سرفراز بردھم۔''

سید مصطفیٰ کمال نے اپنی تحقیق کے لیے بنیادی ماخذات تک رسائی حاصل کی یعنی آرکائیوز کے ریکارڈس سے استفادہ کیا چنانچہ بہمنی عہد کے دستیاب فرامین کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''ریاست آندھراپردیش کے محکمہ آرکائیوز میں بہمنی دور کے آٹھ فرامین موجود ہیں سارے فرامین صرف فارسی زبان میں ہیں ملک کے کسی ریکارڈ آفس میں یا محکمہ انساد میں ایسی کوئی دستاویز یا شہادت نہیں ملتی کہ بہمنیوں نے فارسی کے علاوہ کسی اور زبان کو اپنے فرامین کے لیے استعمال کیا ہو۔'' (۱۷)

جہاں تک حیدرآباد (دکن) کا تعلق ہے سید مصطفیٰ کمال نے بڑی دیدہ ریزی اور دقت نظری کے ساتھ پہلی بار یہ تحقیقی نتیجہ برآمد کیا ہے کہ یہاں اردو کو انیسویں صدی کے آخر میں سرکاری زبان کا درجہ دینے کا سہرا درحقیقت محمد مظہرالدین بشیرالدولہ (سرآسمان جاہ) کے سر ہے۔

بشیرالدولہ نے اردو کو سرکاری اور عدالتی زبان بنانے کا منصوبہ جولائی ۱۸۷۱ء میں شروع کیا اور دھیرے دھیرے کئی مراحل طئے کر کے اردو زبان بالآخر ۱۸۸۴ء میں عدالتی زبان بن گئی' بعد ازیں محکمہ مال اور دیگر محکمہ جات میں اردو کے استعمال کا چلن عام ہونے لگا۔ ڈاکٹر لئیق صلاح اپنے تبصرہ میں اس ضمن میں لکھتی ہیں:

> ''انتظامی امور میں اردو کا چلن ہوا' آسان فارسی کا استعمال ضروری سمجھا گیا اس طرح فارسی کی مشکل پسندی اور ثقالت سے نجات ملی اور مقامی زبانوں اور اردو کے لیے یہ تبدیلی فال نیک ثابت ہوئی۔ ان کا اثر بڑھ گیا' متصدی' منشی' تحصیل دار اور تعلقہ دار مقامی زبانوں سے کماحقہ واقفیت رکھتے تھے اور ساتھ ہی فارسی زبان پر بھی انہیں عبور حاصل تھا' کام کی تقسیم اس طرح کی جاتی تھی' بنیادی ریکارڈ علاقائی

زبان میں تلخیص، ترجمہ اور تجاویز کے ذریعہ اسے اعلیٰ سطح پر ایک لسانی
حیثیت دی گئی۔ عوام سے ربط چار زبانوں میں رکھا جاتا تھا۔ اس
طرح سرکاری زبان کے وقار کو قائم رکھنے کی کوشش کی گئی۔'' (۱۸)

یہ کارنامہ عہد میر محبوب علی خاں آصف جاہ ششم کے عہد میں انجام پایا اور اسے بام عروج پر ان
کے لائق فرزند و جانشین نواب میر عثمان علی خاں آصف جاہ ہفتم نے پہنچایا۔ انہوں نے اردو کو اپنی
سلطنت کی سرکاری زبان قرار دیا۔ مقالے کا باب جو ''ہندوستان میں ذریعہ تعلیم کی صورت حال ابتدا
سے جامعہ عثمانیہ تک'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ خالصاً تاریخی تحقیق سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں
عہد سے لے کر فورٹ ولیم کالج کے قیام و علی گڑھ تحریک تک اردو کے موقف کا جائزہ پیش کیا
گیا ہے۔ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ حیدرآباد میں اردو کی ترقی کے بارے
میں تمام تفصیلات مع جزئیات کے فراہم کی ہیں اور یہ کہ انہوں نے اپنی کتاب کو محض واقعات کی کھتونی
بنانے کے بجائے اپنے حقائق کے ذریعہ دلچسپ اور لائق مطالعہ اور دستاویزی بنادیا ہے یہی نہیں انہوں
نے حیدرآباد کی کئی سو سالہ ثقافتی اور تہذیبی تاریخ کے اہم پہلوؤں کا بھی احاطہ کرلیا ہے' جناب قیصر تمکین
(لندن) نے اپنے تبصرہ میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

''اصل میں اس کتاب کے ابتدائی ابواب بہت ہی فکر انگیز ہیں
کیوں کہ بعد کے حالات کا علم تو سبھی اردو دوستوں کو ہے کہ کس
طرح دربار آصفیہ نے اردو کی سرپرستی کی' علوم و فنون کو اردو میں
منتقل کیے جانے کے لیے دارالترجمہ اور پھر باقاعدہ اردو جامعہ کے
قیام کا بندوبست کیا اور اب جو حالت ہے کہ آج دفتر میں اردو شجر
ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہے (ص ۱۷۲) اس سے ہم سب واقف ہیں
لیکن اگر اسلاف کی عدم توجہی پر اظہار تاسف لازم ہے تو پھر یہ
ماننا بھی ضروری ہے کہ خود اردو والے اپنے بچوں کو اردو پڑھانے
میں غفلت برت رہے ہیں' اگر ہم اپنے گھروں اور بچوں میں اردو کا

ذکر نہ کریں گے تو پھر ماضی کی فرد گذاشتوں کا ذکر یا ان کا شکوہ

کرنے کا ہم کو کیا حق ہے؟'' (۱۹)

نیز قیصر تمکین لکھتے ہیں کہ زیر تبصرہ کتاب ویسے سید مصطفیٰ کمال کا پی ایچ۔ڈی کی سند کے لیے مرتب کردہ ایک تحقیقاتی مقالہ ہے مگر حیثیت اس کی ایک ایسی دستاویز کی سی ہے جو اردو دنیا کے سبھی دبستانوں کے لیے قابل غور و مطالعہ رہے گی اور اس میدان میں کچھ جاننے کے خواہاں ہمیشہ اس نے کسب فیض کرتے رہیں گے۔

''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' کے تعلق سے فضیل جعفری نے اپنے تاثرات کو پیش کرتے ہوئے فاضل مصنف کو دیگر محققین سے بہتر قرار دیا ہے۔

''عام طور سے تحقیقی مقالوں کے آخر میں بطور ماخذ استعمال کی جانے والی کتابوں، رسالوں اور قلمی نسخوں کی جو فہرست شائع کی جاتی ہے وہ برائے نام ہوتی ہے اور ہمارے زمانے کے مقالہ نگار شاذ و نادر ہی اپنے ماخذات سے فی الواقعی کوئی استفادہ کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی انہوں نے جو کتابوں کے حوالے دیے ہیں ان سے جابجا اور سند کے ساتھ استفادہ بھی کیا ہے۔'' (۲۰)

سید مصطفیٰ کمال نے نہایت ہی عمدہ کاغذ پر سلام خوش نویس اور محمد غالب کی کتابت سے مزین اپنا مقالہ ستمبر ۱۹۹۰ء میں شائع کیا ہے۔ اشاعت کے سلسلے میں جزوی مالی اعانت تلگو یونی ورسٹی حیدرآباد اور ایچ۔ای۔ایچ۔دی نظامس اردو ٹرسٹ حیدرآباد سے حاصل کی ہے۔ اس سلسلے میں فضیل جعفری انجمن ترقی اردو، ترقی اردو بورڈ اور اردو اکیڈیمی پر ضرب لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہمیں افسوس صرف اس بات کا ہے کہ اس پائے کی علمی و تحقیقی کتاب کی اشاعت کے لیے مصنف کو ایک نہیں بلکہ پانچ عدد اداروں کی جزوی مالی امداد یعنی ادبی خیرات حاصل کرنی پڑی ہے

ہم ترقی اردو بورڈ' انجمن ترقی اردو اور ملک کی مختلف اردو اکیڈمیوں
کے سربراہوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سفر خرچ اور ڈیلی
الاؤنس کے نام پر جو خطیر رقم ہر سال اپنے ذاتی مفاد کے لیے ہڑپ
کر جاتے ہیں اسے ایسی علمی کتابوں کی اشاعت پر خرچ کریں اور
ثواب دراین حاصل کریں۔'' (۲۱)

کتاب کی ابتداء میں پروفیسر مسعود حسین خاں کا مقدمہ' پروفیسر گیان چند جین کا تعارف اور پیش نامہ کے عنوان سے اپنی تحقیق کے سرد وگرم سے گزرنے کا ذکر ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے کیا ہے اور کتاب کو انہوں نے اپنی پیاری بیٹوں اسنیٰ' افرح' سہا اور نیساں کے نام انتساب کیا ہے اور کتابیات میں رسائل' سوونیر' رودادیں' سرکاری رپورٹیں' جریدۂ اعلامیہ (حیدرآباد گزٹ)' امثلہ اسٹیٹ آرکائیوز حیدرآباد' امثلہ جات جامعہ عثمانیہ' فارسی مخطوطات (فرامین' اسناد وغیرہ) فارسی مطبوعات' انگریزی مطبوعہ کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ بلاشبہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی یہ تصنیف ایک مثالی' مستند تحقیق قرار دی جاسکتی ہے۔

حوالے:

﴿۱﴾ مجلّہ عثمانیہ کی ادبی خدمات' مقالہ برائے ایم۔فل مقالہ نگار محمد عطاء اللہ خاں ۱۹۸۸ء ص ۳۸
﴿۲﴾ مجلّہ عثمانیہ کا دکنی ادب نمبر ص ۲'۳
﴿۳﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء
﴿۴﴾ محمد ضیاء الدین صابر رپورٹ بزم اردو مشمولہ مجلّہ عثمانیہ دکنی ادب نمبر ص ۲۵۱
﴿۵﴾ سید مصطفیٰ کمال ''مجلّہ عثمانیہ دکنی ادب نمبر'' بابت ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۴ء ص ۵
﴿۶﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء
﴿۷﴾ مجلّہ عثمانیہ کا دکنی ادب نمبر ابتدائیہ ص ۶
﴿۸﴾ سید مصطفیٰ کمال ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' ص ۱۵
﴿۹﴾ پروفیسر مسعود حسین خاں مقدمہ ص ۸
﴿۱۰﴾ سید مصطفیٰ کمال ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' ص ۳ تا ۵
﴿۱۱﴾ پروفیسر مسعود حسین خاں ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' مقدمہ ص ۹
﴿۱۲﴾ پروفیسر گیان چند ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' تعارف ص ۱۰
﴿۱۳﴾ ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید تبصرہ مطبوعہ روزنامہ منصف حیدرآباد مورخہ ۱۹/جنوری ۱۹۹۲ء ص ۶
﴿۱۴﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' ص ۱۷
﴿۱۵﴾ فضیل جعفری تبصرہ و تجزیہ مطبوعہ ہفت روزہ بلٹز مورخہ ۶/اپریل ۱۹۹۱ء ص ۱۶
﴿۱۶﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' ص ۳۱
﴿۱۷﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' ص ۳۰
﴿۱۸﴾ ڈاکٹر لئیق صلاح تبصرہ ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی مشمولہ نوائے ادب بمبئی اکتوبر ۱۹۹۲ء
﴿۱۹﴾ قیصر تمکین تبصرہ حیدرآباد میں اردو کی ترقی' روزنامہ سیاست حیدرآباد مورخہ ۲۵/مارچ ۱۹۹۱ء ص ۴
﴿۲۰﴾ فضیل جعفری تبصرہ و تجزیہ کتابِ مذکور بالا مطبوعہ ہفت روزہ بلٹز مورخہ ۶/اپریل ۱۹۹۱ء ص ۱۶
﴿۲۱﴾ فضیل جعفری تبصرہ و تجزیہ کتابِ مذکور بالا مطبوعہ ہفت روزہ بلٹز مورخہ ۶/اپریل ۱۹۹۱ء ص ۱۶

☆☆☆

باب چہارم

بہ حیثیت صحافی

۱) ادارت : رہنمائے دکن کے ادبی صفحات

ا۔ ادارت : رہنمائے دکن کے ادبی صفحات:

حیدرآباد کا ایک معروف روزنامہ رہنمائے دکن ہے جو دراصل قدیم روزنامے ''رہبر دکن'' کا جانشین تھا۔ رہبر دکن ۱۹۲۰ء میں سید احمد محی الدین صاحب کی ادارت میں جاری کیا گیا تھا چونکہ اس اخبار کی خبریں نظام سابع کی موافقت میں ہوا کرتی تھیں اسی لیے ۱۹۴۸ء کے بعد اس کے اجراء پر پابندی عائد کی گئی لیکن سید احمد محی الدین کے صاحبزادہ سید محمود وحید الدین صاحب نے ''رہبر دکن'' کے بجائے جولائی ۱۹۴۹ء میں ''رہنمائے دکن'' کے نام سے روزنامہ جاری کیا اور رہبر دکن کے اہم ستون جناب محمد منظور الحسن کو اس کی ادارت سونپی۔ نومبر ۱۹۶۸ء میں جناب منظور الحسن کا انتقال ہو گیا اس کے آٹھ برس بعد ۱۹۷۶ء میں سید محمود وحید الدین نے سید لطیف الدین قادری کو ادارت کے فرائض سپرد کیے۔(۱) رہنمائے دکن کا تعارف کرواتے ہوئے نصیر الدین ہاشمی نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ پالیسی کے اعتبار سے ''رہنمائے دکن'' ''رہبرِ دکن'' سے مختلف نہیں، صحافتی اعتبار سے بھی اس کا معیار بلند ہے مختلف موضوعات سے متعلق معلومات موجود ہیں بیرون حیدرآباد بھی دانش ور طبقہ اس کا معترف ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''یہ اخبار حکومت حیدرآباد کے دور میں جاری ہوا' رہبر دکن کا قائم مقام ہے اور اسی پالیسی پر گامزن ہے اس کے ایڈیٹر منظور احمد صاحب ہیں' بڑے سائز کے چھے' آٹھ اور کبھی بارہ صفحے پر شائع ہوتا ہے اس اخبار کا اپنا برقی پریس ہے' نہ صرف حیدرآباد بلکہ حیدرآباد کے باہر بھی کافی مقبول ہے' عصر حاضر کے اخباری معیار سے جانچا جائے تو اس اخبار کو پوری کامیابی حاصل ہوگی ادب' سیاست' تاریخ' مذہب' ہر قسم کے اچھے اور بلند معیار کے مضامین اس میں شائع ہوتے ہیں' اخبار کے اسٹاف میں تعلیم یافتہ اصحاب شامل ہیں' اس کے علاوہ حیدرآباد کے ادیبوں' شاعروں' مورخوں' سیاستدانوں کا تعاون حاصل ہے۔ ہفتہ کے مختلف دنوں میں اس کی خاص اشاعتیں ہوتی ہیں اور ایک دن شاعری کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔''(۲)

۱۹۶۷ء میں رہنمائے دکن کی ادارت جناب منظور الحسن صاحب انجام دیتے رہے تھے جیسا کہ نصیر الدین ہاشمی نے لکھا ہے شاعری کے لیے اس روزنامے کا ایک صفحہ مخصوص تھا۔ اگست ۱۹۶۷ء میں سید مصطفیٰ کمال کی خواہش پر ''شعر و ادب'' کے نام سے ادبی صفحہ کا آغاز کیا جس کی ترتیب و تزئین کی ساری ذمہ داری سید مصطفیٰ کمال ہی کے سپرد کی گئی۔

سید مصطفیٰ کمال کا رشتہ صحافت سے ہمیشہ جڑا رہا' طالب علمی کے دور میں مجلّہ عثمانیہ کے دکنی ادب نمبر کی اشاعت سے قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے تو اب ''رہنمائے دکن'' میں ادبی صفحے کی ادارت سے ادبی حلقوں میں ان کی ایک خاص شناخت بن گئی۔

سید مصطفیٰ کمال نے اگست ۱۹۶۷ء سے دسمبر ۱۹۷۶ء تک یعنی (۹) برس چار ماہ تک یہ صفحہ پابندی سے شائع کیا ''شعر و ادب'' کا پہلا صفحہ ۷/اگست ۱۹۶۷ء کو شائع کیا گیا جس میں فاضل مرتب نے اس صفحہ کا تعارف کروانے کے ساتھ ساتھ اپنی پالیسی کی بھی وضاحت کی ہے۔

اس طرح صفحہ نمبر (۶) مختص کیا گیا تھا۔ یہ صفحہ پابندی سے شائع ہوتا رہا جس سے سید مصطفیٰ کمال کی فرض شناسی اور مستقل مزاجی کا ظاہر ہوتا ہے' سید ممتاز مہدی نے حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات پر تحقیق کی ہے' انہوں نے سید مصطفیٰ کمال کے صفحہ ''شعر و ادب'' کا بھرپور جائزہ لیا ہے' رہنمائے دکن کے اس مخصوص صفحے کے بارے میں انہوں نے مدیر کی خدمات کو مستحسن قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''ترتیب کار کی کاوش اور شائع شدہ ادبی نگارشات کو دیکھتے ہوئے اس دور کو ''رہنمائے دکن'' کی ادبی خدمات کا سنہرا دور کہا جاسکتا ہے۔'' (۳)

سید ممتاز مہدی کی اس رائے کا ثبوت ہمیں رہنمائے دکن کے اوراق شعر و ادب سے ملتا ہے۔

۱۹۶۸ء میں مدیر جناب منظور الحسن صاحب کے انتقال کے بعد اداریہ لکھنے کا فرض بھی سید مصطفیٰ کمال ہی کے سپرد کیا گیا چنانچہ اس سنہ کے بعد انہوں نے رہنمائے دکن میں اداریے بھی لکھے ہیں لیکن اپنی ادبی مصروفیت کی بناپر وہ صرف اُسی دن کا اداریہ لکھا کرتے تھے جس دن ''شعر و ادب'' شائع ہوتا تھا علاوہ ازیں ادبی دنیا سے متعلق اہم موقعوں پر بھی وہی اداریہ لکھتے تھے۔

رہنمائے دکن کے سلسلہ میں سید ممتاز مہدی نے لکھا ہے کہ سید محمود وحید الدین نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ ''ہم نے کبھی ترقی پسند ادب کی ہمت افزائی نہیں کی (۴)

راقم الحروف نے مندرجہ بالا سطور میں سید مصطفیٰ کمال کے مضامین اور اداریوں کی جو فہرست درج کی ہے اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ شعر وادب کا مرتب ادب کی اشاعت میں کسی پابندی کو روا رکھنا مناسب نہیں جانتا تھا' یہی تو ایک سچے ادیب ونقاد اور مرتب کی شناخت و پہچان ہوتی ہے۔

سید مصطفیٰ کمال کی ادارت میں ''شعر وادب'' کے ضمن میں جو تخلیقات شائع ہوئیں ہیں ان کے تخلیق کاروں کے نام بھی ذیل میں راقم الحروف نے انتخاب کرتے ہوئے درج کیے ہیں۔ ان ناموں سے بھی مرتب صفحہ کی ادبی پالیسی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ راقم الحروف کو روزنامہ رہنمائے دکن کے ہفت روزہ ''شعر وادب'' سے یوں تو تقریباً (۶۵۰) مضامین تبصرہ' اداریے وغیرہ دستیاب ہوئے لیکن مقالہ کی ضخامت کے پیش نظر دستیاب شدہ مواد سے ان اہل علم وادب حضرات کے صرف نام لکھے جاتے ہیں جو ''شعر وادب'' کی ابتداء یعنی ۷/اگست ۱۹۶۷ء تا ستمبر ۱۹۷۶ء شائع ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر مغنی تبسم' کنور مہندر سنگھ بیدی سحر' خورشید الاسلام' غلام ربانی تاباں' شمیم کرہانی' داؤد اشرف' مخدوم محی الدین' جوش ملیح آبادی' علی سردار جعفری' فراق گورکھپوری' پروفیسر احتشام حسین' صفیہ اریب' احمد ندیم قاسمی' مصطفیٰ زیدی' دلاور فگار' کرامت علی کرامت' پروفیسر مسعود حسین' ڈاکٹر حبیب النساء بیگم' رضا نقوی واہی' ہلال سیوہاروی' حمایت اللہ' سلیمان خطیب' گلی نلگنڈوی' مصطفیٰ علی بیگ' اے۔ حمید سہروردی' احسان دانش' ڈاکٹر وزیر آغا' علی صائب میاں' ڈاکٹر چراغ علی' وامن ایچ پنڈت' بھارت چند کھنہ' سرپٹ حیدرآبادی' نعیم زبیری' جیلانی پیراک' ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید' ڈاکٹر رشید موسوی' ڈاکٹر وحید اختر' اکرام جاوید' فانی بدایونی' برق آشیانوی' مسیح انجم' ناصر کرنولی' احمد اللہ قادری' ہاشم حسن سعید' پروفیسر خواجہ احمد فاروقی' آل احمد سرور' پروفیسر کرار حسین' وحیدہ تبسم' رضیہ فصیح الدین احمد' جمیل مظہری' ڈاکٹر احسن فاروقی' محمد منظور احمد' عنوان چشتی' ڈاکٹر نور السعید اختر' حسن الدین احمد' مرزا شکور بیگ' خیرات ندیم' کرشن چندر' کالیکا پرشاد' سید معز الدین قادری ملتانی' علی احمد جلیلی' شاذ تمکنت' نازش پرتاپ گڑھی' اعجاز صدیقی' خورشید احمد جامی' ابو محمد سحر' آمنہ انصاری' سلیمان اریب' مقبول فدا حسین' میکش اکبر آبادی' احمد جلیس' پاگل عادل آبادی' مولوی حبیب الرحمٰن' وقار خلیل' فیض احمد فیض' اختر انصاری دہلوی' نظیر علی عدیل' عصمت چغتائی' مولانا ضیا احمد بدایونی' اسلم عمادی' یوسف ناظم' ندا فاضلی' ضیاء الدین شکیب' جاں نثار اختر' ہری شنکر ہرسائی' سہیل عظیم آبادی' پروفیسر گیان چند' کمال صدیقی' سید مراد علی طالع' شردن

کمار ہور ما، پرویز ید اللہ مہدی، پروفیسر ابوظفر عبدالواحد، پروفیسر حسن عسکری، کالیداس کاشیکر، خواجہ عبدالغفور، امیر عارفی، تاج مہجور، ڈاکٹر ایس وی بھجن، حامد لطیف ملتانی قادری، وہاب قیصر، خالد قادری، سید محی الدین ہادی حیدرآبادی، لئیق صلاح، سید محمود مہدی، شاہ حسین نہری، محمد عتیق صدیقی، مولانا فارقلیط، شہریار کاوس جی، مصلح الدین سعدی، خواجہ شوق، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، قتیل شفائی، محمد اکبرالدین صدیقی وغیرہ۔

سید ممتاز مہدی نے ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' کے عنوان سے ایم۔فل کیا ہے۔انہوں نے اپنے موقر مقالے میں رہنمائے دکن کے ادبی صفحے ''شعروادب'' کی پابندی سے اشاعت پر قلم کو جنبش دیتے ہوئے ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی کاوشوں کا ذکر کیا ہے:

> ''ترتیب کار کی کاوش اور شائع شدہ ادبی نگارشات کو دیکھتے ہوئے اس دور کو ''رہنمائے دکن'' کی ادبی خدمات کا سنہرا دور کہا جاسکتا ہے نیز کہتے ہیں کہ اس روزنامے میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال باضابطہ اداریے بھی لکھتے تھے اور ۷/اگست ۱۹۶۷ء کی پہلی اشاعت میں ''شعروادب'' کے اس ادبی صفحے کا تعارف پیش کیا گیا۔'' (۵)

ذیل میں ۱۴/اگست ۱۹۶۷ء سے ۳۰/اگست ۱۹۷۶ء تک کی فہرست تاریخ وار درج کی جاتی ہے:

نشان سلسلہ	نفس مضمون نمبر	مضمون کا نام	نفس مضمون	مصنف کا نام	یوم، ماہ و سال
1	1	محفل لطیفہ گوئی	لطیفے	-	14/اگست 1967ء
	2	راجندر سنگھ بیدی کا فن		عاتق شاہ	14/اگست 1967ء
	3	ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے	مضمون	مصطفیٰ کمال	14/اگست 1967ء
2	4	ٹی ایس ایلیٹ		ڈاکٹر مغنی تبسم	21/اگست 1967ء
	5	غزل	شاعری	بیکل اتساہی	21/اگست 1967ء
	6	تین شعراء اور دو قطعات	شاعری	کنور مہندر سنگھ بیدی سحر	21/اگست 1967ء
3	7	ناول کا فن		خورشید الاسلام	4/ستمبر 1967ء
	8	غزل	شاعری	غلام ربانی تاباں	4/ستمبر 1967ء

	9	غزل	شاعری	شمیم کرہانی	4/ستمبر 1967ء
4	10	مخدوم محی الدین۔ سیرت اور شخصیت	شخصیت	داؤد اشرف ایم۔اے	4/ستمبر 1967ء
	11	بھوک اور آزادی اُزرچرڈ برائیٹ		مترجم کا نام نہیں دیا گیا	4/ستمبر 1967ء
	12	عبدالخالق مسافر تلکنڈوی کی دوغزلیں	شاعری	داؤد اشرف ایم۔اے	11/ستمبر 19767ء
	13	اداریہ: ''ہندی اور اردو ادیبوں کا بیان''	اداریہ		11/ستمبر 19767ء
	14	افسانہ	افسانہ	مجید مقبول	11/ستمبر 19767ء
6	15	ہندی اردو کے ادیبوں کا بیان	مراسلہ	مخدوم صاحب	18/ستمبر 1967ء
7	16	شاعروں کا منشور	نظم	جوش ملیح آبادی	25 /ستمبر 1967ء
	17	شوکت تھانوی عوام کا پسندیدہ مزاح نگار	شخصیت	افضل اقبال	25 /ستمبر 1967ء
8	18	اردو محاذ	تاثرات	صحیفہ نگار مسٹر رحمت علی	9 /اکتوبر 1967ء
	19	کچھ عاتق شاہ کے فن کے بارے میں		روش خلش	9 /اکتوبر 1967ء
	20	خدامِ ادب	نظم	رضا نقوی واہی	9 /اکتوبر 1967ء
9	21	اردو پروگرام ''نیرنگ''	اداریہ		16/اکتوبر 1967ء
	22	اردو رسم خط ارداور بی گوپال	اداریہ		16/اکتوبر 1967ء
	23	ایک پرانی داستان	نظم	ندارد	16/اکتوبر 1967ء
	24	دیہاتی اور دہقانی زبان	لسانیات	ولایت احمد ناصری	16/اکتوبر 1967ء
10	25	اردو ہال میں ظ۔ صاحب کی بات چیت		گنہگار ہندی	30/اکتوبر 1967ء
	26	شعراء میدانِ حشر میں	مضمون	امام الدین سعید	30/اکتوبر 1967ء
	27	کیا ہم اپنا رسم خط بدل دیں	مضمون	علی سردار جعفری	30/اکتوبر 1967ء
11	28	عوام ناگری خط کے ذریعہ اردو کو اپنالیں	مضمون	فراق گورکھپوری	6/نومبر 1967ء
12	29	ہندی والے اردو کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں	مضمون	پروفیسر احتشام حسین	13/نومبر 1967ء
	30	امراؤ بیگم غالب کی تحریروں میں	مضمون	صفیہ ادیب	13/نومبر 1967ء
	31	اقتباساتی ادیب	نظم	رضا نقوی واہی	13/نومبر 1967ء

13	32	اردو کو زندہ رکھنے کی ایک ہی صورت ناگری رسم خط اختیار کیا جانا چاہیے	مضمون	ڈاکٹر مغنی تبسم	20/نومبر 1967ء
	33	آنسوں جو بن گئے موتی	افسانہ	ولی تنویر	20/نومبر 1967ء
	34	غزل	شاعری	احمد ندیم قاسمی	20/نومبر 1967ء
	35	فلمی فن کار اور اردو	اداریہ	مصطفیٰ کمال	20/نومبر 1967ء
14	36	حضرت میر محمد مومن		سیدہ وزیر فاطمہ عابدی	27/نومبر 1967ء
	37	جوش ملیح آبادی سے ایک ملاقات		او۔کے۔جوشی	27/نومبر 1967ء
	38	ناگری رسم خط یا خودکشی؟		مظہر حسن گیلانی	27/نومبر 1967ء
	39	رسم خط کا مباحثہ ایک وضاحت	اداریہ	مصطفیٰ کمال	27/نومبر 1967ء
15	40	رسم خط کا مسئلہ۔مراسلے		نذیر اختر	11/دسمبر 1967ء
16	41	رسم خط کی تبدیلی پر مجھے اصرار نہیں لیکن		مغنی تبسم	25/دسمبر 1967ء
17	42	کہتے ہیں جنھیں شاعر۔۔۔	مزاحیہ	رشید الدین	کیم/جنوری 1968ء
	43	اردو اجلاس کے تحت بنگالی ادیبوں کی کانفرنس	رپورتاژ	ندارد	کیم/جنوری 1968ء
	44	مہاجرین شعرائے دہلی اور لکھنؤ کا ماحول	مضمون	غلام حسین ذوالفقار	کیم/جنوری 1968ء
	45	نعت	شاعری	مصطفیٰ زیدی	کیم/جنوری 1968ء
18	46	افکار ٹیگور	ترجمہ	دلاور فگار	8/جنوری 1968ء
	47	جگر اور جدید غزل کی روایتیں	مضمون	ندارد	8/جنوری 1968ء
19	48	فارسی میں دراوڑی الفاظ	رپورتاژ	ندارد	15/جنوری 1968ء
	49	آج کا شاعر خلیل الرحمٰن اعظمی		کرامت علی کرامت	15/جنوری 1968ء
	50	اردو حسینہ کی کہانی خود اس کی زبانی	نظم	قاضی فصیح الدین احمد قاضی	15/جنوری 1968ء
20	51	شاعری اور سیاست داں		مرلی سارا بائی	22/جنوری 1968ء
	52	اردو تحریک	رپورتاژ	شہپر	22/جنوری 1968ء
	53	اردو ادب میں جدیدیت	تقاریر	پروفیسر سرور/مسعود/مغنی	22/جنوری 1968ء
	54	سلاطین دکن کی اردو نوازی		ڈاکٹر حبیب النساء بیگم	4/مارچ 1968ء

	55	آبادی کا مسئلہ	نظم	رضا نقوی واہیؔ	4/مارچ 1968ء
	56	جدید ذہن اور اس کا پس منظر		صفیہ ادیب	4/مارچ 1968ء
	57	زندہ دلانِ حیدرآباد کا مزاحیہ مشاعرہ منعقدہ ۲۵/فروری سے منتخب کلام:		ہلالؔ، واہیؔ، حمایت اللہ، خطیبؔ، گلی، مصطفیٰ علی بیگ کی تصاویر	4/مارچ 1968ء
	58	کل ہند مزاحیہ مشاعرہ	رپورتاژ	عارف الدین سلیم	4/مارچ 1968ء
21	59	راکھ تلے		اے۔ حمید سہروردی	8/مارچ 1968ء
	60	غزل	غزل	فراق گورکھپوری	8/مارچ 1968ء
	61	سودا کی قصیدہ نگاری		ابن خیر	8/مارچ 1968ء
	62	الطاف حسین حالیؔ	مضمون	ندارد	11/مارچ 1968ء
	63	بر سبیل عید	نظم	احسان دانش	11/مارچ 1968ء
23	64	انگریزی ادب میں چارلس ڈکنز کا مقام		صاحب سنگھ آہوجہ	5/فروری 1968ء
	65	گیت کیا ہے؟		ڈاکٹر وزیر آغا	5/فروری 1968ء
	66	دو قطعات	قطعات	علی صائب میاں	5/فروری 1968ء
	67	غزل	شاعری	علی صائب میاں	5/فروری 1968ء
24	68	آصف سابع کی شاعری کا ایک پہلو		ڈاکٹر محمد چراغ علی	19/فروری 1968ء
	69	۱۹۶۸ء میں غالب سے ایک ملاقات		ندارد	19/فروری 1968ء
25	70	میکسم گورکی ایک عوامی ادیب		وامن ایچ پنڈت	25/فروری 1968ء
	71	پارسی اسٹیج اور اردو		قمر اعظمی ہاشمی	25/فروری 1968ء
26	72	تکلف برطرف زباں پہ کس کا نام آگیا		بھارت چند کھنہ	5/اپریل 1968ء
27	73	ادب اور اس کا مقصد	سمپوزیم		8/اپریل 1968ء
	74	غزل	شاعری	حبیب احمد صدیقی	8/اپریل 1968ء
	75	میری ادبی زندگی		تاراشنکر بنرجی	8/اپریل 1968ء
28	76	ضیائے نور" دیوان عبدالکریم نورؔ	تبصرہ	سید مصطفیٰ کمال	22/اپریل 1968ء
	77	اینٹ کا جواب پتھر	مضمون	ساجدہ ایم اے	22/اپریل 1968ء

	نمبر	عنوان	صنف	مصنف	تاریخ
	78	آخری نوٹس	نظم	گلی نلگنڈوی	22/اپریل 1968ء
29	79	نئے معاشرے کا تنہا آدمی		حسن آرزو	29/اپریل 1968ء
	80	جواب نوٹس	نظم	سرپٹ حیدرآبادی	29/اپریل 1968ء
	81	اردو۔ اتحاد کی ایک طاقت	انٹرویو	ایس۔ بے لوکا نے مترجم عثمان بالوسینو	29/اپریل 1968ء
30	82	ادبی ٹرسٹ کا تیسرا کل ہند مشاعرہ	روئیداد	مصطفیٰ کمال	6/مئی 1968ء
31	83	نانی ماں کی ڈانٹ	نظم	گلی نلگنڈوی	13/مئی 1968ء
	84	آخری نوٹس کا جواب		افسر حیدرآبادی	13/مئی 1968ء
	85	پھول بنے پتھر	مضمون	مرزا مصطفیٰ علی بیگ	13/مئی 1968ء
32	86	مخدوم ایک مطالعہ از داؤد اشرف	تبصرہ	نعیم زبیری تبصرہ	20/مئی 1968ء
	87	گم نام مراسلے	مزاحیہ	یزداں یار	20/مئی 1968ء
33	88	مارکسزم اور اردو ادب		احتشام حسین	17/مئی 1968ء
	89	کالی رات از عاتق شاہ کے مجموعہ ہم جنم جنم کے ساتھی	افسانہ	تبصرہ۔ سید مصطفیٰ کمال	17/مئی 1968ء
34	90	رکشے والے		جیلانی پیراک	17/جون 1968ء
	91	شخصیات "شری شری" تلگو کا شاعر انقلاب		حمید آرموری	17/جون 1968ء
35	92	ادبی بحث "شاعری پر"	بحث	علی افسر	یکم/جولائی 1968ء
	93	عاتق شاہ کا فن		سلیمان اطہر جاوید	یکم/جولائی 1968ء
36	94	ہماری ماما	مزاحیہ	ڈاکٹر رشید موسوی	8/جولائی 1968ء
	95	حیرت بدایونی نے مصرع کی تختی سے	بحث		8/جولائی 1968ء
37	96	جدیدیت کے بنیادی تصورات			15/جولائی 1968ء
	97	غزل	شاعری	معین احسن جذبی	15/جولائی 1968ء
	98	اب آرٹ بھی ایک تماشہ ہے		ملک فیاض	15/جولائی 1968ء
38	99	حالی کی نثر نگاری		ڈاکٹر رشید موسوی	5/اگست 1968ء
39	100	رات چاند اور وہ	افسانہ	اکرام جاوید	12/اگست 1968ء
	101	گیت		قتیل شفائی	12/اگست 1968ء

40	102	حساب کی کتاب ایک مصیبت		فیض الرحمٰن شاہ	19/ اگست 1968ء
	103	غزل	شاعری	احمد ندیم قاسمی	19/ اگست 1968ء
41	104	گوکھرو کے کانٹے	مجموعہ	علی صائب میاں	19/ اگست 1968ء
	105	نشتر و مرہم	مجموعہ	رضا نقوی واہی	19/ اگست 1968ء
	106	تکلف برطرف از مجتبیٰ حسین	تبصرہ	مبصر ڈاکٹر مسعود حسین خاں	19/ اگست 1968ء
	107	غزل	شاعری	فانی بدایونی	19/ اگست 1968ء
42	108	ویمن کالج کی طالبات اور بندر	مضمون	برق آشیانوی	2/ ستمبر 1968ء
	109	چھٹتی نہیں ہے یہ کافر لگی ہوئی		مسیح انجم بی۔اے عثمانیہ	2/ ستمبر 1968ء
	110	مزار فانی کا مزید تحفظ	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	2/ ستمبر 1968ء
43	111	کھلا خط برق آشیانوی کے نام		غوثیہ اور کئی طالبات	9/ ستمبر 1968ء
	112	یہ بندر	مضمون	ریحانہ	9/ ستمبر 1968ء
	113	خطوط بہادر یار جنگ	تبصرہ	حبیب النساء	9/ ستمبر 1968ء
	114	برق و آشیاں	مزاحیہ	برق آشیانوی	9/ ستمبر 1968ء
44	115	سالگرہ	مضمون	رشید موسوی	16/ ستمبر 1968ء
	116	میر کاروانِ غزل		نکہت	16/ ستمبر 1968ء
45	117	پروفیسر نجیب اشرف ندوی (مرحوم)		شہاب الدین دسنوی	30/ ستمبر 1968ء
	118	غزل		ناصر کرنولی	30/ ستمبر 1968ء
	119	اقبال کی گھریلو زندگی		ڈاکٹر خالد نظیر فاروقی	30/ ستمبر 1968ء
	120	نیم حکیم	نظم	رضا نقوی واہی	30/ ستمبر 1968ء
46	121	مادر جامعہ	نظم	احمد اللہ قادری	7/ ستمبر 1968ء
	122	پاکستان میں اردو ادب کی رفتار	جائزہ	ندارد	7/ ستمبر 1968ء
47	123	اردو کے عظیم ادیب کرشن چندر کو خراج تحسین	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	14/ اکتوبر 1968ء
48	124	وہ ایک حادثۂ شوق	مضمون	بھارت چند کھنہ	28/ اکتوبر 1968ء
	125	انسان اکیلا ہے	ڈرامہ	رانی	28/ اکتوبر 1968ء

49	126	سوغات جشن طلائی جامعہ عثمانیہ	تبصرہ	مبصر: داؤد اشرف	4رنومبر 1968ء
50	127	بات زخموں کی نہیں زخم تو بھر جاتے ہیں	سانحہ	امام الدین سعید	11رنومبر 1968ء
	128	لیلیٰ	افسانہ	ولی تنویر	11رنومبر 1968ء
51	129	علی شیر نوائی۔ عظیم شاعر اور مفکر			18رنومبر 1968ء
	130	ہم نے امرت پھل بنایا		فائز چشتی افضل پوری	18رنومبر 1968ء
52	131	غالب اور آسان اردو	مضمون	امام الدین سعید	9ردسمبر 1968ء
	132	ڈیڑھ ماہی ''شگوفہ'' از سید مصطفیٰ کمال	تبصرہ	مبصر: ہاشم حسن سعید ایم۔اے	9ردسمبر 1968ء
53	133	لکھنوی ماحول اور اردو شاعری		غلام حسین ذوالفقار	16ردسمبر 1968ء
	134	پھول	مضمون	مسیح انجم (بی۔اے)	16ردسمبر 1968ء
54	135	گھوڑا جوڑا	مضمون	رشید قریشی	30ردسمبر 1968ء
	136	غزل	شاعری	فیض الحسن خیال	30ردسمبر 1968ء
55	137	اقبال کا تصور وطنیت		محمد عبدالمجید۔ آرچ لال	13رجنوری 1969ء
	138	جشن صد سالہ غالب ۱۹۶۹ء	روداد	پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	1969ء
	139	استاد ہمارے	مضمون	گلی نلکنڈوی	13رجنوری 1969ء
56	140	واہ رے پتنگ	مضمون	برق آشیانوی	20رجنوری 1969ء
	141	اردو افسانے میں جدید رجحانات		آل احمد سرور	20رجنوری 1969ء
57	142	ماتم ایک حرف غزل		وقار خلیل	10رفروری 1969ء
	143	غالب کی اخلاقی قدریں		افتخار احمد	10رفروری 1969ء
58	144	غالب کی قدامت پرستی		پروفیسر کرار حسین	17رفروری 1969ء
59	145	غالب کے اڑیں گے پُرزے		وحیدہ تسنیم	24رفروری 1969ء
60	146	ریڈیو اور کشکول		رضیہ فصیح الدین احمد	24رفروری 1969ء
	147	انشاء اور مصحفی کی چشمکیں		ڈاکٹر سید مرتضیٰ جعفری	3رمارچ 1968ء
	148	غزل		جمیل مظہری	3رمارچ 1968ء
61	149	غالب کلام کے آئینہ میں		ڈاکٹر سید کاظم حسین	10رمارچ 1969ء

62	150	غزل میں غالب کا اجتہاد	مضمون	محمد حسین جعفری	17/مارچ 1969
63	151	علامہ اقبال		شیخ حبیب اللہ	17/اپریل 1969
64	152	تنقید اور مصنفین کی کھیپ		ڈاکٹر احسن فارقی	14/اپریل 1969
	153	غزل		محمد منظور احمد	14/اپریل 1969
	154	غالب نمبر شبستان اردو ڈائجسٹ	تبصرہ	سید مصطفیٰ کمال	14/اپریل 1969
65	155	اس کو کیا کہیے	افسانہ	ثریا جبیں	21/اپریل 1969
	156	سزائے سرخوشی (۴۰ اشعار)	نظم	جوش	21/اپریل 1969
66	157	غالب نمبر "سودیت جائزہ"	تبصرہ	داؤد اشرف	26/اپریل 1969
	158	ایک رات ایک خواب	نظم	مدہوش بلگرامی	26/اپریل 1969
	159	غالب کے نام ایک خط	خط	سید مجیب الدین	26/اپریل 1969
67	160	نئی شاعری	فن	عنوان چشتی	13/اکتوبر 1969
68	161	مخدوم ایک شخصیت ایک انجمن	شخصیت	امجد باغی	20/اکتوبر 1969
69	162	ڈاکٹر محشر عابدی کی افسانہ نگاری		احمد جلیس ایم۔اے	27/اکتوبر 1969
70	163	ابوالخیر صہبا کی رباعیات	تقریر	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	15/جنوری 1970ء
	164	قصہ حسن و دل مختلف زبانوں میں		ڈاکٹر نورالسعید اختر	12/جنوری 1970ء
71	165	انگریزی ترجمہ قرآن شریف از سید عبداللطیف	تبصرہ	حسن الدین احمد	19/جنوری 1970ء
	166	اردو املا میں مرزا غالب کا اجتہاد		غلام رسول	19/جنوری 1970ء
	167	غزل	مزاحیہ	حمایت اللہ	19/جنوری 1970ء
72	168	اردو ذریعہ تعلیم کا مسئلہ علمی اقدام کی ضرورت	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	2/فروری 1970ء
	169	زخم بھر نہ سکا	افسانہ	ظہیر احمد (ایم بی ایس)	2/فروری 1970ء
73	170	لیڈر۔ تصویر کا دوسرا رخ		الحاج مرزا شکور بیگ	9/فروری 1970ء
	171	خواب اور تعبیر		مدہوش بلگرامی	9/فروری 1970ء
	172	پیام تعلیم سالنامے پر	تبصرہ	توفیق اشرف	9/فروری 1970ء
74	173	گھڑی	مضمون	مصباح احمد	16/فروری 1970ء

	174	ہزاروں سال پہلے کی زبان		یوجینی اوسوکن	16رفروری 1970ء
	175	فاصلے از مدہوش بلگرامی	تبصرہ	مبصر آفرید صاحب	23رفروری 1970ء
	176	یہ اردو کے حمایتی		ڈاکٹر دھرم ویر بھارتی	23رفروری 1970ء
75	177	زلف سے ہم زلف تک	انشائیہ	جاوید لطفی	9رمارچ 1970ء
	178	غزل	شاعری	خیرات ندیم	9رمارچ 1970ء
	179	ستار چشتی کا کچا چٹھا	مضمون	مسیح انجم	9رمارچ 1970ء
	180	اردو شاعری میں علامت نگاری	رپورتاژ	-	9رمارچ 1970ء
	181	آزاد شاعری		عبدالسمیع بوبیرے	9رمارچ 1970ء
	182	دل اور دے ان۔۔۔		ڈاکٹر مسعود حسین خان	9رمارچ 1970ء
	183	احمد آباد	نظم	شمیم نصرتی	9رمارچ 1970ء
76	184	پائے ایسے میں کہاں چھوڑ گیا ہے کوئی		حالیؔ	16رمارچ 1970ء
	185	خورشید احمد جامی کو خراج عقیدت	تعزیت	سید مصطفیٰ کمال	16رمارچ 1970ء
	186	ایک زخم اور سہی		کرشن چندر	16رمارچ 1970ء
77	187	گل آہن	افسانہ	ولی تنویر	23رمارچ 1970ء
	188	روح کا زخم	افسانہ	عاصمہ میمونہ	23رمارچ 1970ء
78	189	”خورشید آرزو ہے کہاں“ خورشید احمد جامی کے انتقال پر	منظوم خراج		30رمارچ 1970ء
79	190	ایک صدی ایک پل نذر غالب	نظم	جامیؔ مرحوم	16راپریل 1970ء
	191	کرسی	مضمون	کالیکا پرشاد	16راپریل 1970ء
	192	ریل گاڑی کا سفر		آوازؔ زملی	16راپریل 1970ء
	193	”نیا آدم“ ہفت وار کے مخدوم نمبر پر	تبصرہ	سید مصطفیٰ کمال	16راپریل 1970ء
80	194	برکت یا لعنت؟	کہانی	عاصمہ	17راپریل 1970ء
	195	انجمن ترقی پسند مصنفین	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	17راپریل 1970ء
	196	اردو کے نام پر		عارف الدین سلیم	17راپریل 1970ء

81	197	تاجدار رباعی حضرت امجد حیدرآبادی		سید منیرالدین قادری	20/اپریل 1970ء
	198	تحریر وتنقید مصنف: طیب انصاری	تبصرہ	مبصر: امیر احمد علی	20/اپریل 1970ء
82	199	آزاد شاعری		علی احمد جلیلی	4/مئی 1970ء
	200	چاند جلتا رہا	افسانہ	ظہیر احمد	4/مئی 1970ء
83	201	مشاعرہ "طنزیہ ومزاحیہ"	مضمون	محمد امجد علی	25/مئی 1970ء
84	202	اردو کانفرنس کی قراردادیں اور تجاویز		مجلس عمل طلبا برائے کانفرنس	8/جون 1970ء
	203	کچھ مچھلی کے بارے میں	مزاحیہ	مسیح انجم	8/جون 1970ء
	204	غزل	شاعری	شاذ تمکنت	8/جون 1970ء
85	205	ضرورت رشتہ	مضمون	حامد کمال	15/جون 1970ء
	206	گھونگھٹ	افسانہ	ظہیر احمد	15/جون 1970ء
	207	غزل	شاعری	نازش پرتاب گڑھی	15/جون 1970ء
86	208	نغمہ کارواں مرتب کاظم علی خاں	تبصرہ	مبصر: شیخ حمید الزماں	15/جون 1970ء
	209	دلدارئ عروس سخن فیض سے	ملاقات	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	22/جون 1970ء
	210	شکیل بدایونی مرحوم چند یادیں		اعجاز صدیقی	29/جون 1970ء
	211	غزل	شاعری	شاذ تمکنت	29/جون 1970ء
87	212	اردو زبان کی علمی ولسانی اہمیت		یوسف الدین ابو یوسف	29/جون 1970ء
88	213	ایک نظم (فسادات کے پس منظر میں)	شاعری	وقار خلیل	6/جولائی 1970ء
89	214	زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری غالب	مضمون	عابد سلطان شاہین	13/جولائی 1970ء
	215	میں شاہکار پیش کروں گا		سید علی حیدر رضوی	13/جولائی 1970ء
	216	غزل	شاعری	خورشید احمد جامی مرحوم	13/جولائی 1970ء
90	217	غزل	شاعری	بے حسن الہ آبادی	13/جولائی 1970ء
	218	تحلیل نفسی نفسیاتی علاج		مظہر	20/جولائی 1970ء
91	219	نظم	شاعری	ستار چشتی	20/جولائی 1970ء
	220	ڈیر اور ڈارلنگ	مضمون	الیاس فاروقی شبنم	27/جولائی 1970ء

	221	دو مشہور ہستیاں	مضمون	ڈاکٹر غیاث صدیقی	27/جولائی 1970ء
92	222	اسد اور غالب	مضمون	ابومحمد سحر	27/جولائی 1970ء
	223	میزان شعر ونغمہ		قدر عریضی	3/اگست 1970ء
	224	مولانا حافظ ابو یوسف۔ایک خطیب ایک ادیب		محمد مظہر الدین	3/اگست 1970ء
93	225	سوویت یونین میں پریم چند کی تخلیقات کا مطالعہ		ندارد	3/اگست 1970ء
	226	ادب اور نفسیات		محی الدین ظفر	10/اگست 1970ء
94	227	نذر مخدوم	منظوم	محمد منظور احمد	10/اگست 1970ء
	228	فرقہ واریت اور دانشوروں کی ذمہ داری		نصر قریشی	17/اگست 1970ء
	229	ممتا کا روگ	افسانہ	ظہیر احمد	17/اگست 1970ء
	230	ترقی پسند جمالیاتی تصور کے ارتقاء میں پریم چند کا حصہ	جائزہ		17/اگست 1970ء
95	231	ادبی مناقشے از جے۔سی داس	ترجمہ	مترجم: نامی انصاری	24/اگست 1970ء
	232	ایک نظم	شاعری	شاذ تمکنت	24/اگست 1970ء
	233	مخدوم اپنی بہو کی نظر میں		نصیرہ نصرت محی الدین	24/اگست 1970ء
96	234	گوبھی کا پھول	مضمون	کالیکا پرشاد	31/اگست 1970ء
	235	اردو میں جدید بننے کی مشکلات		ندارد	31/اگست 1970ء
	236	غزل	شاعری	جاں نثار اختر	31/اگست 1970ء
97	237	شانِ نزول		جمیل اثر	7/ستمبر 1970ء
	238	رادھا کرشن علم تاریخ وتہذیب		آمنہ انصاری لکچرر	7/ستمبر 1970ء
98	239	اریب کے سانحۂ ارتحال پر شعر وادب کا	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	21/ستمبر 1970ء
	240	سلیمان اریب کی چند غزلیں	شاعری	اریب	21/ستمبر 1970ء
	241	اظہر افسر اور ان کے ڈرامے		ولی تنویر	21/ستمبر 1970ء
	242	دو آزاد نظمیں	شاعری	مقبول فدا حسین	21/ستمبر 1970ء
	243	عادت شوق سنگ از سریش چترویدی	ترجمہ	کالیکا پرشاد	21/ستمبر 1970ء

	244	تخلیق کائنات سے متعلق اقبال کے	اشعار	اشرف النساء بیگم	21/ستمبر 1970ء
	245	مخدوم	مضمون	سید حبیب آفتاب	21/ستمبر 1970ء
99	246	زبانی سیلاب	مضمون	مسیح انجم	28/ستمبر 1970ء
	247	فرقہ پرستوں سے خطاب	نظم	بے حسن الہ آبادی	28/ستمبر 1970ء
	248	عصری ادب مرتب ڈاکٹر محمد حسن	تبصرہ	رشید صلاح	28/ستمبر 1970ء
	249	انارکلی کے المیے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے		یوسف شاہ	5/اکتوبر 1970ء
	250	افواہی طغیانی		آصف علی خاں	
100	251	پانی	مزاحیہ نظم	گلی نلگنڈوی	5/اکتوبر 1970ء
101	252	"نیرنگ" پروگرام ایگزیکیٹیو مسٹر عزیز قیسی سے	بات چیت	سید مصطفیٰ کمال	12/اکتوبر 1970ء
102	253	اردو زبان و ادب پر فارسی کے اثرات		ہاشم حسن سعید	26/اکتوبر 1970ء
	254	قصہ ہماری شاعری کا	مضمون	انور بیدل	26/اکتوبر 1970ء
103	255	وبال جان ہے خوش اخلاق ہونا	انشائیہ	ندارد	2/نومبر 1970ء
	256	تنویر	افسانہ	سید قادر علی خاں مہمان نرملی	2/نومبر 1970ء
	257	ایک خواب		ولی تنویر	2/نومبر 1970ء
104	258	سائیڈ سے چلیے	مضمون	مسیح انجم	9/نومبر 1970ء
105	259	منصور (تاریخی وسوانحی مضمون)	مضمون	میکش اکبرآبادی	16/نومبر 1970ء
	260	ایک تہذیبی ورثہ یا تمسخر کا وسیلہ	دکنی زبان	احمد جلیس	16/نومبر 1970ء
106	261	غزل	مزاحیہ	پاگل عادل آبادی	4/دسمبر 1970ء
107	262	بیسویں صدی کا عظیم ٹیچر	مضمون	سید عبدالرشید	7/دسمبر 1970ء
	263	تنقید اور انداز نظر مصنفہ سیدہ جعفر	تبصرہ	مبصر ڈاکٹر انور السعید اختر	7/دسمبر 1970ء
	264	غزل	شاعری	خیرات ندیم	7/دسمبر 1970ء
108	265	کھڑکی	افسانہ	جلیل تنویر	14/دسمبر 1970ء
	266	آندھرا پردیش میں اردو کے مسائل	تقریر	مولوی حبیب الرحمٰن	14/دسمبر 1970ء
109	267	تحریک آزادی ہند اور اردو		عطاء اللہ خاں	21/دسمبر 1970ء

نمبر	عنوان	صنف	مصنف	تاریخ
268	ثاقب کی شاعری میری نظر میں		شاذ تمکنت	21ردسمبر 1970ء
269	عظیم ٹیچر	مضمون	مسیح انجم	21ردسمبر 1970ء
270	انجمن ترقی اردو مردم شماری اور مردم بیزاری	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	4رجنوری 1971ء
271	کلام غالب کی پیروڈیاں		ایم۔مختار ایم۔اے	4رجنوری 1971ء
272	ہر بڑا شاعر ٹیچر ہوتا ہے		مسیح انجم	4رجنوری 1971ء
273	دکن میں مرثیہ اور عزاداری مصنف: ڈاکٹر رشید موسوی	تبصرہ	ڈاکٹر خلیق انجم	4رجنوری 1971ء
274	نئی راہ	افسانہ	ولی تنویر	11رجنوری 1971ء
275	کتاب کی کہانی مصنف: سید احمد حسین نقوی	تبصرہ	سید مصطفیٰ کمال	11رجنوری 1971ء
276	نئی شاعری کیوں		ساحلؔ مانک پوری	11رجنوری 1971ء
277	قیامت صاحبہ	مضمون	سلمان الارشد	15رجنوری 1971ء
278	دستک	نظم	وقار خلیل	15رجنوری 1971ء
279	دستک	نظم	امیر عارفی	15رجنوری 1971ء
280	ادبی لعنت	مضمون	یوسف ناظم	18رجنوری 1971ء
281	توبتہ النصوح		جی۔عشرت بیتاب	18رجنوری 1971ء
282	زبان ہندی لکھاتے ہیں مگر مردم شماری میں	غزل	اعجاز وارثی سنبھلی	18رجنوری 1971ء
283	بہت سی زبانیں جاننے والوں کی مشکلات		ولنٹین فین برگ	15رفروری 1971ء
284	پیاز کے چھلکے (جاوید لطیف کے ڈرامے پر)	تبصرہ	م۔خ۔شاذلی	15رفروری 1971ء
285	خلوص نظر (بیاد عنایت جنگ مرحوم)	آزاد نظم	وقار خلیل	15رفروری 1971ء
286	چوتھا قومی کتب میلہ۔دوسرا رائٹرس کیمپ		ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	22رفروری 1971ء
287	ایک پھول ایک کہانی	افسانہ	وہاب قیصر	22رفروری 1971ء
288	دو قطعات		فیض احمد فیض	22رفروری 1971ء
289	درد و داغ	ایک بند	اختر انصاری دہلوی	یکم مارچ 1971ء
290	ریشما	افسانہ	ڈاکٹر محمد افسر حسین	یکم مارچ 1971ء

	291	اقبال کا تصور خودی		محمد بدیع الزماں	یکم مارچ 1971ء
	292	آزاد نظم	شاعری	نظیر علی عدیل	یکم مارچ 1971ء
117	293	پروفیسر عبدالقادر سروری مرحوم		سید مصطفیٰ کمال	15/مارچ 1971ء
118	294	ادب اور جدیدیت سے اقتباس	تقریر	پروفیسر احتشام حسین	22/مارچ 1971ء
	295	جدید اردو ناول		رحمٰن حیدری	22/مارچ 1971ء
	296	غزل	شاعری	محمد منظور احمد	22/مارچ 1971ء
	297	سروری مرحوم کی ایک آخری تقریر	تقریر		22/مارچ 1971ء
119	298	مخدوم محی الدین		سید داؤد اشرف	29/مارچ 1971ء
	299	سیال کی عمارت شکستہ		شاذ تمکنت	29/مارچ 1971ء
120	300	دکنی تہذیب جس نے جنوبی ہندوستان کے دلوں کو جوڑ دیا	مضمون	پروفیسر ہارون خاں شروانی	15/اپریل 1971ء
121	301	شمع ادبیاں عبدالقادر سروری کی نذر	منظوم	رشید عبدالسمیع جلیل	12/اپریل 1971ء
	302	''آپ کو ہماری قسم''	مضمون	بھاردواج / کالیکا پرشاد	12/اپریل 1971ء
	303	میرے زمانے کا علی گڑھ		عصمت چغتائی	12/اپریل 1971ء
	304	جاحظ کے لطائف		مولانا ضیاء احمد بدایونی	12/اپریل 1971ء
122	305	اردو کی آزاد نظم		محمد ایوب یعقوب	24/مئی 1971ء
	306	تاریخ رحلت عبدالقادر سروری	قطعہ	ستار چشتی	
	307	اکری لوٹا از ورما نندورما	مترجم	کالیکا پرشاد	24/مئی 1971ء
123	308	اقبال کا تصورِ ملت		رحمت علی (سابق لکچرر)	31/مئی 1971ء
	309	ہم گنجے کیسے بنے	انشائیہ	سید خواجہ حسین ایم۔اے	31/مئی 1971ء
124	310	نیا موڑ	کہانی	ولی تنویر	7/جون 1971ء
	311	عقیقہ	مضمون	محمد انیس فاروقی راہی	7/جون 1971ء
	312	ہڑتالی ین جی اور	نظم	ابن سہا محمود	7/جون 1971ء
	313	سبز	نظم	سعید بن محمد نقش	7/جون 1971ء

125	314	اوہ کلکتہ	مضمون	امام الدین سعید	14/جون 1971ء
	315	اردو غزل میں جدید تر رجحانات		احتشام اختر	14/جون 1971ء
	316	آج کل (غزل کا عنوان)		شاعر قوم حلمی آفندی	14/جون 1971ء
126	317	غالب کا اسلوب		بشیر بدر	21/جون 1971ء
	318	ٹیکس	نظم	سید محمد جعفری	21/جون 1971ء
127	319	مولانا حالیؔ بحیثیت شاعر		محمد ارشاد علی	28/جون 1971ء
	320	دھند	افسانہ	عبدالقدیر مقدر	28/جون 1971ء
128	321	جامی کی مقبولیت کا پس منظر		نصر قریشی	5/جولائی 1971ء
	322	شاہی فقیر	مضمون	سعید نواز	5/جولائی 1971ء
	323	غزل	شاعری	میر تقی علی خاں ثاقب	5/جولائی 1971ء
	324	چائے کی پیالی	نظم	اسلم عمادی	5/جولائی 1971ء
129	325	پرایا درد		ولی تنویر	12/جولائی 1971ء
	326	غزل	شاعری	شاذ تمکنت	12/جولائی 1971ء
	327	عرض کیا ہے یوسف ناظم نے	مضمون	یوسف ناظم	12/جولائی 1971ء
130	328	فراق گورکھپوری سے گفتگو		ندا فاضلی	11/اکتوبر 1971ء
	329	پرانے شہر کے ادبی کنونشن پر اک نظر	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	15/اکتوبر 1971ء
131	330	سرسید احمد خاں اور علی گڑھ تحریک		ظفر احمد صدیقی وکیل سیتاپوری	18/اکتوبر 1971ء
	331	یوم سرسید ماضی کا جائزہ مستقبل کا عزم	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	18/اکتوبر 1971ء
	332	اردو رائٹرس گلڈ کا کل ہند مشاعرہ	رپورتاژ	احمد جلیس	18/اکتوبر 1971ء
132	333	کہتے ہیں جس کو عشق		یوسف ناظم	25/اکتوبر 1971ء
	334	بھن لوگ	افسانہ	احمد قادری	25/اکتوبر 1971ء
	335	دور فتن	نظم	خورشید خضر	25/اکتوبر 1971ء
133	336	آثارِ فیض	مضمون	ضیاء الدین شکیب	یکم نومبر 1971ء
	337	غزل	شاعری	جاں نثار اختر	یکم نومبر 1971ء

134	338	برے بننے کا ایک اور نسخہ	مضمون	ہری شنکر ہرسائی	8/نومبر 1971ء
	339	فرنچ ڈاڑھی اور برق آشیانوی	تبصرہ	عاتق شاہ	8/نومبر 1971ء
	340	پروفیسر سروری مرحوم سے	ملاقات	رشید عبدالسمیع جلیل	15/نومبر 1971ء
	341	چلو اچھا ہوا	افسانہ	سعادت احمد	15/نومبر 1971ء
	342	مولوی عبدالحق مرحوم		سہیل عظیم آبادی	15/نومبر 1971ء
	343	عجم کی سبز روشنی ڈاکٹر عبداللطیف کی یاد	نظم	وقار قلیل	15/نومبر 1971ء
135	344	پیاسی موت	افسانہ	ولی تنویر	22/نومبر 1971ء
	345	اکبر اور سرسید		محمد رحمت علی	22/نومبر 1971ء
136	346	نوکری کی تلاش	انشائیہ	مس ارملا بھردواج	29/نومبر 1971ء
137	347	اسلوب اور اس کی تشکیل		ڈاکٹر مظفر عباس نقوی	27/دسمبر 1971ء
	348	روزی	افسانہ	اکبر حسین اکبر (بودھن)	27/دسمبر 1971ء
138	349	ادبی سیر (تدوین نعت کے فن سے متعلق)		ایم بی ڈی سکینہ قمر پھیلی بھیتی	10/جنوری 1972ء
	350	ایک دن کا کام	مضمون	عبدالسلیم رہبر	10/جنوری 1972ء
139	351	شاذ تمکنت کا خط جاں نثار اختر کے نام	تبصرہ	شاذ تمکنت	24/جنوری 1972ء
140	352	میراں جی خدانما		داؤد اشرف	31/جنوری 1972ء
	353	قبرستان کے سیتا پھل	ہندی کہانی	اوم پرکاش نرمل غالب کلیمی	31/جنوری 1972ء
141	354	اردو میں لسانیاتی تحقیق		ڈاکٹر گیان چند	14/فروری 1972ء
	355	اکرام جاوید اور روشنی کے پھول	تبصرہ	ولی تنویر	14/فروری 1972ء
	356	سوویت یونین میں ہندوستانی ادب کی مقبولیت	ادب کا جائزہ	ندارد	14/فروری 1972ء
	357	ہندوستان سے امیر خسرو کی محبت			14/فروری 1972ء
142	358	بھلا ہو نانی اماں کا		حمید انصاری	17/فروری 1972ء
	359	اردو میں لسانیاتی تحقیق		ڈاکٹر گیان چند	17/فروری 1972ء
	360	الیکشن میٹریل سپلائنگ کمپنی	مضمون	صائب کونہیری	21/فروری 1972ء
	361	ہندوستان کی معاشی ترقی حصہ اول	تبصرہ	مبصر سید مصطفیٰ کمال	21/فروری 1972ء

143	362	اقبال اور اس کا فلسفہ خودی		عبدالقادر شکیب	28/فروری 1972ء
	363	اک روپیہ		ساجدہ شاہین شمسیہ	28/فروری 1972ء
144	364	جوش صاحب		کمال صدیقی	6/مارچ 1972ء
	365	بشیر النساء بشیر	شاعری کا جائزہ	وحیدہ نسیم	6/مارچ 1972ء
145	366	مفت خور کی داستان		حلیم افسر	13/مارچ 1972ء
	367	بشیر النساء بیگم بشیر کے سانحہ ارتحال پر	منظوم خراج	سید مراد علی طالع	13/مارچ 1972ء
146	368	اردو افسانے میں شعور کی رو		شرون کمار ورما	20/مارچ 1972ء
	369	پہلا تجربہ	مزاحیہ مضمون	عبدالسلیم رہبر	20/مارچ 1972ء
147	370	اللہ میاں کی گائے	بحث	ڈاکٹر رشید موسوی	27/مارچ 1972ء
	371	مختصر قصہ (خود اپنا ہی تعارف دیا ہے)		بھارت چند کھنہ	27/مارچ 1972ء
148	372	خدا بچائے ڈاکٹروں سے	طنزیہ	ایم اے ماجد	3/مارچ 1972ء
	373	مخدوم سے تعارف		محمد ظہیر خاں	3/مارچ 1972ء
	374	تیرے وعدے پر جیے ہم	مضمون	یم مظہر الزماں	3/مارچ 1972ء
	375	سخن در سخن از نواب مظفر الدین خاں	تبصرہ	تبصرہ نگار الحاج مرزا شکور بیگ	3/مارچ 1972ء
149	376	دور حاضر میں ادب کا سب سے اہم مسئلہ	مضمون	ڈاکٹر وزیر آغا	10/اپریل 1972ء
	377	حرف شوق از محمد منظور احمد	مجموعہ کلام	تبصرہ نگار سید مصطفیٰ کمال	10/اپریل 1972ء
150	378	رعنا از قدیر امتیاز	ناول	تبصرہ نگار احمد جلیس	17/اپریل 1972ء
	379	سنہرے پر	نظم	اسلم عمادی	17/اپریل 1972ء
151	380	گپ بازی کا آرٹ	طنزیہ مزاحیہ	ترجمہ از کالیکا پرشاد	24/اپریل 1972ء
	382	سائیڈ سے چلیے از مسیح انجم	مضامین	تبصرہ نگار سید مصطفیٰ کمال	24/اپریل 1972ء
152	383	جوتشی کا چمتکار	مضمون	عبدالسلیم رہبر	8/مئی 1972ء
	384	رشید احمد صدیقی شخصیت اور فن	تبصرہ	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید / امیر کارنی	8/مئی 1972ء
153	385	زندہ دلان حیدرآباد کا پانچواں کل ہند مشاعرہ	رپورتاژ	-	15/مئی 1972ء
	386	ایشیاء کا عظیم شاعر۔ علی شیر نوائی		یوسف قادری	22/مئی 1972ء

	387	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے		سلیم مقصود	22/مئی 1972ء
	388	اردو کے مسائل	مضمون	ظفر احمد صدیقی	22/مئی 1972ء
154	389	زخموں کی کہانی		ولی تنویر	29/مئی 1972ء
	390	اک حرف تمنا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں	مناجات	شاذ تمکنت	29/مئی 1972ء
	391	لب پہ حرف غزل/دل میں قندیل غم مسٹر گرماسے	انٹرویو	امجد باغی	29/مئی 1972ء
	392	علامہ اقبال		کالی داس کاشکر	29/مئی 1972ء
155	393	ہمیں بھی گلہ ہے اپنے دوستوں سے		ندارد	17/جولائی 1972ء
	394	ادیبوں اور شاعروں کے آٹوگراف	ایک جائزہ	محمد بلال	17/جولائی 1972ء
	395	غزل	شاعری	محمد منظور احمد	17/جولائی 1972ء
156	396	جوش کا کارٹون			24/جولائی 1972ء
	397	خط لکھیں گے	مزاحیہ مضمون	امانت حسین	24/جولائی 1972ء
157	398	معافی	افسانہ	محمد امین فاروقی راہی	7/اگست 1972ء
158	399	ہم سفر	مزاحیہ مضمون	کالیکا پرشاد	21/اگست 1972ء
	400	شاعر اور ملازمت	مزاحیہ مضمون	سلیم مقصود	21/اگست 1972ء
	401	سسرال جی کا جنجال	مزاحیہ مضمون	پرویز یداللہ مہدی	28/اگست 1972ء
	402	خدا بچائے	مزاحیہ مضمون	سید فرید احمد	28/اگست 1972ء
	403	رباعی	شاعری	سید علی فراد طالع	28/اگست 1972ء
159	404	مراسلہ نگاری	طنزیہ مضمون	ملک فیاض	4/ستمبر 1972ء
	405	راکھی	افسانہ	عبدالقدیر مقدر	4/ستمبر 1972ء
160	406	کچھ ادھر کچھ اُدھر	مزاحیہ مضمون	منیر الدین خالد عثمان عاجز	11/ستمبر 1972ء
	407	بشیر النساء بیگم بشیر مرحوم		پروفیسر ابوظفر عبدالواحد	11/ستمبر 1972ء
161	408	مخدوم		تجمل اطہر	15/ستمبر 1972ء
162	409	رات باقی تھی ابھی	افسانہ	آمنہ انصاری	18/ستمبر 1972ء
163	410	آل انڈیا فری اسٹائل مشاعرہ کا آنکھوں دیکھا حال	مزاحیہ مضمون	ضیا مجاہد	25/ستمبر 1972ء

16	411	خودکشی	افسانہ	سعید نواز	2/اکتوبر 1972ء
	412	درونِ خانہ	آزاد نظم	وقار خلیل	2/اکتوبر 1972ء
	413	تاج قریشی پرانی اور نئی شاعری کا امتزاج		تجمل اظہر	2/اکتوبر 1972ء
16	414	کام سے کام	مضمون	برہان حسین	9/اکتوبر 1972ء
16	415	آوارہ بادل (سہیل فلکی جاسوسی ناول پر)	تبصرہ	ڈاکٹر رشید موسوی	9/اکتوبر 1972ء
167	416	ثابت کی شاعری ایک مختصر علامتی تجزیہ		پروفیسر حسن عسکری	16/اکتوبر 1972ء
	417	طلبا سے جناب بھارت چند کھنہ کا خطاب		بھارت چند کھنہ	16/اکتوبر 1972ء
16	418	مانگے کا اجالا	مضمون	محمد شوکت علی درد	23/اکتوبر 1972ء
	419	رودادِ سفر	نظم	سید بشارت علی	23/اکتوبر 1972ء
	420	"اسلوب اور انتقاد" اور "تنقید شعر"	تبصرہ	مبصر: ابوالفیض سحر	23/اکتوبر 1972ء
16	421	رنگ بدلتے چہرے	افسانہ	ولی تنویر	30/اکتوبر 1972ء
	422	مکان کا ہراج	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	30/اکتوبر 1972ء
	423	گلے ملنے کے ماڈرن طریقے	مضمون	مسیح انجم	30/اکتوبر 1972ء
170	424	رات کے مسافر	افسانہ	سعادت احمد	13/نومبر 1972ء
17	425	تاریخ اور تاریخی شخصیتیں	مضمون	سلیم مقصود	16/نومبر 1972ء
17	426	خالی ہاتھ اور اس کا مصنف	رپورتاژ		20/نومبر 1972ء
	427	ہاتھ سے جنت نہ گئی	مضمون	عبدالسلیم رہبر	20/نومبر 1972ء
	428	غزل		ساحر بھوپالی	20/نومبر 1972ء
	429	"انتخاب محمد قلی قطب شاہ"	تبصرہ	مبصرہ عابد صدیقی	20/نومبر 1972ء
17	430	پتنگ بازی	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	27/نومبر 1972ء
	431	چراغ اور دھواں	افسانہ	اے۔ باری	27/نومبر 1972ء
17	432	امتحان وبال جان	مضمون	سید فرید احمد سحر	4/دسمبر 1972ء
	435	غزل	شاعری	خیرات ندیم	4/دسمبر 1972ء
	436	بلی کا مستقبل از نندنی ست پتی	اڑیا کہانی	ترجمہ: شاغل ادیب	4/دسمبر 1972ء

175	437	لفافہ بم	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	11/دسمبر 1972ء
	438	کڑوے گھونٹ	افسانہ	ایم اے رحیم	11/دسمبر 1972ء
176	439	زبان کا مسئلہ		کالیداس کاشیکر	18/دسمبر 1972ء
177	440	گھر آنگن ایک مطالعہ		خواجہ عبدالغفور	25/دسمبر 1972ء
	441	شادی کے بعد	افسانہ	ناصر صدیقی	25/دسمبر 1972ء
178	442	آفسیٹ کی چھپائی	مضمون	یوسف ناظم	یکم جنوری 1973ء
179	443	سونے کا پانی		صولت	8/جنوری 1973ء
	444	اردو غزل کا ارتقاء		عقیل ہاشمی	8/جنوری 1973ء
	445	آیا ہے نیا سال	نظم	برق آشیانوی	8/جنوری 1973ء
180	446	انشاء اللہ خاں انشاء		داؤد اشرف	15/جنوری 1973ء
	447	وضع اصطلات کا سیمینار		عبدالغفار عمادی	15/جنوری 1973ء
181	448	دکنی فرہنگ مرتبہ امیر عارفی	تبصرہ	تبصرہ نگار رشید صلاح	15/جنوری 1973ء
182	449	منجد مار	افسانہ	حسن پاشاہ	29/جنوری 1973ء
	450	کہاں کی دل کشی ہے	مضمون	ممتاز احمد خاں	29/جنوری 1973ء
	451	نہرو انعام یافتہ سوویت افسانے اور پری خال اور لنن	تبصرہ	امیر عارفی	29/جنوری 1973ء
183	452	قیامت	مضمون	محمد انیس فاروقی	5/فروری 1973ء
184	453	امریکہ کا چکر	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	12/فروری 1973ء
	454	اوہ لڑکی	افسانہ	شیخ حمید الزماں	12/فروری 1973ء
	455	غزل	شاعری	ساحر بھوپالی	12/فروری 1973ء
	456	قطب شاہی عہد کی علمی ادبی اور سماجی خدمات		عارف انجم	12/فروری 1973ء
185	457	بانی ادارہ اردو طرز تحریر پر معین کاتب سے	انٹرویو	عبدالحکیم	26/فروری 1973ء
	458	اردو ادب میں افسانہ نگار خواتین کا حصہ	مضمون	محمد رضی الدین معظم	26/فروری 1973ء
	459	علیحدہ تلنگانہ تحریک اور قلم کاروں کا رویہ		تاج مہجور	26/فروری 1973ء
186	460	خواجگان چشت کی میراث		ڈاکٹر ایس وی بھجن	5/مارچ 1973ء

نمبر	عنوان	صنف	مصنف	تاریخ
461	پانی کے کرشمے	مضمون	ایم۔اے۔حنان	5/مارچ 1973ء
462	میرے درد کی دوا کرے کوئی	افسانہ	سلیم اقبال	12/مارچ 1973ء
463	ایک شام شیطان کے ساتھ	مضمون	ایم مظہرالزماں خاں	12/مارچ 1973ء
464	کرکٹ	ایضاً	سید محمود ڈپٹی جیلر	19/مارچ 1973ء
465	دواخانہ عثمانیہ کی ایک شام	نظم	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	19/مارچ 1973ء
466	روڈ انسپکٹر	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	26/مارچ 1973ء
467	حضرت حکیم عارف ابوالعلائی		حامد لطیف ملتانی قادری	26/مارچ 1973ء
468	غریبی ہٹاؤ از سرد جوشی	افسانہ	کالیکا پرشاد	19/اپریل 1973ء
469	پلر	افسانہ	وہاب قیصر	19/اپریل 1973ء
470	مہمان نوازی	مضمون	خالد قادری	19/اپریل 1973ء
471	موت	افسانہ	اعراج علی احمد جلیلی	19/اپریل 1973ء
472	پانی رے پانی	مضمون	ولی تنویر	23/اپریل 1973ء
473	پانی کا چکر	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	23/اپریل 1973ء
474	چھٹا کل ہند مزاحیہ مشاعرہ	کامنٹری	رشید عبدالسمیع جلیل	30/اپریل 1973ء
475	ایک سوال	افسانہ	سعادت احمد	7/مئی 1973ء
476	حاصل تقسیم		محمد حسین قدر	7/مئی 1973ء
477	ہفت روزہ شعروادب	اداریہ	سید مصطفیٰ کمال	14/مئی 1973ء
478	علیحدگی	افسانہ	میر آصف علی خاں	21/مئی 1973ء
479	وادیٔ گل	نظم	جوہر ہاشمی	21/مئی 1973ء
480	جناب یعقوب میراں مجتہدی اردو انگریزی ڈکشنری		شمیم نصرتی	21/مئی 1973ء
481	پانی کا پھاھا	مضمون	اکرم جاوید	11/جون 1973ء
482	مولوی محمد مرتضیٰ کی اردو خدمات		محمد افضل اقبال	11/جون 1973ء
483	تعلیمی فلسفہ اور اقبال		پروین رخسانہ فاروقی	11/جون 1973ء
484	علامہ اقبال بحیثیت مفکر اسلام۔		حافظ محمد عبدالحلیم خالد	18/جون 1973ء

	485	اقبال کے فلسفہ خودی کی عمرانی اہمیت		سید فخر الحسن	18رجون1973ء
	486	اقبال اور شعر وشاعری		شمیم ناصح	18رجون1973ء
196	487	گواہی کا چکر	مضمون	پرویز ید اللہ مہدی	25رجون1973ء
	488	ہائے پٹرول	مضمون	ایس ایم صمد عسکر	25رجون1973ء
197	489	نثر اقبال سے چند بکھرے موتی		ظفر شیدائی	2رجولائی1973ء
	490	رشوت	مضمون	ایم۔اے سلیم	2رجولائی1973ء
198	491	داغ دھبے	افسانہ	سکندر سلیم	9رجولائی1973ء
	492	ہماری ادبی محفلوں کی بے ادبیاں	مضمون	کے ایس شفیق	9رجولائی1973ء
	493	اقبال اور نوجوان		طاہر عثمانی	9رجولائی1973ء
	494	کوئی غم گسار ہوتا	مضمون	محمد مقصود عارف	9رجولائی1973ء
199	495	پانی اور پریشانی		سید محی الدین ہادی	16رجولائی1973ء
	496	ڈاکٹر اور بیروزگاری	مضمون	محمد افسر حسین	16رجولائی1973ء
200	497	ادھوری تصویر	کہانی	ولی تنویر	23رجولائی1973ء
	498	پانی کی چوری	افسانہ	سلیم اقبال	23رجولائی1973ء
	499	جب آنکھ کھولی	افسانہ	افضل حسین	23رجولائی1973ء
201	500	اظہر افسر کی ڈرامہ نگاری		احمد جلیس	30رجولائی1973ء
202	501	منشی پریم چند بحیثیت ناول نگار		شیخ ابوبکر	6راگست1973ء
	502	غالب کا نظریۂ حیات		لئیق صلاح	6راگست1973ء
203	503	شادی کی عمر	مضمون	ایم اے حنان	13راگست1973ء
	504	فائدے بیوی سے جھگڑے کے از رویندر سکینہ	مضمون	مترجم کالیکا پرشاد	13راگست1973ء
	505	پیار کی خوشبو	افسانہ	کنول ساگر	13راگست1973ء
	506	نذر شاہد صدیقی منظوم خراج عقیدت	نظم	شیخ ابوبکر	13راگست1973ء
204	507	اقبال کا تصور ملت		محمد رحمت سابق لکچرر	20راگست1973ء
	508	جدوجہد آزادی اور اردو کردار		محبوب علی صدیقی	20راگست1973ء

نمبر	عنوان	صنف	مصنف	تاریخ
509205	احتشام صاحب		ابوالفہیم وحید	26/اگست 1973ء
510	موبائیل کورٹ	مضمون	سید نصرت	26/اگست 1973ء
511	غزل	شاعری	قتیل شفائی	26/اگست 1973ء
512	تم	افسانہ	سلیم اقبال	26/اگست 1973ء
51320	گلزار دہلوی ایک تعارف		سکندر سلطانہ	3/ستمبر 1973ء
514	مسکراہٹ ہنسی کی ماں ہے		شاہ رخ انوار	3/ستمبر 1973ء
515	جھوم کے آئی ہے متوالی گھٹا اب کے برس	افسانہ	آمنہ انصاری	3/ستمبر 1973ء
516	غزل		عارف نقشبندی (دکن پالیمان)	3/ستمبر 1973ء
517207	جناب حسن الدین احمد		سید محمود مہدی	17/ستمبر 1973ء
518	اردو الفاظ شماری مصنف حسن الدین احمد	تبصرہ	مبصر: شفیق احمد	17/ستمبر 1973ء
519	خودی اقبال کی نظم میں		شاہ حسین نہری	17/ستمبر 1973ء
520208	طیب انصاری کا تنقیدی رویہ ''ادراک معنی''	تبصرہ	جلیل تنویر	یکم اکتوبر 1973ء
521	میر صاحب اور سگِ یاد	مضمون	ایس جے صادق	یکم اکتوبر 1973ء
52220	میر مملکت	مختصر کہانی	محمد انیس فاروقی راہی	10/دسمبر 1973ء
523	کھلونے	افسانہ	احمد عبدالمقیت	10/دسمبر 1973ء
524	اردو نثر کے بانی		طیب انصاری	10/دسمبر 1973ء
52521	محسن اردو جان گلکرسٹ طبیب سے ادیب تک		محمد عتیق صدیقی	17/دسمبر 1973ء
526	اردو ایڈیٹرس کانفرنس لکھنؤ	خطبہ	مولانا فارقلیط	17/دسمبر 1973ء
52721	لمحہ لمحہ زنجیر	افسانہ	ولی تنویر	24/دسمبر 1973ء
528	پروفیشن سے مضمون نگاری تک	مضمون	سید نصرت	24/دسمبر 1973ء
52921	مولانا مفتی حیدر اشرف علی اشرف		سید معز الدین الملتانی	7/جنوری 1974ء
530	ناکاموں کی کانفرنس	مضمون	فیروز حیدر	7/جنوری 1974ء
53121	جذب عالم پوری		حسن الدین احمد	14/جنوری 1974ء
532	سلیمان اریب کی ایک نظم ''تسکین انا''	نظم	اسلم عمادی	14/جنوری 1974ء

533	امریکہ پلٹ	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	14/جنوری 1974ء
534	تعویذ کا چکر	کہانی	حافظ محمد عبدالحق	14/جنوری 1974ء
535214	گل خونچکاں (بانو طاہرہ سعید کے دو مجموعے کلام)	تبصرہ	شہریار کاوس جی	21/جنوری 1974ء
-	''برگ سبز'' اور ''آشیاں ہمارا'' پر	-	-	-
536	کس سے منصفی چاہیں	افسانہ	شیخ احمد یاز	21/جنوری 1974ء
537	اوہ! گریجویٹ	مضمون	سید فرید احمد	21/جنوری 1974ء
538215	محمد قلی کی شاعری ۔ جام جم	مضمون	غلام محی الدین تبریز	11/فروری 1974ء
539	اردو کے بعض مسائل		قدیر امتیاز	11/فروری 1974ء
540216	رواداری ہندوستانی سماج میں مصنف ابوالفہیم وحید	تبصرہ	مبصر مصلح الدین سعدی	4/مارچ 1974ء
541	ادھورا سپنا	افسانہ	محمد بن حسن	4/مارچ 1974ء
542217	حضرت امیر خسرو	خاکہ	حسن الدین احمد	11/مارچ 1974ء
543	پاگل خانہ	افسانہ	ولی تنویر	11/مارچ 1974ء
544	اردو تنقیدی اور سلیمان اطہر جاوید		پروفیسر خواجہ احمد فاروقی	11/مارچ 1974ء
545218	مچھر دشمن جاں ہمارا	مضمون	سید نصرت	یکم اپریل 1974ء
546219	دکن کا مایہ ناز عوامی شاعر از سیدہ بشیر النساء بیگم		محمد ہدایت اللہ	22/اپریل 1974ء
547220	زندگی اور موت	افسانہ	ڈاکٹر رضا مہدی	29/اپریل 1974ء
548	ہم بھی شاعر تھے	مضمون	فیروز حیدر	29/اپریل 1974ء
549221	پاسپورٹ کا چکر	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	20/اپریل 1974ء
550	بہادر شاہ ظفر از منجو قمر پر تبصرہ	ڈرامہ	تبصرہ نگار ساجدہ عابد	20/اپریل 1974ء
551 222	زندہ دلان حیدرآباد کا ساتوں کل ہند مشاعرہ		رشید عبدالسمیع جلیل	27/مئی 1974ء
552223	ناز اٹھانے کو ہم رہ گئے شاعروں کے		فیروز حیدر	3/جون 1974ء
553224	تہہ بہ تہہ	افسانہ	سعادت احمد	17/جون 1974ء
554	ڈاکٹر سیادت علی خاں		عابد صدیقی	17/جون 1974ء
555	دھواں دھواں زندگی	افسانہ	ولی تنویر	17/جون 1974ء

نمبر	عنوان	صنف	مصنف	تاریخ
556225	حضرت امیر خسرو		شیخ سلیم احمد	یکم جولائی 1974ء
557	تذکرہ سعید (اردو۔انگریزی) مرتبہ محمد افضل اقبال	تبصرہ	ندارد	یکم جولائی 1974ء
558	پیاز کے چھلکے	تبصرہ		یکم جولائی 1974ء
559226	مدراس کی ایک ممتاز علمی شخصیت پروفیسر یوسف کوکن عمری	مضمون	محمد افضل اقبال	8/جولائی 1974ء
560227	اخبار میں جو چھپ گئے ۔۔۔۔	مضمون	مبارک پرویز	15/جولائی 1974ء
561228	ملا وجہی		داؤد اشرف	22/جولائی 1974ء
562229	نریندر لوتھر (افسانہ نگاری سے مزاحیہ نگاری تک)	تبصرہ	عاتق شاہ	29/جولائی 1974ء
563	مجھے بچالو	افسانہ	سکندر سلیم	29/جولائی 1974ء
564	پاگل	افسانہ	کنول ساگر	29/جولائی 1974ء
565230	واللہ کمال کرتا ہے سگریٹ	مضمون	کنول ساگر	19/اگست 1974ء
566231	مخدوم چند تاثرات		داؤد اشرف	26/اگست 1974ء
567	باز آئے مضمون چھپوانے سے		باقر مرزا	26/اگست 1974ء
568232	اوج یعقوبی میری نظر میں		خواجہ شوق	23/ستمبر 1974ء
569233	علامہ قیصر شعر کے آئینہ میں		فکر بدایونی	21/اکتوبر 1974ء
570	شہید ہو گئے چوہوں کی فوج سے	انشائیہ	ضیاء مجاہد	21/اکتوبر 1974ء
571234	جگر کی شاعری		جے کے معین الدین	28/اکتوبر 1974ء
572	راشن کے چاول	مضمون	ایم۔اے خان	28/اکتوبر 1974ء
573	مجاز ایک مختصر جائزہ		سعادت علی قریشی	28/اکتوبر 1974ء
574235	اردو ادب اور حالی		داؤد اشرف	4/نومبر 1974ء
575	مجھے پہچانیے	انشائیہ	ابوالکلام نمازی ادیب کامل	4/نومبر 1974ء
576236	رستے تاسور	افسانہ	حسن چشتی	9/دسمبر 1974ء
577237	ہندی کو پھر ڈاک بھیجے		دلاور نگار	16/دسمبر 1974ء
578	شوق سے پھر ڈاک بھیجے		رضا نقوی واہی	16/دسمبر 1974ء
579	اقبال اور تصور وطنیت		داؤد اشرف	16/دسمبر 1974ء

580 238	کرشن چندر بحیثیت ترقی پسند ادیب		رحیم خیروی	23 نومبر 1974ء
581	شامت	مضمون	ماہر کاظمی	23 نومبر 1974ء
582 239	کرکٹ بھاشا		سید نصرت	1974ء
583 240	اقبال کا تصور عشق		محمد رحمت علی (سابق لکچرر)	6 جنوری 1975ء
584	انجمن ''سوانحی مضامین کا مجموعہ از حسن الدین احمد	تبصرہ	تبصرہ نگار ندارد	6 جنوری 1975ء
585 241	سکنڈ ہینڈ کا چکر	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	13 جنوری 1975ء
586 242	امتحان	مضمون	ہلال احمد	13 فروری 1975ء
587	تقریر کا فن		حمید اشرف مجید	13 فروری 1975ء
588 243	کیا کیا نہ کیا ایک کارڈ کی خاطر	مضمون	قیوم خاں	17 فروری 1975ء
589 244	عشق کی قیمت	مضمون	حافظ کمال	24 فروری 1975ء
600	آہ! علامہ حیرت		حاجی بشیر احمد خاں	24 فروری 1975ء
601 245	نثر اور نظم کا بنیادی فرق	افسانہ	وزیر آغا	10 مارچ 1975ء
602	موم کی دیوار	افسانہ	سید عبدالمجید سلیم	10 مارچ 1975ء
603 246	درد کا رشتہ	افسانہ	کنول ساگر	14 اپریل 1975ء
604	تصویر		رضیہ ستار ظہیر	14 اپریل 1975ء
605	سکندر علی وجد کی شاعری		ڈاکٹر مقصود علی خاں	14 اپریل 1975ء
606 247	دبستانِ انیس کا جواز		ڈاکٹر فرمان فتح پوری	21 اپریل 1975ء
607 248	اقبال اور عشق رسول		اسلم جدون	28 اپریل 1975ء
608	غزل	شاعری	قتیل شفائی	28 اپریل 1975ء
609 249	بیروزگاری کا چکر	کہانی	محمد کریم الدین خلیل	5 مئی 1975ء
610	اردو کے دلچسپ محاورے		سید افتخار مشرف	5 مئی 1975ء
611	آپ سے ملیے	مزاحیہ	یوسف جمال	5 مئی 1975ء
612 250	انصاف	کہانی	محمد شجاع الدین اختر	19 مئی 1975ء
613 251	مچھروں کی کانفرنس	مضمون	سید مشتاق حسین	2 جون 1975ء

614252	لوتھر کا دورہ		کے امین واصف	3/جون 1975ء
615	گھر کی مرغی دال برابر	ایضاً	باقر مرزا	3/جون 1975ء
616253	شادی کا سوٹ	ایضاً	پرویز یداللہ مہدی	7/جولائی 1975ء
617	موت کا پنجہ	کہانی	شیر خاں رنگیلا ممبئی	7/جولائی 1975ء
618254	علامہ اقبال اور پیام جہاد		محمد عبدالسلام پٹیل	14/جولائی 1975ء
619255	شوہروں کا میمورنڈم بیویوں کے نام	مضمون	محمد ظہیرالحق	4/اگست 1975ء
620	اشفاق حسین مد نظرہ		یوسف ناظم	4/اگست 1975ء
621	بیویوں کی جانب سے	جواب میمورنڈم	ریحانہ سلیم	4/اگست 1975ء
622256	بلند پستیاں	افسانہ	ولی تنویر	11/اگست 1975ء
623	اولاد کا میمورنڈم والدین کے نام	مضمون	سید نصرت آرکٹکٹ	11/اگست 1975ء
624257	کنواروں کا مشورہ شوہروں اور بیویوں کے میں	جواب میمورنڈم	حامد کمال	18/اگست 1975ء
625	سراب رنگین (پوچم پاڈ پراجکٹ)	نظم	خان انجم	18/اگست 1975ء
626258	اقبال اور تعلیم نسواں		محمد رحمت علی	25/اگست 1975ء
627259	مثنوی زہر عشق		فیروز	یکم ستمبر 1975ء
628260	بناؤ سنگھار (بین الاقوامی سال نسواں کے نام)	مضمون	پرویز یداللہ مہدی	8/ستمبر 1975ء
629261	مجاز کی شاعرانہ انفرادیت		معراج طاہر	15/ستمبر 1975ء
630	قربتیں اور فاصلے	افسانہ	شاہ رخ انور	15/ستمبر 1975ء
631262	ادیبوں میں نئی بیداری		ندارد	29/ستمبر 1975ء
632263	مولوی نذیر احمد ایک ادبی شخصیت		محمد رضی الدین معظم	6/اکتوبر 1975ء
633	پانی اور پریشانی		سید محی الدین قادری ہادی	6/اکتوبر 1975ء
634264	حیات نو (پوچم پاڈ پراجکٹ پر)	نظم	خان انجم	13/اکتوبر 1975ء
635	پاکستان کا پہلا عید کارڈ		ستار جعفری	13/اکتوبر 1975ء
636265	ارمانوں کا خون	افسانہ	حامد قتیل	20/اکتوبر 1975ء
637266	ممتاز ادیب سجاد ظہیر کی یاد		مہدی عابدہ	27/اکتوبر 1975ء

638	لکھنؤ کی لسانی خدمت مصنف ڈاکٹر حامد اللہ ندوی	تبصرہ	محمد اکبر الدین صدیقی	27/اکتوبر 1975ء
639	اقبال اور تعلیم نسواں (قسط دوم)		محمد رحمت علی	27/اکتوبر 1975ء
640267	آج کے ہندوستان میں ادیب کا رول		ایس ایم شاہنواز	3/نومبر 1975ء
641268	سید معز الدین قادری الملتانی		میر ولایت علی	10/نومبر 1975ء
642	مرحوم غفور انیس صاحب اردو کے نامور شاعر و صحافی		شاغل ادیب	10/نومبر 1975ء
643269	بگھارے بیگن اور امریکہ		پرویز یداللہ مہدی	17/نومبر 1975ء
644270	علامہ اقبال اور فلسفہ عشق		محمد عمر	24/نومبر 1975ء
645271	آنند نرائن ملا کا جنون و خرد		شیخ حمید الزماں	یکم دسمبر 1975ء
646	میلے ز[illegible]	مضمون	ایم۔اے۔خسان	یکم دسمبر 1975ء
647272	سلیمان خطیب دکھنی زبان کے عظیم شاعر	افسانہ	ضیاء مجاہد	8/دسمبر 1975ء
648	بے وفا	افسانہ	سعادت احمد	8/دسمبر 1975ء
649	کلیم الدین احمد شخصیت اور فن		عابد سلطان شاہین	8/دسمبر 1975ء
650273	تیرے اک دور جانے سے	افسانہ	سلیم اقبال	22/دسمبر 1975ء
651274	نان ویمن کا تحفہ ویمن کی خدمت میں	مضمون	باقر مرزا	29/دسمبر 1975ء
652	غلام یٰسین تلگو کے ترقی پسند عوامی شاعر		ندارد	29/دسمبر 1975ء
653275	ادب کیوں؟		انتظار حسین	5/جنوری 1976ء
654	کھلم کھلا	مضمون	ایم۔اے۔نعیم	5/جنوری 1976ء
655276	اقبال کے پیکر رعنا		سید ابوالقاسم	22/جنوری 1976ء
656	استاد سخن شیخ غلام ہمدانی مصحفی		ہاشم حسن سعید	22/جنوری 1976ء
657277	علامہ حکیم محمد کبیر الدین		ڈاکٹر سید غوث الدین	12/اپریل 1976ء
658278	ایک بات ایک یاد	افسانہ	ولی تنویر	23/اپریل 1976ء
659	بات ایک رات کی	کہانی	رحیم انور کریمی	23/اپریل 1976ء
660279	غزل کے جواں سال شاعر جاں نثار اختر		غضنفر علی خاں	30/اگست 1976ء

حوالے:

﴿۱﴾سید ممتاز مہدی ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' اپریل، جون ۱۹۹۸ء ص۴۳

﴿۲﴾نصیر الدین ہاشمی ''دکن میں اردو'' دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۲ء ص۴۳۴

﴿۳﴾سید ممتاز مہدی ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' اپریل، جون ۱۹۹۸ء ص۵۴

﴿۴﴾سید ممتاز مہدی ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' اپریل، جون ۱۹۹۸ء ص۳۰۵

﴿۵﴾بحوالہ سید ممتاز مہدی ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' اپریل، جون ۱۹۹۸ء

﴿۶﴾سید مصطفیٰ کمال مدیر ''شعر و ادب روزنامہ رہنمائے دکن حیدرآباد مورخہ ۱۴/اگست ۱۹۷۶ء تا مورخہ ۳۰/اگست ۱۹۷۶ء مشمولہ ''حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات'' مصنف سید ممتاز مہدی سنہ اشاعت اپریل، جون ۱۹۹۸ء ص۹۰ تا ۱۲۵

☆☆☆

باب پنجم

اردو طنز و مزاح کے فروغ و اشاعت میں ڈاکٹر سید مصطفی کمال کی خدمات

۱ طنز ومزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس

۲ کل ہند کانفرنس کے یادگار سوونیر

۳ دیڑھ ماہی شگوفہ کا آغاز

۴ دیڑھ ماہی شگوفہ کی ماہنامہ میں تبدیلی

۵ شگوفہ کے خصوصی شمارے

۶ شگوفہ کے اعزازی شمارے

۷ شگوفہ کے بہ یاد اور گوشے

۸ شگوفہ کے سال نامے

۹ شگوفہ کے قلم کاروں کے اسمائے گرامی

۱۰ مدیر شگوفہ بحیثیت ناشر (شگوفہ بہ حیثیت طباعتی واشاعتی مرکز)

۱۱ شگوفہ انٹرنیٹ پر

۱۲ شگوفہ کی نذر منظوم تہنیت

۱۳ منظوم مراسلے برائے شگوفہ

۱۴ ماہنامہ شگوفہ کا ۴۵ سالہ سفر بیک نظر

۱۔ طنز و مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس:

طنز و مزاح کے فروغ میں زندہ دلانِ حیدرآباد کی خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ حیدرآبادیوں نے ۱۹۴۸ء کے پولیس ایکشن اور ۱۹۵۶ء کی لسانی تقسیم کے صدمات اٹھائے تھے‘ کچھ عرصہ کے لیے انہوں نے دم سا لیا کہ پھر آگے بڑھیں گے حسِ مزاح ان کی فطرت کا جزو بن چکی تھی ایسے میں ناگفتہ بہ حالات نے انہیں پھر سے ہنسنے کا حوصلہ بخشا اور اپنے حوصلہ کو عالم گیریت عطا کرنے کی غرض سے انہوں نے خود کو تازہ دم کیا اور ۱۹۶۱ء میں آل انڈیا ریڈیو کی جانب سے ایک مزاحیہ مشاعرہ بنام ”زندہ دلان حیدرآباد“ نشر کیا گیا جو انتہائی سنجیدگی کے ساتھ سنا گیا اور عوام کے دلوں میں زندہ دلی کی چھاپ چھوڑ گیا اور اب ضرورت یہ محسوس کی جانے لگی کہ اس طرح کے مشاعرے وقتاً فوقتاً اسٹیج کیے جائیں۔ ضرب المثل مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے یہی کچھ زندہ دلانِ حیدرآباد کے سلسلے میں پیش آیا۔ مشاعرہ مذکورہ کی کامیابی کے بعد حیدرآباد کے ادیبوں نے اس ضرورت کے احساس کے پیش نظر ”زندہ دلانِ حیدرآباد“ کا قیام ۱۹۶۲ء میں فائن آرٹس اکیڈمی کے ایک شعبہ کی حیثیت سے عمل میں لایا۔

زندہ دلانِ حیدرآباد اپنے قیام کے زمانے ہی سے بڑی فعال ثابت ہوئی چنانچہ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۵ء تک حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ ریاست کے دوسرے اضلاع میں بھی کئی مشاعرے منعقد کیے۔ ان مشاعروں کی کامیابی کی وجہ سے زندہ دلان حیدرآباد کے اربابِ حل و عقد کا حوصلہ بڑا اور انہوں نے طنز و مزاح کے تعلق سے پہلی کل ہند کانفرنس منعقد کرنے کا منصوبہ بنایا‘ چنانچہ ۱۹۶۶ء میں مشہور زمانہ‘ مایہ ناز مزاح نگار مجتبیٰ حسین کی کوششوں سے اراکین اربابِ ذوق اور زندہ دلانِ حیدرآباد کی جانب سے سرزمین حیدرآباد (دکن) پر پہلی کل ہند مزاح نگاروں کی کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کی کامیابی کا سہرا مجتبیٰ حسین کے سر جاتا ہے۔ نیز حمایت اللہ‘ حفیظ قیصر اور سید مصطفیٰ کمال نے اہم رول ادا کیا۔

سید مصطفیٰ کمال نے اس کانفرنس کے اراکین کی تفصیل بیان کی کہ مختلف عہدوں پر کن معزز افراد کو متمکن کیا ملاحظہ کیجیے:

> ”بھارت چند کھنہ کو صدر منتخب کیا گیا اور اردو صحافتی دنیا کے اہم اراکین جناب عابد علی خاں مدیر سیاست اور شری یدھ ویر مدیر روزنامہ اردو ملاپ کے ہمراہ منظر حسین کو نائب صدور بنایا گیا۔ معتمد عمومی میں

محمد حمایت اللہ، حفیظ قیصر شامل تھے اور خازن کی حیثیت سے محمد عبدالرحیم خاں کا انتخاب عمل میں آیا اور سید مصطفیٰ کمال کو آفس سکریڑی منتخب کیا گیا۔'' (۱)

طنز ومزاح کی پہلی کل ہند کانفرنس کے انتظامی امور کے متعلق بیان کرتے ہوئے اس موقع پر قائم کی گئیں ذیلی کمیٹیوں کی تفصیل عزیز ابرار نے بیان کی ہے' کہتے ہیں:

''چار ذیلی کمیٹیاں بشمول مالیہ کمیٹی' رابطہ کمیٹی والنٹیرس کمیٹی اور پبلی سٹی کمیٹی بنائی گئی ان کمیٹیوں کے کنویز س ترتیب وار اس طرح ہیں زاہد علی خاں' صلاح الدین نیر' قمرالدین احمد خاں اور احسن علی مرزا' کانفرنس دو دن ۱۴ اور ۱۵ رمئی ۱۹۶۶ء کو منعقد ہوئی اس کے پانچ اجلاسوں میں جلسۂ افتتاحیہ' اجلاس مزاحیہ مضامین' بزنس سشن سمپوزیم اور کل ہند مزاحیہ مشاعرہ شامل ہیں۔ ابتدائی چار اجلاس اردو ہال' حمایت نگر' حیدرآباد میں منعقد ہوئے جب کہ کل ہند مزاحیہ مشاعرہ کا انعقاد نمائش میدان حیدرآباد پر عمل میں آیا۔'' (۲)

مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس کے سوونیر کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کانفرنس میں صف اول کے مزاح نگاروں نے شرکت کی جن میں کرشن چندر' سلمیٰ صدیقی' غلام احمد فرقت کاکوروی' فکر تونسوی' یوسف ناظم' خواجہ عبدالغفور' احمد جمال پاشاہ' رشید قریشی' مجتبیٰ حسین' دلاور فگار' تخلص بھوپالی' ہلال سیوہاروی' مرزا شکور بیگ اور سلیمان خطیب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جلسہ افتتاحیہ ۱۴ رمئی ۱۹۶۶ء کو ۶:۳۰ بجے شام کرشن چندر کی صدارت میں منعقد ہوا' بھارت چند کھنہ نے خطبہ استقبالیہ پڑھا' مخدوم محی الدین نے افتتاح کیا' مجتبیٰ حسین نے صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن وغیرہ کے پیامات پڑھ کر سنائے' کرشن چندر نے خطبہ صدارت پڑھا۔

مزاحیہ مضامین سنانے والوں میں سلمیٰ صدیقی' بھارت چند کھنہ' زینت ساجدہ' احمد جمال پاشاہ اور غلام احمد فرقت کاکوروی ہیں۔ دوسرا اجلاس ۱۵ رمئی ۱۹۶۶ء کو ۱۰ بجے دن منعقد ہوا۔ غلام احمد فرقت کاکوروی نے صدارت کی' سرور جمال' مجتبیٰ حسین' رشید قریشی' تخلص بھوپال' یوسف ناظم'

فکر تونسوی اور کرشن چندر نے مضامین سنائے۔ اس اجلاس کے کنونیر حفیظ قیصر تھے، تیسرا اجلاس ''بزنس سشن'' کے نام سے ۳ بجے دن شروع ہوا اس میں صرف مزاح نگاروں نے شرکت کی، یوسف ناظم کی صدارت میں احمد جمال پاشاہ نے مضمون سنایا، ڈاکٹر راج بہادر گوڑ کنونیر تھے، چوتھا جلاس ''سمپوزیم'' تھا اس کا آغاز ۵ بجے شام ہوا، ڈاکٹر مسعود حسین خاں نے صدارت کی، ڈاکٹر نور معظم نے ''موجودہ اردو طنز و مزاح'' کے عنوان سے مقالہ پڑھا، بحث میں مزاح نگاروں کے علاوہ ڈاکٹر راج بہادر گوڑ، زینت ساجدہ، مغنی تبسم اور اختر حسن نے حصہ لیا، اس اجلاس کے کنونیر ناصر کرنولی تھے۔ پانچواں اجلاس ''کل ہند مزاحیہ مشاعرہ'' کی شکل میں ۹ بجے رات منعقد ہوا، مشاعرے کی صدارت دلاور فگار نے کی، شعراء میں غلام احمد فرقت کاکوروی، تخلص بھوپالی، علی صائب میاں، مسافر نلگنڈوی، گلی نلگنڈوی، علامہ بے نام، بوگس حیدرآبادی، مرزا شکور بیگ، سلیمان خطیب، محمد حمایت اللہ مرزا مصطفیٰ علی بیگ، اسمٰعیل ظریف، محمد علی منگلی، گڑبڑ حیدرآبادی، جاوید لطفی اور صبغت اللہ بمباٹ نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا اور داخلہ بذریعہ ٹکٹ رکھا گیا تھا مشاعرے کے کنونیر محمد حمایت اللہ تھے۔

اس طرح پہلی کل ہند کامیاب کانفرنس سے زندہ دلانِ حیدرآباد نے ایک ادارے کا مقام حاصل کرلیا نیز کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر سوونیر شائع کیا گیا جو اپنی نوعیت کی زندہ دلانِ حیدرآباد کے لیے پہلی کاوش تھی۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کہتے ہیں کہ سوونیر ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور سارے سوونیر دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئے حتیٰ کہ ریکارڈ کے لیے بھی انہیں بڑی مشکل سے جمع کرنا پڑا۔ سوونیر کے مرتبین میں سید مصطفیٰ کمال کے علاوہ ناصر کرنولی اور حفیظ قیصر تھے۔

سید مصطفیٰ کمال کہتے ہیں کہ سوونیر کی اشاعت کے سلسلے میں ناصر کرنولی اور حفیظ قیصر نے پورا پورا تعاون کیا جس کے نتیجہ میں سوونیر کانفرنس کے فوری بعد نکلنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔

اپنے ایک انٹرویو میں سید مصطفیٰ کمال نے بتلایا کہ ''سوونیر'' کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری ''زندہ دلان'' نے قبول کی اور یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ''سوونیر'' کی اجرائی سے انہیں کسی قسم کا مالی نقصان نہیں ہوا، برعکس اس کے ادارے کی مالی منفعت ہوئی۔ فرماتے ہیں:

''جب کبھی زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت سے سوونیر شائع ہوتا گیا اس کی آمدنی اور خرچ کی تمام تر ذمہ داریاں، زندہ دلانِ

حیدرآباد کی ہوتی رہی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ زندہ دلانِ
حیدرآباد کی ہر تقریب کے موقع پر شائع ہونے والے سوونیر سے
ادارے کو مالی فائدہ ہی حاصل ہوا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ شگوفہ سے
زندہ دلان کو نقصان ہوا ہو۔'' (۳)

سوونیر کے ابتدائیہ میں مزاح نگاروں کی مدح سرائی کرتے ہوئے اس کا انکشاف بھی کیا کہ معاشرے میں جس طرح ان کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اس کانفرنس کے بعد یقیناً اس رویے میں ضرور تبدیلی آئے گی۔ اقتباس دیکھیے:

''طنز و مزاح نگاروں کی شخصیت سماج میں بے حد اہمیت کی حامل ہے
لیکن اس کے باوجود ادب اور سوسائٹی میں اس کو وہ مقام نہیں دیا جاتا
جس کا وہ صحیح معنوں میں مستحق ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ کانفرنس مزاح
نگاروں کے ساتھ اب تک جو ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں اس کا سدِّ
باب ثابت ہوگی۔'' (۴)

انسان اور ظرافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور اللہ نے انسانوں میں یہ خوبی ودیعت کی ہے کہ انسان باہم تبادلہ خیال کر کے محظوظ ہوں' مزاح نگار شوخی اور ظرافت کے علاوہ سماج میں موجود برائیوں' بے ہنگم پن کی اصلاح بھی کرنا چاہتا ہے' اس لیے مزاح کے ساتھ طنز کا ہونا بھی ضروری سمجھا گیا ہے لیکن یہ ناصحِ فشک نہیں ایک مشفق کی طرح ان برائیوں سے آگاہ کرنا ہے' جس کا ازالہ نہ ہو تو معاشرت تباہ ہو جاتی ہے اور نت نئے مسائل سے نمٹنا پڑتا ہے۔

عموماً اس مزاح نگار کو عظیم سمجھا جاتا ہے جو دوسروں کی کمزوریوں کا مذاق اڑانے کی بجائے اپنے آپ کو اس کا نشانہ بناتا ہے غالبؔ کی نظم و نثر میں ایسی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔

اس مثالی کانفرنس میں نہ صرف ہنسنے ہنسانے کا سامان موجود تھا بلکہ موجودہ دور میں مزاح نگاروں کے مسائل بھی زیر بحث رہے ہیں۔ ڈاکٹر شفیعہ قادری اپنے ایم۔ فل مقالہ ''حیدرآباد کے علمی و ادبی اداروں کی خدمات'' میں زندہ دلانِ حیدرآباد کے عنوان سے شامل باب میں لکھتی ہیں:

''شہر حیدرآباد میں وقتاً فوقتاً علحدہ طور پر مزاحیہ مشاعرے بھی ہوتے رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد میں مزاح نگاروں کی پہلی کانفرنس کے بعد ہی سے مزاح نگاروں کی اہمیت واضح ہونے لگی، اس کانفرنس کے بعد ہر سال ادبی اجلاس اور کل ہند مشاعرے منعقد ہو رہے ہیں۔'' (۵)

پدم شری مجتبیٰ حسین اپنے ایک مضمون بنام ''مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے'' میں پہلی کل ہند کانفرنس کے انعقاد کے تعلق سے اس کے اہتمام کی تفصیل پیش کی ہے کہ اچانک ایک تصور کس طرح عملی جامہ پہنا۔ آج جب بھی کسی پروگرام کے منعقد کرنے کا ذکر چھڑتا ہے تو لوگ سب سے پہلے روپے، پیسے کی بات کرتے ہیں لیکن جن کے عزائم بلند ہوں تو وہ ایسی رکاوٹوں کو ایک مسئلہ نہیں بناتے اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حوصلہ، استقلال اور لگن ہی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔

ترقی پسند تحریک کے دور میں ان کے پیش رو سجاد ظہیر وغیرہ نے بھی صرف سو روپے کا نوٹ جیب میں رکھ کر ''کل ہند کانفرنس'' کے انعقاد کے تعلق سے سوچا تھا وہ بھی ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کی طرح اپنی مساعی میں کامیاب رہے اقتباس ملاحظہ کیجیے:

''۱۹۶۲ء میں محض اتفاقی اور حادثاتی طور پر میں نے بھی مزاحیہ کالم نگاری شروع کردی تھی تاہم ۱۹۶۶ء میں ایک دن یہ خبر میری نظر سے گزری کہ حیدرآباد میں دندان سازوں کی ایک کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اس پر اچانک میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ دندان سازوں کی کانفرنس ہوسکتی ہے تو دندان شکنوں یعنی طنز و مزاح نگاورں کی کانفرنس کیوں نہیں ہوسکتی۔ دن میں یہ خیال میرے ذہن میں آیا اور اُسی شام کو میں نے اپنے عزیز دوست اور صحافی حفیظ قیصر سے اورینٹ ہوٹل میں اس بات کا ذکر کیا تو اس نے فوراً اپنی تنظیم حلقہ اربابِ ذوق کی جانب سے پانچ سو روپے نکال کر مجھے دیے پھر اپنے ایک دوست کو بھیجا کہ وہ جاکر چند

خوبصورت لیٹر ہیڈ اور لفافے لے آئیں تاکہ ملک کے سارے اہم مزاح نگاروں کو اسی وقت خط لکھے جائیں یوں چٹ منگنی اور پٹ بیاہ کے اصول پر عمل کرتے ہوئے اسی شام سے کانفرنس کی تیاریوں کا آغاز ہوگیا' برصغیر میں مزاح نگاروں کی یہ وہی پہلی اور تاریخ ساز کانفرنس تھی جو ۱۳۔۱۴ر مئی ۱۹۶۶ء کو حیدرآباد میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ کانفرنس حلقہ اربابِ ذوق اور زندہ دلانِ حیدرآباد کے تعاون سے منعقد ہوئی تھی اردو کے طنز ومزاح نگاروں کا اتنا بڑا اجتماع پھر کہیں اور کبھی منعقد نہ ہوسکا۔ یہ موقع نہیں ہے کہ اس کانفرنس کے عوامل اور اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے۔ صرف اتنا کہوں گا کہ اردو طنز ومزاح کی تاریخ میں یہ کانفرنس ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔" (۶)

موصوف آگے اپنی چند مشفق اور محترم ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے ساتھ موصوف کے خوش گوار لمحات گزرے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"اس کانفرنس کے جنرل سکریٹری اور بعد میں سات سال تک زندہ دلانِ حیدرآباد کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے آج میں اُن دنوں کو یاد کرتا ہوں تو کتنی ہی مشفق ومحترم ہستیاں یاد آجاتی ہیں۔ مخدوم محی الدین' کرشن چندر' عابد علی خان' محبوب حسین جگر' راجندر سنگھ بیدی' کنور مہندر سنگھ بیدی سحر' بھارت چند کھنہ' رشید قریشی' مرزا شکور بیگ' ہاشم علی اختر' دلاور فگار' سلیمان خطیب' فکر تونسوی' غلام احمد فرقت کاکوروی وغیرہ۔ یہ وہ ہستیاں تھیں جن کے دیکھنے کو اب آنکھیں ترستیاں ہیں۔" (۷)

اسی مضمون میں آگے مجتبیٰ حسین اپنے رفیق خاص ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی کوششوں اور سعی پیہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فخریہ طور پر رقم طراز ہیں:

''۱۹۶۶ء کی پہلی کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلہ میں نوجوانوں کا جو گروہ سامنے آیا' اس میں مصطفیٰ کمال اور ناصر کرنولی پہلی کانفرنس کے سوونیر کے مرتبین تھے۔ چالیس برس پرانی یادوں کو تازہ کرنے کی غرض سے میں کبھی کانفرنس کے سوونیر میں مصطفیٰ کمال کی تصویر کو دیکھتا ہوں تو ہنسی آجاتی ہے اور جب خود اپنی تصویر کو دیکھتا ہوں تو پیٹ پکڑ کر ہنسنے کو جی چاہتا ہے۔ ماشاء اللہ کیا چہرے تھے' کیا ناک نقشہ تھا' گویا یہ منہ اور مسور کی دال والا معاملہ تھا۔'' (۸)

اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مجتبیٰ حسین' حفیظ قیصر اور ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال حقیقت میں مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ان کی اس مساعی سے سارے ہندوستان میں طنز و مزاح نگاروں کی شہرت ہوئی۔

چنانچہ اس کانفرنس کی بدولت پہلی دفعہ طنز و مزاح کو اسٹیج پر پیش کیے جانے پر ان نثر نگاروں کی تعریف و تحسین خوب ہوئی۔ اس کی شہرت سے متاثر ہو کر ہندوستان کے مختلف شہروں میں اس کا اہتمام کیا گیا جیسے پٹنہ میں جشنِ ظرافت منایا گیا' بھوپال میں دو کانفرنس ہوئیں' چندی گڑھ اور لکھنؤ میں بھی اس کا انعقاد عمل میں آیا اور ملک و بیروں ملک طنز و مزاح کے ادارے معرض وجود میں آئے جن میں زندہ دلانِ بھوپال' زندہ دلانِ دلی' زندہ دلانِ کرناٹک' زندہ دلانِ بنگلور' خوش دلانِ کرناٹک' زندہ دلانِ میسور' زندہ دلانِ اورنگ آباد' زندہ دلان مالیگاؤں' زندہ دلانِ بمبئی اور زندہ دلانِ شکاگو قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں ریاست آندھرا پردیش کے اضلاع کرنول میں بھی مزاحیہ انجمن قائم کی گئی اور زندہ دلانِ حیدرآباد کی بدولت ملک بھر میں طنز و مزاح کی اہمیت محسوس کی گئی ریڈیو اور ٹی۔ وی سے مزاحیہ مشاعروں کا رواج عام ہوا۔ اس طرح شہر حیدرآباد نے ''طنز و مزاح کے دارالخلافہ'' کی حیثیت حاصل کرلی۔

۲۔ کل ہند کانفرنس کے یادگار سوونیر:

مزاح نگاروں کی پہلی کل ہند کانفرنس زندہ دلان حیدرآباد کے زیر اہتمام ۱۴ اور ۱۵ مئی ۱۹۶۶ء کو منعقد ہوئی۔ اس ضمن میں سوونیر کی اجرائی عمل میں آئی:

''مزاحیہ شعراء کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کی پہلی کامیاب کوشش آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد نے کی اور ۱۹۶۱ء میں مزاحیہ مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کے بعد فائن آرٹس اکیڈیمی کے تحت ایک ادارہ ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے نام سے قائم کیا گیا جس کے تحت ماہانہ مزاحیہ اجلاسوں کے علاوہ ہر سال مزاحیہ مشاعرہ بھی منعقد کیا جانے لگا۔ حلقہ اربابِ ذوق حیدرآباد کا ادبی ادارہ ہے جو مختلف تہذیبی و علمی سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہتا ہے۔ مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ فائن آرٹس اکیڈیمی اور حلقہ اربابِ ذوق نے مشترکہ طور پر کیا اور طئے کیا گیا کہ کانفرنس ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے زیر اہتمام منعقد ہو۔''(۹)

مجتبیٰ حسین اپنے مضمون ''دندان سازوں کی کانفرنس سے مزاح نگاروں کی کانفرنس تک'' میں لکھتے ہیں:

''مزاح نگاروں کی کانفرنس کی تجویز کا سب سے پہلے حلقہ اربابِ ذوق کے معتمد مسٹر حفیظ قیصر نے خیر مقدم کیا' انھوں نے نہ صرف اس خیال کی حمایت کی بلکہ مالی امداد واعانت کا بھی وعدہ کیا' اس تجویز کو پھر ہم نے فائن آرٹس اکیڈیمی کے رکن مسٹر حمایت اللہ کے سامنے رکھا مسٹر حمایت اللہ نے بھی اس کی بھرپور حمایت کی اور طئے پایا کہ کانفرنس زندہ دلان حیدرآباد کے زیر اہتمام منعقد ہو اور اس کے اخراجات حلقہ اربابِ ذوق اور فائن آرٹس اکیڈیمی برداشت کریں۔ زندہ دلان حیدرآباد کی جانب سے گزشتہ دو تین برسوں سے مزاحیہ مشاعرے منعقد کیے جارہے ہیں جو عوام میں بے حد مقبول ہوئے اس سمجھوتے کے بعد ایک مجلسِ مشاورت تشکیل دی گئی۔''(۱۰)

طنز ومزاح کی پہلی کانفرنس کی تیاری بڑی باقاعدگی اور تمام تر اصولوں کے ساتھ کی گئی اور اس

سلسلہ میں مجلسِ مشاورت، مالیہ کمیٹی، انتظامی کمیٹی، سمینار کمیٹی کی تشکیل و تنظیم کی گئی تھی اور اس طرح ۱۴ اور ۱۵ رمئی ۱۹۶۶ء کو اردو ہال، حمایت نگر میں شام ۶:۳۰ بجے اپنی نوعیت کی اس پہلی کانفرنس کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض اردو کے ممتاز افسانہ نگار کرشن چندر نے انجام دیے۔ خطبہء استقبالیہ معروف مزاح نگار بھارت چند کھنہ نے پڑھا۔ کانفرنس کا افتتاح مشہور ترقی پسند شاعر مخدوم محی الدین نے کیا اور خطبہء صدارت اس کانفرنس کے روحِ رواں ممتاز مزاح نگار مجتبیٰ حسین نے دیا۔ اس پہلے اجلاس میں سلمیٰ صدیقی، بھارت چند کھنہ، زینت ساجدہ، احمد جمال پاشاہ اور غلام احمد فرقت کاکوری نے برصغیر کے ادیبوں اور شعراء کے پیامات پڑھ کر سنائے۔

دوسرا اجلاس ۱۵ رمئی ۱۹۶۶ء ۱۰ بجے دن بمقام اردو ہال حمایت نگر غلام احمد فرقت کاکوری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں سرور جمال، مجتبیٰ حسین، رشید قریشی، تخلص بھوپالی، یوسف ناظم، فکر تونسوی، کرشن چندر نے مزاحیہ مضامین پیش کیے۔ کنونیر حفیظ قیصر رہے۔

تیسرا اجلاس (بزنس سیشن) اردو ہال، حمایت نگر میں سہ پہر ۳ بجے یوسف ناظم کی صدارت میں ہوا، احمد جمال پاشاہ نے مقالہ پڑھا اور کنونیر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ تھے۔

چوتھا اجلاس سمپوزیم بمقام اردو ہال، حمایت نگر، شام ۵ بجے ڈاکٹر مسعود حسین خاں کی زیرِ صدارت ہوا اور ڈاکٹر انور معظم نے "موجودہ دور اور طنز و مزاح" کے زیرِ عنوان مقالہ پڑھا اس کے علاوہ بحث میں مزاح نگاروں کے علاوہ ڈاکٹر گوڑ، زینت ساجدہ، مغنی تبسم اور اختر حسین نے حصہ لیا، ناصر کرنولی کنونیر تھے۔

کل ہند مزاحیہ مشاعرہ بمقام نمائش میدان میں ۹ ساعت شب دلاور فگار کی صدارت میں ہوا اور غلام احمد فرقت کاکوروی، مایل لکھنوی، تخلص بھوپالی۔ مرزا شکور بیگ، علی صائب میاں، سلیمان خطیب، مسافر نلکنڈوی، حمایت اللہ، گلی نلکنڈوی، مصطفیٰ علی بیگ، علامہ بے نام، اسمٰعیل ظریف، بوگس حیدرآبادی، محمد علی منگلی، گڑبر حیدرآبادی، جاوید لطیفی اور صبغت اللہ بمباٹ نے کلام سنایا حمایت اللہ مشاعرہ کے کنونیر تھے، داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ (۱۱)

نثری اجلاس کی طرح مشاعرہ بھی شاندار رہا، ان مزاح نگاروں نے نہ صرف سماج کی برائیوں اور کمزوریوں کا پردہ فاش کیا بلکہ اصلاحی نقطۂ نظر سے سوچنے کے جذبہ کو بیدار کیا۔

سوونیر کے مرتبین میں ناصر کرنولی، مصطفیٰ کمال اور حفیظ قیصر کے نام ہیں، فہرست سوونیر سے اس مجلہ کی اہمیت و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱۲)

''مزاحیہ شعراء کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کی پہلی کامیاب کوشش آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد نے کی اور ۱۹۶۱ء میں مزاحیہ مشاعرہ منعقد کیا گیا جس کے بعد فائن آرٹس اکیڈیمی کے تحت ایک ادارہ ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے نام سے قائم کیا گیا جس کے تحت ماہانہ مزاحیہ اجلاسوں کے علاوہ ہر سال مزاحیہ مشاعرہ بھی منعقد کیا جانے لگا۔ حلقہ اربابِ ذوق حیدرآباد کا ادبی ادارہ ہے جو مختلف تہذیبی و علمی سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہتا ہے۔ مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ فائن آرٹس اکیڈیمی اور حلقہ اربابِ ذوق نے مشترکہ طور پر کیا اور طئے کیا گیا کہ کانفرنس ''زندہ دلانِ حیدرآباد'' کے زیر اہتمام منعقد ہو۔''(۹)

مجتبیٰ حسین اپنے مضمون ''دندان سازوں کی کانفرنس سے مزاح نگاروں کی کانفرنس تک'' میں لکھتے ہیں:

''مزاح نگاروں کی کانفرنس کی تجویز کا سب سے پہلے حلقہ اربابِ ذوق کے معتمد مسٹر حفیظ قیصر نے خیر مقدم کیا' انہوں نے نہ صرف اس خیال کی حمایت کی بلکہ مالی امداد و اعانت کا بھی وعدہ کیا' اس تجویز کو پھر ہم نے فائن آرٹس اکیڈیمی کے رکن مسٹر حمایت اللہ کے سامنے رکھا مسٹر حمایت اللہ نے بھی اس کی بھرپور حمایت کی اور طئے پایا کہ کانفرنس زندہ دلان حیدرآباد کے زیر اہتمام منعقد ہو اور اس کے اخراجات حلقہ اربابِ ذوق اور فائن آرٹس اکیڈیمی برداشت کریں۔ زندہ دلان حیدرآباد کی جانب سے گزشتہ دو تین برسوں سے مزاحیہ مشاعرے منعقد کیے جارہے ہیں جو عوام میں بے حد مقبول ہوئے اس سمجھوتے کے بعد ایک مجلسِ مشاورت تشکیل دی گئی۔''(۱۰)

طنز و مزاح کی پہلی کانفرنس کی تیاری بڑی باقاعدگی اور تمام تر اصولوں کے ساتھ کی گئی اور اس

سلسلہ میں مجلسِ مشاورت، مالیہ کمیٹی، انتظامی کمیٹی، سیمینار کمیٹی کی تشکیل و تنظیم کی گئی تھی اور اس طرح ۱۴ اور ۱۵ ر مئی ۱۹۶۶ء کو اردو ہال، حمایت نگر میں شام ۶:۳۰ بجے اپنی نوعیت کی اس پہلی کانفرنس کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کے فرائض اردو کے ممتاز افسانہ نگار کرشن چندر نے انجام دیے۔ خطبہء استقبالیہ معروف مزاح نگار بھارت چند کھنہ نے پڑھا۔ کانفرنس کا افتتاح مشہور ترقی پسند شاعر مخدوم محی الدین نے کیا اور خطبہء صدارت اس کانفرنس کے روحِ رواں ممتاز مزاح نگار مجتبیٰ حسین نے دیا۔ اس پہلے اجلاس میں سلمیٰ صدیقی، بھارت چند کھنہ، زینت ساجدہ، احمد جمال پاشاہ اور غلام احمد فرقت کاکوری نے برصغیر کے ادیبوں اور شعراء کے پیامات پڑھ کر سنائے۔

دوسرا اجلاس ۱۵ ر مئی ۱۹۶۶ء ۱۰ بجے دن بمقام اردو ہال حمایت نگر غلام احمد فرقت کاکوروی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں سرور جمال، مجتبیٰ حسین، رشید قریشی، تخلص بھوپالی، یوسف ناظم، فکر تونسوی، کرشن چندر نے مزاحیہ مضامین پیش کیے۔ کنوینر حفیظ قیصر رہے۔

تیسرا اجلاس (بزنس سیشن) اردو ہال، حمایت نگر میں سہ پہر ۳ بجے یوسف ناظم کی صدارت میں ہوا، احمد جمال پاشاہ نے مقالہ پڑھا اور کنوینر ڈاکٹر راج بہادر گوڑ تھے۔

چوتھا اجلاس سمپوزیم بمقام اردو ہال، حمایت نگر، شام ۵ بجے ڈاکٹر مسعود حسین خاں کی زیر صدارت ہوا اور ڈاکٹر انور معظم نے "موجودہ دور اور طنز ومزاح" کے زیر عنوان مقالہ پڑھا اس کے علاوہ بحث میں مزاح نگاروں کے علاوہ ڈاکٹر گوڑ، زینت ساجدہ، مغنی تبسم اور اختر حسین نے حصہ لیا، ناصر کرنولی کنوینر تھے۔

کل ہند مزاحیہ مشاعرہ بمقام نمائش میدان میں ۹ ساعت شب دلاور فگار کی صدارت میں ہوا اور غلام احمد فرقت کاکوروی، مایل لکھنوی، تخلص بھوپالی۔ مرزا شکور بیگ، علی صائب میاں، سلیمان خطیب، مسافر نلگنڈوی، حمایت اللہ، گلی نلگنڈوی، مصطفیٰ علی بیگ، علامہ بے نام، اسمٰعیل ظریف، بوگس حیدرآبادی، محمد علی منگلی، گڑبر حیدرآبادی، جاوید لطیفی اور صبغت اللہ بمباٹ نے کلام سنایا حمایت اللہ مشاعرہ کے کنوینر تھے، داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ (۱۱)

نثری اجلاس کی طرح مشاعرہ بھی شاندار رہا، ان مزاح نگاروں نے نہ صرف سماج کی برائیوں اور کمزوریوں کا پردہ فاش کیا بلکہ اصلاحی نقطۂ نظر سے سوچنے کے جذبہ کو بیدار کیا۔

سوونیر کے مرتبین میں ناصر کرنولی، مصطفیٰ کمال اور حفیظ قیصر کے نام ہیں، فہرست سوونیر سے اس مجلّہ کی اہمیت وعظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱۲)

سوونیر ہر لحاظ سے قابل تقلید اور قابل داد بھی ہے‘ اس دور میں جب کہ کمپیوٹر اور آفسٹ پریس کی سہولت نہ تھی‘ کتابت نہایت خوبصورتی کے ساتھ کروائی گئی‘ مواد اغلاط سے پاک ہے‘ تصاویر عہدہ دارانِ کانفرنس‘ ادباء‘ وشعراء کی نہایت واضح عمدہ ہیں۔ آج کل اس طرح کے بڑے اجلاسوں کی جو گروپ فوٹوز چھاپی جاتی ہیں ان میں کیپشن پر توجہ نہیں دی جاتی‘ دائیں اور بائیں جانب ایستادہ یا نشستہ شخصیتوں کے نام ٹھیک طریقے سے لکھے نہیں جاتے‘ جس کا نام درج ہوتا ہے وہاں وہ شخص نہیں ہوتا وہ اس کے کسی اور جانب ہوتا ہے‘ آج ہم برسوں بعد بھی سوونیر کی تصاویر دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ نیچے جن کا نام درج ہے وہ اسی مقام پر ہیں‘ اس طرح برسوں بعد بھی ہم ان ہستیوں سے تصاویر کے سبب متعارف ہوسکتے ہیں‘ سوونیر کی ترتیب وتزئین دونوں قابلِ دید ہیں‘ سوونیر کے اخراجات کی غرض سے اشتہارات حاصل کیے گئے تھے جنہیں شائع کیا گیا ہے‘ قیمت انتہائی قلیل رکھی گئی ہے یعنی صرف ۷۵ پیسے‘ کاغذ عمدہ اور سائز ۸/۱‘ صفحات ۹۶ ہیں۔

سوونیر کے ابتداء میں ادیبوں کی تصاویر کے بعد پیامات شائع کیے گئے ہیں۔ جس میں ڈاکٹر رادھا کرشنن صدر جمہوریہ ہند کا پیام سب سے پہلے ہے جو بھارت چند کھنہ کے نام ہے ذیل میں پیام کا متن نقل کیا جاتا ہے۔

> ”ڈیر شری کھنہ!
>
> ڈاکٹر رادھا کرشنن صدر جمہوریہ ہند کو یہ جان کر مسرت ہوئی ہے کہ حیدرآباد میں مزاح نگاروں کی ایک کل ہند کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے صدر جمہوریہ نے اپنی بہترین خواہشات کا اظہار کیا ہے۔“ (۱۳)

پروفیسر آل احمد سرور جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو ہند نے اپنے پیام میں نیک خواہشات کا ظہار کیا ہے:

> ”میں نہ مزاح نگار ہوں نہ طنز نگار‘ مزاح نگاروں کو کسی پیام کی ضرورت نہیں اور مشورہ دینے کا اہل میں اپنے آپ کو نہیں سمجھتا‘ صرف یہ دعا ہے کہ آپ کی اس کانفرنس کے ذریعے سے اگر لوگوں

میں اپنی کمزوریوں پر بھی ہنسنے اور دوسروں کی کمزوریوں کو ہنس کر ٹال دینے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اس سے ادب اور زندگی دونوں کا بھلا ہوگا۔'' (۱۴)

پروفیسر سید احتشام حسین نے اپنے پیام میں لکھا ہے:

''کسی نہ کسی مذہبی یا اخلاقی صفحہ میں آپ کو یہ جملہ ضرور مل جائے گا کہ مبارک ہیں وہ جو ہنستے ہیں اور وہ بھی جو ہنسانے کی صلاحیت رکھتے ہیں' چاہے وہ اپنی حماقتوں سے ہنسائیں یا ذہانت کے کرشموں سے اگر خدا نخواستہ کوئی محقق یہ ثابت کردے کہ یہ جملہ انہیں الفاظ میں کسی مستند کتاب میں نہیں ملتا یا کسی قدیم گمنام اہل قلم کی سند اس کے لیے نہیں پیش کی جاسکتی تو پھر اسے میرے ہی حقیر قلم سے منسوب کر کے پیام کی شکل میں مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس میں پڑھ دیجیے۔ میری دلی خواہش ہے کہ کانفرنس کامیاب ہو اور وہ لوگ بھی ہنسنے پر مجبور ہوں' سنجیدگی جن کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔'' (۱۵)

سوونیر میں اردو ادیبوں اور مزاح نگاروں کے ۱۸ پیامات شائع کیے گئے ہیں۔

سید مصطفیٰ کمال نے کل ہند مزاحیہ مشاعرہ کے عنوان سے ایک رپورتاژ ماہ نامہ پونم کے خاص نمبر میں لکھا ہے۔ اقتباس دیکھیے:

''مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس کے دوروزہ پروگرام کا آخری جزو ''کل ہند مزاحیہ مشاعرہ'' تھا مزاحیہ شاعروں کے اس اجتماع نے کانفرنس کی اہمیت وشان اور ظریفانہ پہلو میں اضافہ کردیا تھا۔ یوں تو زندہ دلان حیدرآباد کے زیر اہتمام گزشتہ چار پانچ برسوں سے مزاحیہ مشاعروں کی بنا اور روایت حیدرآباد میں پڑ چکی تھی لیکن اب تک کل ہند سطح پر مزاحیہ مشاعرہ کا انعقاد عمل میں نہ آسکا تھا۔ مشاعرے کے

کنوینر حمایت اللہ منتخب ہوئے اور صدارت کے لیے دلاور فگار کا نام تجویز ہوا۔ مزاحیہ شاعر واہی نے بعض مصروفیتوں کی وجہ سے معذوری ظاہر کی۔ یہ مشاعرہ حیدر آباد کے مشاعروں کی تاریخ کا ایک نیا باب تھا۔ مشاعرے کی نوعیت و اہمیت اور سامعین کی کثرت کے اعتبار سے کئی دن قبل سے ہی بڑی تعداد میں ٹکٹ فروخت ہونے لگے تھے۔ ۱۵ رمئی کو صبح ۹ بجے جب میں نمائش میدان پہنچا تو میدان صاف تھا مشاعرہ کے اہتمام کا آغاز ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ کوئی بارہ بجے کے قریب حمایت و ممتاز حیران و پریشان اور متفکر ادبی اجلاس میں آئے' کانفرنس کی دوسری مصروفیتوں نے ہمیں مشاعرے پر توجہ دینے کی فرصت ہی نہ دی تھی۔ پھر ہم نمائش میدان پہنچے۔ کنوینر والنٹیر کمیٹی قمر الدین' حیدر صدیقی اور دوسرے لوگ مصروف کار تھے لیکن اب تک قناتیں نہیں باندھی گئیں تھیں' صدارت استقبالیہ بھارت چند کھنہ نے لنچ ترتیب دیا تھا' ہم اس میں شرکت کے موقف میں نہیں تھے خدا خدا کر کے میدان ۷:۳۰ بجے مشاعرے کے قابل ہوا ہمیں اب تک بے فکری تھی کہ نمائش میدان کا اوپن ایر تھیٹر اپنے دامن میں مشاعرے کے تمام شائقین کو آسانی سے سمیٹ لے گا لیکن آٹھ بجے کے ساتھ ہی سامعین کا جو تانتا بندھا تو ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا حالانکہ تین سو کے قریب خصوصی مہمانوں کو تھیٹر کے وسیع و عریض اسٹیج پر بٹھایا گیا تھا۔ مجبوراً بکنگ بند کرنی پڑی' دوست و دشمن سب نے تسلیم کیا پچھلے کئی برسوں میں حیدر آباد کے کسی مشاعرے میں اتنی بڑی تعداد عوام کی شریک نہیں ہوئی۔'' (۱۶)

سوونیر دراصل اپنی نوعیت کا پہلا رسالہ تھا جسے سید مصطفیٰ کمال اور ان کے رفقاء نے بے خوف و خطر اسے شائع کیا اور دل و جاں سے محنت کی' بہت ممکن ہے کہ یہی سوونیر آگے چل کر شگوفہ کے وجود میں آنے کا سبب بنا ہو۔

دوسرا سوونیر:

زندہ دلانِ حیدر آباد کے زیر اہتمام طنز و مزاح کا دوسرا کل ہند مزاحیہ مشاعرہ ۲۰ رمئی ۱۹۶۷ء کو منعقد ہوا۔ اس مشاعرہ کا بھی سوونیر شائع کیا گیا۔ مرتبین ناصر کرنولی، مصطفیٰ کمال اور حید رصدیقی ہیں۔ سید مصطفیٰ کمال سوونیر اور اس کے مشمولات پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''دوسرے کل ہند مزاحیہ مشاعرے کا سوونیر پیش خدمت ہے، سوونیر کی اشاعت سے متعلق زندہ دلان حیدر آباد کی نشر و اشاعت کمیٹی نے کافی تاخیر سے فیصلہ لیا جس کی وجہ سے صرف دو ہفتوں میں مواد کی فراہمی کتابت، طباعت کے مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ اس قلیل عرصہ میں بھی ہم نے سوونیر کو خوب سے خوب تر بنانے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ طنز و مزاح کے موضوعات پر ڈاکٹر خورشید الاسلام اور ڈاکٹر وزیر آغا کے مضامین ان کی کتابوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر مغنی تبسم کا مضمون غیر مطبوعہ ہے۔ منظوم حصہ، مشاعرے میں شرکت کرنے والے شعراء کے منتخبہ کلام پر مشتمل ہے۔ بعض شعراء کا کلام اور تصاویر بروقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل اشاعت نہ ہوسکیں جس کا ہمیں افسوس ہے۔'' (۱۷)

سوونیر میں تین مضامین مزاحیہ ادب سے متعلق ہیں۔ مضامین اردو ادب کے ممتاز ناقدین سے فرمائش کر کے لکھائے گئے ہیں تاکہ طنز و مزاح اور سوونیر کا معیار قائم ہو جائے۔

ڈاکٹر خورشید الاسلام نے اپنے مضمون میں اردو میں مزاحیہ ادب کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس کا آغاز انیسویں صدی میں اودھ پنچ سے ہوا یہ مشرق و مغرب کے تصادم کا پہلا مظہر ہے اس کے لکھنے والوں میں سجاد حسین، رتن ناتھ سرشار، نواب آزاد اور اکبر الہ آبادی ہیں۔ ان سب کی منزل ایک ہے لیکن صلاحیت اور موضوع کے حدود میں فرق ہے۔ اودھ پنچ کے صفحات میں موضوعات کی رنگا رنگی، الفاظ کی کثرت، خیالات و جذبات کی فراوانی نظر آئے گی۔

سجاد حسین کا سیاسی طنز دلچسپ مگر سطحی ہے وہ محاورات سے ظرافت پیدا کرتے ہیں۔

نواب آزاد کے طنز میں شگفتگی بھی ہے اور گہرائی بھی ان کے لکھے لندن کے خطوط بہت رواں، سادہ اور خیال انگیز ہیں۔

سجاد انصاری، مہدی افادی، قاضی عبدالغفار، عبدالماجد دریابادی اور ابوالکلام آزاد نے بھی طنزیہ ادب کو مالا مال کیا ہے۔ اردو مزاحیہ وطنزیہ شاعری میں اکبرالہٰ آبادی کا ثانی ملنا مشکل ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا نے اپنے مضمون میں اردو شاعری میں طنز ومزاح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ لسان العصر اکبرالہٰ آبادی کے وسیلے سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے معاشرہ کے خارجی اثرات کو ہدف طنز بنایا تھا، بعض شعراء نے مختصراً طنزیہ لہجہ سے ملکی اور بین الاقوامی بے عتدالیوں کو منظر عام پر لانے کی سعی کی۔ جہاں کسی زمانہ میں لپ اسٹک، پاوڈر، بے پردگی، ڈارون کا نظریہ اور کالج کے معاملات پر مبنی اصولوں کو تحریک ملتی تھی وہیں آج الاٹمنٹ، رمضانی، لیڈر، پگڑی، ایٹم بم، سیفٹی ایکٹ، راشننگ، چور بازاری، ووٹ، ٹریفک اور رشوت ستانی کو ہدف طنز بنایا جارہا ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا نے اردو طنز ومزاح کے پس منظر کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اودھ پنچ سے قبل کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری نے فارسی کے اثرات قبول کیے اور خاص طور پر ہجو، زاہد سے چھیڑ چھاڑ اور رندی وسرمستی کے تصورات وہیں سے مستعار ہے۔ تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ اردو میں یہ تصورات، محض فارسی کی تقلید میں نہیں آئے بلکہ یہاں کے سماجی سیاسی اور اقتصادی حالات نے بھی ان کو ابھارنے اور نکھارنے میں بدرجہ اتم حصہ لیا۔ پیمانے ضرور مانگے گئے لیکن شراب زیادہ تر اپنے ہی دیش کی تھی۔

اسی طرح ڈاکٹر مغنی تبسم کا مضمون ''اردو شاعری میں پیروڈی'' بھی اپنی نوعیت کا پہلا مضمون ہے جس میں پیروڈی کی اہمیت اور اردو میں اس کی روایت کا ذکر صراحت سے کیا ہے۔

مرتبین سوونیر نے جہاں شعراء کا کلام شامل کیا ہے وہیں ان کا اجمالی تعارف بھی پیش کردیا ہے، الغرض دوسرے کل ہند مزاحیہ مشاعرہ کا یہ سوونیر بھی نقش اول کی طرح جاذب نظر ہے اور قارئین کے لیے دلچسپی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ سید مصطفیٰ کمال اور ان کے معاونین کی محنت چیز ہوئی اور اردو کے مستقبل میں طنز ومزاح کی راہیں ہموار ہوگئیں۔

طنز ومزاح کی تیسری کل ہند کانفرنس ۲۴۔۲۵ رفروری ۱۹۶۸ء کو حیدرآباد میں منعقد ہوئی اس موقع پر بھی سوونیر شائع کیا گیا مگر اس کے مرتبین میں سید مصطفیٰ کمال شامل نہیں ہیں لیکن یہ سوونیر دراصل اپنے پیش رو مدیرین کے طرز پر اشاعت پذیر ہوا۔

۳۔ ڈیڑھ ماہی شگوفہ کا آغاز:

کل ہند مزاحیہ کانفرنس کا انعقاد اور سوونیر کی اشاعت نے سید مصطفیٰ کمال کے فطری صلاحیتوں کی تہذیب ہی نہیں کی بلکہ ان کے اندر موجود صحافتی صلاحیتوں کو جلا بخشی اس کے ساتھ سماج میں راہ پانے والے غیر سماجی رجحانات کو آئینہ دکھانے کا حوصلہ ملا نیز انہوں نے تیسری کل ہند مزاحیہ کانفرنس کے بعد زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان کے طور پر ڈیڑھ ماہی شگوفہ نومبر۔دسمبر ۱۹۶۸ء میں جاری کیا۔

کل ہند سطح کی مزاحیہ کانفرنس اور کامیاب مشاعروں کے بعد سید مصطفیٰ کمال نے ایک مزاحیہ رسالہ جاری کرنے کا عزمِ مصمم کیا چنانچہ موصوف نے مجتبیٰ حسین سے گفت وشنید کی تو انہوں نے ''ڈیڑھ ماہی مدت'' کے ایک رسالے کی تجویز رکھی جسے سید مصطفیٰ کمال نے فوراً قبول کرلیا۔اب اس ڈیڑھ ماہی رسالے کے نام کا مسئلہ پیدا ہوا تو مصطفیٰ کمال نے بذاتِ خود ''شگوفہ'' نام پسند فرمایا اور یہ خیال انہیں اردو کے محاورے ''شگوفہ چھوڑنا'' سے پیدا ہوا تھا۔

اس ضمن میں راقم الحروف نے سید مصطفیٰ کمال سے نجی انٹرویو کے موقع پر سوال کیا کہ شگوفہ یعنی (مکسور بالشین) ہے جس کے معنی کلی یا بن کھلا پھول کے ہیں تو موصوف نے برجستہ کہا:

> ''انورالدین ! میں کلی یا بن کھلا پھول نہیں کھلاتا بلکہ میں شگوفہ چھوڑتا ہوں اور شگوفے چھوڑنا اردو ادب میں محاورہ استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب انوکھی بات کہنا یا کوئی فتنہ انگیز بات کہنے کے ہیں۔'' (۱۸)

رسالہ شگوفہ کے لیے حیدرآباد دکن کے جانے پہچانے شاعر نقاد محقق اور ماہر اقبالیات مصلح الدین سعدی نے ''شگوفہ نامہ'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس سے چند شعر ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

برابر چلتا چلا جارہا ہے
کمالی ہے یہ مصطفیٰ کا شگوفہ
تلفظ کے دلدل میں کیوں پھنس رہے ہو
شگوفہ کہو یا شِگوفہ ، شُگوفہ

یہ زیر و زبر سے بھلا زیر ہوگا
شگوفہ بہ ہر حال ٹھہرا شگوفہ
یہ ننھا سا پودا بڑا سخت جاں ہے
ہو کیسا ہی موسم شگفتہ شگوفہ (۱۹)

دیڑھ ماہی شگوفہ نومبر، دسمبر ۱۹۶۸ء سے زندہ دلان حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت سے سید مصطفیٰ کمال کی ادارت میں شائع ہونے لگا۔

چنانچہ شگوفہ کے سب ٹائیٹل پر موجود تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

پرچہ کا سائز ۲۲×۱۵ سنٹی میٹر ہے سطروں کا اوسط ۳۰ ہے۔ عموماً پورا صفحہ ایک کالم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے خصوصاً دو یا تین کالم بھی کبھی کبھی مل جاتے ہیں۔ اندرونی ٹائیٹل صفحے کے اوپری حصے میں زندہ دلانِ حیدرآباد کا طنزیہ و مزاحیہ رسالہ لکھا ہوا ہے اس کے نیچے ایڈیٹر: سید مصطفیٰ کمال اور اسی کی سیدھ میں جلد (۱) شمارہ (۱) نیز نومبر، دسمبر ۱۹۶۸ء تحریر کیا ہوا ہے۔ دائیں جانب مجلس مشاورت: کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی، بھارت چند کھنہ، زینت ساجدہ اور بائیں جانب مجلس ادارت: احسن علی مرزا، مجتبیٰ حسین، حمایت اللہ کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ پہلے شمارہ کی قیمت ایک روپیہ اور سالانہ دس روپیہ رکھی گئی ہے۔ جنرل منیجر: ممتاز احمد، منیجر اشتہارات: حیدر صدیقی، سرکیولیشن منیجر: مصطفیٰ علی بیگ، سرورق: سعادت علی خاں، کتابت: غوث محمد فخر الدین، بدر الدین اور سلام خوش نویس اور پتہ ۳۷، بیچلرز کوارٹرز معظم جاہی مارکیٹ، حیدرآباد فون ۵۱۵۲۰ ہے مطبوعہ کی حیثیت سے: اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار اور طابع و ناشر، ایڈیٹر: سید مصطفیٰ کمال کا نام ہے۔ (۲۰)

پہلے شمارے کے تخلیق کار اس طرح ہیں: ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید، بھارت چند کھنہ، ڈاکٹر رشید موسوی، مجتبیٰ حسین، برق آشیانوی، نعیم زبیری، عوض سعید، مشتاق قمر، عبدالحلیم شرؔر، رضا نقوی واہیؔ، سگارؔ لکھنوی، گلی نلگنڈوی، فیض الدین فیضؔ، ایم۔ اے۔ پیکرؔ، ماچس لکھنوی، سلیمان خطیب، مجید مقبول، سرپٹؔ حیدرآبادی، محمد صبغت اللہ بمباٹؔ اور حفیظ خاں سپاٹؔ، شمارے کے جملہ اوراق (۳۲) اور صفحات (۶۴) ہیں جس میں صفحہ ۶۳ تا ۶۴ پر مدیر شگوفہ کے قلم سے اداریہ سپرد قلم کیا گیا ہے۔ (۲۱)

یہاں یہ بات واضح کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ شگوفہ کو سید مصطفیٰ کمال نے اپنے ذاتی سرمائے سے جاری کیا تھا وہی اس کے مالک ہیں۔

گڑ بڑ گھٹالہ (تصحیح) کے عنوان سے ایک پرچی چسپاں کی گئی ہے جس میں فہرست مضامین میں در آئی چند تسامحات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ فہرست میں مختلف عنوانات کے تحت تخلیقات کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس میں مرکزی عنوان کے لیے مزاح کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قوسین میں متذکرہ عنوان کی تشریح کے طور پر مرکزی عنوان لکھا ہوا ہے۔ اس طرح فہرست میں ایک تحریر کے لیے بیک وقت دو مرکزی عنوانات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جیسے ایسی کی تیسی (تنقید) کے عنوان کے ضمن میں تحریری مضمون کا اپنا عنوان ہے، خود فہرست کے لیے ''ایک تھیلی کے چٹے بٹے'' کی سرخی لگائی گئی ہے، دیگر مرکزی عنوانات کی تفصیلات اس طرح ہیں:

''مال مفت (انشائیے)، دخل در نامعقولات (افسانہ)، اڑیں گے پرزے (خاکہ)، مال مسروقہ (ڈائجسٹ)، گڑے مُردے (یادرفتگاں)، چورن (نظمیں وغزلیں) اور پھر ملیں گے اگر خدا لایا (اداریہ)۔''(۲۲)

پہلے شمارے میں چند عنوانات ملتے ہیں۔ پہلے شمارے کی فہرست میں دائیں جانب مرکزی عنوان لکھا ہوا ہے اس کے نیچے تحریر کا عنوان، مصنف کا نام اور صفحہ نمبر دائیں سے بائیں جانب خط مستقیم میں درج ہے۔

نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۸ء تا مئی ۱۹۷۳ء ڈیڑھ ماہی شگوفہ کے آٹھ شمارے شائع ہو کر منظر عام پر آئے۔(۲۳)

۴۔ ڈیڑھ ماہی شگوفہ کی ماہنامہ میں تبدیلی:

شگوفہ کا ڈیڑھ ماہی پہلا شمارہ نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا اس طرح ایک سال میں آٹھ پرچے شائع ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ مئی ۱۹۷۳ء تک جاری رہا۔ جون ۱۹۷۳ء سے شگوفہ کو ''ماہنامہ'' میں تبدیل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے استفسار پر انہوں نے شگوفہ کی ڈیڑھ ماہی سے ماہنامہ میں تبدیلی کی وجہ بتاتے ہوئے کہا:

''تیس دن سے زیادہ مدت کا رسالہ حکومت کی فراہم کردہ سہولتوں سے محروم رہتا ہے اس لیے شگوفہ کو ماہنامہ میں تبدیل کر دیا گیا جو آج تک پابندی سے نکلتا آ رہا ہے۔''(۲۴)

ماہنامہ شگوفہ برصغیر کا وہ واحد طنز و مزاح کا رسالہ ہے جو اپنی عمر کے ۴۴ سال مکمل کرتے ہوئے پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔ شگوفہ کا رجسٹریشن نمبر ۱۵۸۲۲/۲۸ ہے اور پوسٹل رجسٹریشن نمبر ''ایچ ایچ۔ ڈی ۶'' ہے۔ سید مصطفیٰ کمال نے شگوفہ کو اپنے سرمایہ سے جاری کیا تھا لیکن چونکہ وہ خود زندہ دلانِ حیدرآباد سے وابستہ تھے اسی لیے انہوں نے اپنے پرچے کو بھی زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت دے دی۔ مجتبیٰ حسین اپنے ایک مضمون میں شگوفہ کے اجراء سے متعلق لکھتے ہیں:

> ''۱۹۶۸ء میں جب مصطفیٰ کمال نے زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان کے طور پر ایک رسالہ شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تو کم از کم مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ یہ رسالہ لمبی عمر پائے گا۔ جب شگوفہ کا پہلا شمارہ شائع ہوا تھا تو اس وقت زندہ دلانِ حیدرآباد کی عمر آٹھ برس تھی اس کے مدیر مصطفیٰ کمال کی عمر ستائیس برس اور اس کے ایک مشیر یعنی خاکسار کی عمر صرف بتیس برس تھی۔ ایک فرد کی بالی عمریا کیا کیا قیامت ڈھاتی ہے اس کا اندازہ آپ جیسے بزرگوں کو تو یقیناً ہوگا۔'' (۲۵)

Form of Decleration (FORM- I)

Deputy Commissioner of Police & Addl.Dist.Magistrate Hyd.

مورخہ ۴/ جون ۱۹۷۳ء سے ڈکلریشن کا اقتباس ملاحظہ ہو:

" I Syed Mustafa Kamal age about 33 years declare that I am the printer and publisher of the News paper entitled SHUGOOFA to be printed at Aijaz printing press at Hyderabad and that particulars in respect of the said news paper given here under are true to the best of my knowledge and belief "

1. Title of news paper :SHUGOOFA
2. Language in which it is to published :Urdu
3. Periodicity of its publication :Monthly

4. Retail selling price of the news paper per copy Re.1/-
5. Publisher Name :Syed Mustafa Kamal
6. Nationality :Indian
7. Address :H.No.17-6-768 Dabeerpura Hyd-24
8. Place of Publication :27Bechlelor's Quarters Mozamjahi Market Hyd-1
9. Printer's Name :Syed Mustafa Kamal
10. Name of the Printing Press :
    (1) Aijaz Printing Press Chatta Bazar,Hyd.
    (2) National Fine Printing Press Chatta Bazar,Hyd.
11. Editors Name :Syed Mustafa Kamal
12. Nationality :Indian
13. Address :H.No.17-6-768 Dabeerpura Hyd-24
14. Owner's Name :Qaiser Kamal

موجودہ بیان تفصیلات وملکیت بابتہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد ملاحظہ فرمائیں۔

1- مقام اشاعت: 31 بیچلرز کوارٹرس، معظم جاہی مارکیٹ حیدرآباد۔

2- وقفہ اشاعت: ماہنامہ

3- نام طابع: سید مصطفیٰ کمال

4- پتہ: 10-4-771/82/A/1 اوسی پورہ مانصاحب ٹینک حیدرآباد 28

5- قومیت: ہندوستانی

6- نام ناشر: سید مصطفیٰ کمال

7- پتہ: 10-4-771/82/A/1 اوسی پورہ مانصاحب ٹینک حیدرآباد 28

8- قومیت: ہندوستانی

9- نام ایڈیٹر: سید مصطفیٰ کمال

10- پتہ: 10-4-771/82/A/1 اوسی پورہ مانصاحب ٹینک حیدرآباد 28

11- قومیت: ہندوستانی

ان افراد کے نام اور پتے جو اخبار کے مالک اور شرکاء ہیں یا شراکت دار ہیں جن کا حصہ جملہ سرمایہ کے ایک فیصد سے زیادہ ہے: مسز قیصر کمال۔

منکہ مصطفیٰ کمال ذریعہ ہذا اعلان کرتا ہوں کہ میرے یقین کی حد تک مندرجہ بالا تفصیلات صحیح ہیں۔(۲۶)

درج بالا تفصیلات سے یہ بات پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ روزِ اول سے ہی شگوفہ کے ایڈیٹر ناشر اور طابع سید مصطفیٰ کمال ہیں جب کہ ملکیت مسز قیصر کمال کی ہے۔

سید مصطفیٰ کمال نے اپنے ایک انٹرویو میں راقم الحروف کو بتایا:

''شگوفہ ماہوار کا عام شمارہ ہر ماہ کے تیسرے ہفتہ میں شائع ہوتا ہے اور زندہ دلانِ حیدر آباد کی سالانہ تقاریب کے موقع پر سوونیر شائع کیے جاتے ہیں جس کے لیے سرمایہ زندہ دلانِ حیدر آباد ہی فراہم کرتا ہے نیز سال کے آغاز پر سالنامہ کی اشاعت کی جاتی ہے۔ان کے علاوہ شگوفہ کے خاص نمبر اور گوشے بھی شائع ہوتے آ رہے ہیں مزید انہوں نے کہا کہ عام شمارہ نیوز پرنٹ پر شائع ہوتا ہے جبکہ خصوصی شمارہ سفید کاغذ پر سرورق کے لیے میاپ لیتھو استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی ٹائٹل آفسیٹ یا لیٹر پریس پر چھپتا ہے' علاوہ ازیں خصوصی نمبر اور سوونیر میں تصاویر شامل کی جاتی ہیں جس کے لیے آفسیٹ استعمال کیا جاتا ہے اور اخراجات بھی زیادہ آتے ہیں۔''(۲۷)

جب سید مصطفیٰ کمال سے استفسار کیا گیا کہ اشاعت کی تعداد پہلے کتنی تھی اور موجودہ صورتحال کیا ہے؟ تو موصوف نے تفصیل بتائی:

''پہلے شمارے کی سرکاری تعداد اشاعت ایک ہزار تھی اور واقعی حقیقی تعداد بھی ایک ہزار ہی رہی پھر اس کی اشاعت گھٹ کر سات سو پچاس ہوگئی۔''(۲۸)

صابر علی سیوانی ایک مضمون میں ''شگوفہ'' کی شاعتوں کے متعلق اظہار کرتے ہوئے تحریر

کیا ہے کہ اس نے اپنے پیش رو رسالے ''اودھ پنچ'' سے بازی لے گیا۔ ۳۶ سال سے اپنی اشاعتوں کا تسلسل پر برقرار رکھا ہے۔ اقتباس پیش ہے:

''ماہنامہ شگوفہ کا اجراء ۱۹۶۸ء میں ڈیڑھ ماہی کی شکل میں عمل میں آیا لیکن ۱۹۷۳ء میں ڈیڑھ ماہی شگوفہ ماہنامہ شگوفہ میں تبدیل ہوگیا اس وقت سے اب تک یعنی ۴۳ سالوں تک مسلسل پابندی کے ساتھ یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے جو ملک کا واحد طنز و مزاح پر مشتمل رسالہ ہے اور اس کی یہ تاریخ رہی کہ اس نے ''اودھ پنچ'' کی ۳۶ سالہ اشاعت کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔'' (۲۹)

پروفیسر بیگ احساس اپنے مضمون ''آزادی کے بعد طنز و مزاح'' میں حیدرآباد کے سیاسی منظر کو پیش کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ان نامساعد حالات میں ڈاکٹر کمال نے طنز و مزاح کے اس رجحان کو جس کا سلسلہ ٹوٹ چکا تھا اس احیا کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اودھ پنچ کا دور ہندوستان کی سیاسی اور تہذیبی تاریخ میں دو متضاد نظریات کے تصادم کا دور تھا۔ سقوط حیدرآباد سے سماجی، سیاسی، معاشرتی تبدیلیاں آئیں اور حیدرآبادی تہذیب پر کاری ضرب لگی۔ لسانی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل کے بعد ۱۹۵۶ء میں آندھرا پردیش کی تشکیل نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی اور یہ تقسیم حیدرآبادی تہذیب کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔ بیسویں صدی کے چھٹے دہے میں بظاہر کوئی واضح تہذیبی اور سیاسی کشمکش نہ تھی لیکن ایک نئی تہذیب پرانی تہذیب کی جگہ لے رہی تھی۔ ویرانے آباد ہو رہے تھے اور نئی بستیاں بن رہی تھیں یہ بستیاں بسانے والے نئے لوگ تھے ایسے میں سید مصطفیٰ کمال نے نومبر ۱۹۶۸ء میں شگوفہ نام کا رسالہ جاری کیا۔ ابتداء میں یہ ڈیڑھ ماہی

رسالہ تھا جو سال بھر میں آٹھ پرچے شائع کرتا تھا۔طنز ومزاح کے
فروغ میں شگوفہ نے اہم کام انجام دیا۔طنز ومزاح نگاروں کی وہ
روایت جو بیسویں صدی کے دوسرے دہے میں دم توڑ چکی تھی اسے
ایک موثر رجحان کی حیثیت اور طنز ومزاح نگاری کو ایک سمت عطا
کرنے میں شگوفہ نے اہم رول ادا کیا۔اودھ پنچ نے ۳۶ سال تک
مسلسل اشاعت کا جو سنگ میل قائم کیا تھا شگوفہ نے اُسے بھی پار کرلیا
اوراس کا سفر جاری ہے۔"(۳۰)

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال اس کارنامے کے لیے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ بلاشبہ انہوں نے طنزمزاح کی روایت میں اپنی ایک منفرد تاریخ بنائی ہے اور جب بھی طنز ومزاح کا ذکر چھڑے گا بالخصوص آزادی ہند کے بعد طنز ومزاح کا تذکرہ نکلنے پر مورخ مصطفیٰ کمال کا نام اور شگوفہ کی ادبی خدمات کا اعتراف کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔

۵۔ شگوفہ کے خصوصی شمارے:

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی ادارت میں شائع ہونے والا رسالہ شگوفہ آج ہندوپاک میں طنز ومزاح کے ایک نمائندہ جریدے کی حیثیت حاصل کرلیا ہے۔ ہر ماہ شگوفہ بہ پابندی وقت مسلسل ۴۵ برس سے شائع ہورہا ہے اور سال کے اختتام پر یا کسی خاص موقع پر شگوفہ کے خصوصی شمارے بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ماہنامہ شگوفہ کے بے شمار خاص نمبر نکلے ہیں جو اپنی ادبی اہمیت کی بنا پر حوالے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ازابتداء تا حال شگوفہ کے (۱۸) خصوصی نمبر شائع ہوئے ہیں جن کی تفصیلات درجہ ذیل ہیں۔

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی ادارت میں شائع ہونے والا ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد آج ہندوپاک میں طنز ومزاح کے ایک نمائندہ جریدے کی حیثیت حاصل کرلیا ہے جس کی عظمت کے لیے یہی بات کافی ہے کہ یہ رسالہ گزشتہ ۴۵ برسوں سے پابندی سے شائع ہورہا ہے اور ہر سال کسی خاص موقع پر شگوفہ کے خصوصی اوراعزازی شمارے شائع کیے جاتے ہیں۔

خصوصی شمارے:

ہر سال گیارہ عام شماروں اور سال کے آغاز پر ضخیم سالنامے کے علاوہ خصوصی شمارے بھی شائع کرتا آیا ہے اس طرح گزشتہ ۴۵ سالوں میں شائع کیے گئے خصوصی شماروں کی تفصیل یوں ہے۔

نشان سلسلہ	خصوصی شمارے (نمبر)	جلد	شمارہ	ماہ	سال
۱	حیوان ظریف غالب نمبر	۱	۴	فروری / مارچ	۱۹۶۹ء
۲	کل ہند مزاحیہ مشاعرہ، بنگلور	۷	۹	ستمبر	۱۹۷۴ء
۳	پیروڈی نمبر	۹	۹	ستمبر	۱۹۷۶ء
۴	ڈرامہ نمبر	۱۲	زائد شمارہ	جولائی	۱۹۷۹ء
۵	ہندوستانی مزاح نمبر (نثر)	۱۸	زائد شمارہ	جون	۱۹۸۵ء
۶	اکبری اقبال نمبر	۱۹	۴	اپریل	۱۹۸۶ء
۷	سعودی عرب نمبر	۲۵	۱۰	اکتوبر	۱۹۹۲ء
۸	سلور جوبلی نمبر	۲۷	۱۔۲	جنوری۔فروری	۱۹۹۴ء
۹	۲۵ سالہ شعری انتخاب	۲۷	۴	اپریل	۱۹۹۴ء
۱۰	۲۵ سالہ نثری انتخاب (حصہ اول)	۳۰	۹	ستمبر	۱۹۹۷ء
۱۱	۲۵ سالہ نثری انتخاب (حصہ دوم)	۳۱	۷	جولائی	۱۹۹۸ء
۱۲	خلیج نمبر و سوونیر جشن شگفتہ دکن	۳۷	زائد شمارہ	جون	۲۰۰۴ء
۱۳	۳۷ ویں سالگرہ نمبر	۳۸	۷	جولائی	۲۰۰۵ء
۱۴	۴۰ ویں سالگرہ نمبر	۳۸	۷	جولائی	۲۰۰۵ء
۱۵	راجہ مہدی علی خاں خصوصی شمارہ	۴۰	۷	جولائی	۲۰۰۷ء
۱۶	اقبال نمبر	۴۰	۱۱	نومبر	۲۰۰۷ء
۱۷	شفیقہ فرحت نمبر	۴۱	۱۰	اکتوبر	۲۰۰۸ء
۱۸	فرحت اللہ بیگ نمبر	۴۴	۴	اپریل	۲۰۱۱ء

۶۔ شگوفہ کے اعزازی شمارے:

شگوفہ نے شروع ہی سے مزاح نگاروں کی خدمات کا اعتراف کیا ہے ساتھ ہی اپنے دامن میں نئے لکھنے والوں کو بھی جگہ دی ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بعض نئے لکھنے والوں کو شہرت شگوفہ کے ذریعہ ہی ہوئی ہے۔

یوں تو شگوفہ نے مزاح نگاروں کی ادبی خدمات کے اعتراف میں ممتاز مزاح نگاروں کی شخصیت اور فن کے جائزے کے علاوہ ان کی تخلیقات کے انتخاب پر مبنی خصوصی شمارے شائع کیے گئے۔ ۴۵ سال کے عرصہ میں شائع ہونے والے اعزازی شمارے حسب ذیل ہیں:

نشان سلسلہ	اعزازی شمارے	جلد	شمارہ	ماہ	سال
۱	بھارت چند کھنہ نمبر	۴	۲	جنوری۔فروری	۱۹۷۲ء
۲	نریندر لوتھر نمبر	۶	۴	ستمبر	۱۹۷۳ء
۳	سلیمان خطیب نمبر	۸	۱۲	دسمبر	۱۹۷۵ء
۴	تخلص بھوپالی نمبر	۱۰	۱۱	نومبر	۱۹۷۷ء
۵	ابراہیم جلیس نمبر	۱۱	۵	مئی	۱۹۷۸ء
۶	کنہیالال کپور نمبر	۱۴	۱	جنوری	۱۹۸۱ء
۷	خواجہ عبدالغفور نمبر	۱۷	۶	جون	۱۹۸۴ء
۸	مجتبیٰ حسین نمبر	۲۰	زائد شمارہ	نومبر	۱۹۸۷ء
۹	رشید احمد صدیقی نمبر	۲۸	۱۲	دسمبر	۱۹۹۵ء
۱۰	یوسف ناظم نمبر	۳۷	خصوصی شمارہ	مئی۔جون	۲۰۰۴ء
۱۱	عابد معز نمبر	۴۱	۱۱		۲۰۰۸ء
۱۲	پرویز یداللہ مہدی نمبر	۴۲	۳	مارچ	۲۰۰۹ء
۱۳	نصرت ظہیر نمبر	۴۶	۴	اپریل	۲۰۱۳ء

شگوفہ کے خاص نمبر کی اس فہرست میں بعض نمبر اتنے ضخیم ہیں کہ جن کی اشاعت پر مدیر شگوفہ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کی محنت اور عزم وارادہ کی داد نہ دینا کفران ادبی ہوگا۔ شگوفہ کے خصوصی نمبر کی

اس قدر اشاعت کی وجہ دریافت کرنے پر مدیر موصوف نے ان کے اسباب بتانے کے ساتھ ساتھ ان کی مقبولیت پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ انٹرویو میں ''شگوفہ'' کی مقبولیت اور اس کے خاص شماروں کے تعلق سے مزید معلومات سے آگاہ کیا۔ ملاحظہ فرمایئے:

''ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال نے کہا کہ کسی ماہ خصوصی نمبر شمارے کے طور پر شائع کیا جاتا ہے تو مصلحت کے پیش نظر اس نمبر کی ضخامت کم کی جاتی ہے تاکہ خریداروں کو خریدنے میں آسانی ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ عرصہ (جولائی ۲۰۰۷ء) میں ''راجامہدی علی خاں نمبر'' اور ''اقبال نمبر'' (نومبر ۲۰۰۷ء) کے شمارے شائع ہوئے تو نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ممالک میں بھی ان خصوصی نمبروں کی خوب پذیرائی ہوئی اور ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے' مجھے یاد ہے کہ ان دنوں کہاں کہاں سے فون آرہے تھے' لوگ انہیں حاصل کرنے کے لیے دفتر شگوفہ اور گھر تک حاضری دینے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے قارئین شگوفہ نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور ذخیرہ خصوصی نمبر کے جلد ختم ہوجانے پر کئی تاخیر سے آنے والے قارئینِ شگوفہ کو مایوسی کا سامنا رہا۔ اس کی دو ایک وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ راجامہدی علی خاں کے وصال کے بعد سے اس وقت تک کوئی جامع مواد خصوصی شمارہ کی شکل میں قارئین کے لیے دستیاب نہیں تھا لہذا برسوں سے لوگ اضطراب میں تھے کہ کوئی شمارہ نکلے اور وہ لوٹ لیں۔ اس شمارہ کے چرچے خوب سے خوب تر ہوئے اور لوگوں نے محسوس کیا کہ اس شمارہ سے انہیں خاطر خواہ مواد فراہم ہوگیا ہے اور دوسرا یہ کہ علامہ اقبال کا کون شیدا نہیں یوں تو وہ شاعر مشرق ہیں لیکن سارے عالم میں ان کا طوطی بولتا ہے جب یہ شمارہ نکلا تو علمی اور ادبی حلقوں میں اس کی دھوم مچی تھی۔ ڈاکٹر کمال نے کہا کہ یہی حال شگوفے کے دیگر شماروں کا بھی رہا ہے۔'' (۳۱)

مدیر شگوفہ نے رسالے کی سلور جوبلی کے موقع پر اپنے رسالے میں شائع شدہ شعری تخلیقات کا ایک خصوصی شمارہ (اپریل ۱۹۹۴ء) میں ''۲۵ سالہ شعری انتخاب'' کے نام سے شائع کیا اس شمارے کے اداریہ میں مدیر شگوفہ نے لکھا ہے:

> ''شگوفہ کا یہ شعری انتخاب ہم عصر طنزیہ ومزاحیہ شاعری کے مزاج کا غماز ہے۔ طنز ومزاح نگاروں نے تمام اصناف میں اپنے تخلیقی جوہر کا اظہار کیا ہے۔ شگوفہ کا یہ انتخاب یقیناً طنزیہ ومزاحیہ شاعری کے ارتقاء پر بحث کا دروازہ کھولتا ہے۔'' (۳۲)

رشید احمد صدیقی نمبر شگوفہ کا خصوصی شمارہ دسمبر ۱۹۹۵ء کی نمائندگی کرتا ہے جبکہ پچیس سالہ نثری انتخاب دو حصّوں میں بالترتیب حصّہ اول ستمبر ۱۹۹۷ء اور حصّہ دوم جولائی ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئے۔ مدیر شگوفہ کہتے ہیں کہ ۲۵ سالہ نثری مواد کافی ضخامت کی شکل اختیار کرلینے سے اسے وقفے وقفے سے دو حصّوں میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد جون ۲۰۰۱ء کا خصوصی شمارہ مشتاق احمد یوسفی نمبر کافی اہمیت کا حامل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر دور کے بہترین مزاح نگاروں کا انتخاب کیا جائے تو دور حاضر کے بہترین مزاح نگاروں میں صرف ایک نام 'مشتاق احمد یوسفی' سرفہرست رہتا ہے۔

ڈاکٹر کمال کہتے ہیں کہ قارئین کے بے انتہا اصرار پر یہ شمارہ کم سے کم وقت میں مشتاق احمد یوسفی کے نام موسوم کیا گیا۔ وہ اسی شمارے کے اداریہ میں مشتاق احمد یوسفی جیسے قدآور مزاح نگار کے شایانِ شان نمبر نہ نکالنے پر اپنی پشیمانی کا اظہار اس طرح کیا ہے:

> ''اس شمارے میں یوسفی کے مضامین کے مختصر انتخاب کے علاوہ ان پر دو خاکے اور تنقیدی مضمون شامل کیے گئے ہیں جس پر سخت احساس ہے کہ اپنے دور کے مقبول ترین ادیب اور قدآور طنز ومزاح نگار کے فکروفن کا خاطر خواہ جائزہ نہیں لیا گیا۔'' (۳۳)

جہاں شگوفہ کے بے شمار خاص نمبر شائع ہوئے ہیں وہیں ماہ جون ۲۰۰۴ء میں خاص نمبر بنام خلیج نمبر بھی شائع کیا گیا اور اسے پوری طرح خلیج کے قلم کاروں کی دستاویز کا درجہ مل گیا چنانچہ اس شمارے میں ایسے طنز ومزاح نگاروں کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے جو برصغیر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ملازمت کے سلسلہ میں خلیجی ممالک کا رُخ کیے ہوئے ہیں۔

۷۔ شگوفہ کے بہ یاد اور گوشے:

ماہنامہ شگوفہ وقتاً فوقتاً بہ یاد شمارے اور گوشے بھی شائع کرتا ہے۔ تا حال شائع کیے گئے گوشے اور شمارے اس طرح ہیں۔

فہرست گوشہ و بہ یاد شمارے ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد

نشان سلسلہ	گوشہ و بہ یاد شمارے	جلد	شمارہ	ماہ و سال
۱	بیاد کرشن چندر	۱۰	۳	مارچ ۱۹۷۷ء
۲	بیاد سلیمان خطیب	۱۱	۱۱	نومبر ۱۹۷۸ء
۳	کھنہ کارنر (جشن بھارت چند کھنہ)	۱۳	۴	اپریل ۱۹۸۰ء
۴	گوشہ گرڑ بڑ حیدر آبادی	۱۴	۲	فروری ۱۹۸۱ء
۵	گوشہ راجندر سنگھ بیدی	۱۸	۱	جنوری ۱۹۸۵ء
۶	بہ یاد برق آشیانوی	۱۹	۹	ستمبر ۱۹۸۶ء
۷	گوشہ پاکستان	۲۱	۶	جون ۱۹۸۸ء
۸	کپورستان (بہ یاد کنہیالال کپور)	۲۳	۶	جون ۱۹۹۰ء
۹	بہ یاد بوگس حیدر آباد	۲۴	۷	جولائی ۱۹۹۱ء
۱۰	گوشہ فیاض احمد فیضی	۲۴	۹	ستمبر ۱۹۹۱ء
۱۱	رشید قریشی کے نام	۲۵	۱۲	دسمبر ۱۹۹۲ء
۱۲	گوشہ بہ یاد بھارت چند کھنہ	۲۷	۵	مئی ۱۹۹۴ء
۱۳	ودربھ میں طنز و مزاح	۲۷	۷	جولائی ۱۹۹۴ء
۱۴	طالب خوند میری کے نام	۲۷	۱۰	اکتوبر ۱۹۹۴ء
۱۵	جشن حیدر آباد کے موقع پر	۲۷	۱۱	نومبر ۱۹۹۴ء
۱۶	بہ یاد شوکت تھانوی	۲۸	۷	جولائی ۱۹۹۵ء
۱۷	گوشہ سلیمان خطیب	۲۹	۷	جولائی ۱۹۹۶ء
۱۸	بہ یاد دلیپ سنگھ	۲۹	۹	ستمبر ۱۹۹۶ء
۱۹	گوشہ مضطر مجاز	۲۹	۱۱	نومبر ۱۹۹۶ء

۲۰	گوشہ اسمٰعیل ظریف	۲۹	۱۲	دسمبر ۱۹۹۶ء
۲۱	گوشہ شام شگوفہ ریاض	۲۹	۱۲	مئی ۱۹۹۷ء
۲۲	گوشہ انور مسعود	۳۰	۶	جون ۱۹۹۷ء
۲۳	گوشہ اشرف خوند میری	۳۰	۸	اگست ۱۹۹۷ء
۲۴	دلاور فگار۔ خراج عقیدت	۳۱	۲	فروری ۱۹۹۸ء
۲۵	بہ یاد مسیح انجم	۳۱	۹	ستمبر ۱۹۹۹ء
۲۶	گوشہ مسیح انجم	۳۲	۵	مئی ۱۹۹۹ء
۲۷	گوشہ ضمیر جعفری	۳۲	۶	جون ۱۹۹۹ء
۲۸	گوشہ عاتق شاہ	۳۲	۸	اگست ۱۹۹۹ء
۲۹	گوشہ حبیب ضیاء	۳۳	۴	اپریل ۲۰۰۰ء
۳۰	ایک شمارہ کرنل محمد خان کے نام	۳۳	۵	مئی ۲۰۰۰ء
۳۱	مجتبیٰ حسین شکاگو میں، ایک شمارہ	۳۳	۸	اگست ۲۰۰۰ء
۳۲	گوشہ مرزا شکور بیگ	۳۳	۹	ستمبر ۲۰۰۰ء
۳۳	گوشہ محمد یونس بٹ	۳۳	۱۱	نومبر ۲۰۰۰ء
۳۴	گوشہ یوسف امتیاز	۳۴	۳	مارچ ۲۰۰۱ء
۳۵	گوشہ ڈاکٹر سید حامد حسین	۳۴	۵	مئی ۲۰۰۱ء
۳۶	خصوصی شمارہ مشتاق احمد یوسفی کے نام	۳۴	۶	جون ۲۰۰۱ء
۳۷	گوشہ پاکستان	۳۴	۷	جولائی ۲۰۰۱ء
۳۸	گوشہ رحیم الدین توفیق	۳۴	۹	ستمبر ۲۰۰۱ء
۳۹	خصوصی شمارہ شفیق الرحمٰن کی یاد میں	۳۴	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۱ء
۴۰	گوشہ شفیع شیخ	۳۴	۲	دسمبر ۲۰۰۱ء
۴۱	گوشہ خالد اختر	۳۵	۳	مارچ ۲۰۰۲ء
۴۲	گوشہ رضا نقوی واہی	۳۵	۴	اپریل ۲۰۰۲ء
۴۳	گوشہ عصمت اللہ بیگ	۳۵	۸	اگست ۲۰۰۲ء
۴۴	گوشہ کرنل محمد خاں	۳۵		نومبر ۲۰۰۲ء

۴۵	گوشہ حمایت اللہ	۳۶	۷	جولائی ۲۰۰۳ء
۴۶	گوشہ پروفیسر محمد علی خسرو	۳۶	۹	ستمبر ۲۰۰۳ء
۴۷	گوشہ شوکت جمال	۳۷	۳	مارچ ۲۰۰۴ء
۴۸	گوشہ دلاور فگار	۳۷	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۴ء
۴۹	گوشہ پاپولر میرٹھی	۳۷	۱۱	نومبر ۲۰۰۴ء
۵۰	گوشہ منور رانا	۳۸	۲	فروری ۲۰۰۵ء
۵۱	گوشہ بہ یاد خامہ بگوش	۳۸	۳	مارچ ۲۰۰۵ء
۵۲	گوشہ واجد ندیم	۳۸	۳	مارچ ۲۰۰۵ء
۵۳	گوشہ ڈاکٹر اعجاز علی ارشد	۳۸	۵	مئی ۲۰۰۵ء
۵۴	بہ یاد مشفق خواجہ	۳۸	۶	جون ۲۰۰۵ء
۵۵	گوشہ پاکستان	۳۸	۸	اگست ۲۰۰۵ء
۵۶	گوشہ پاکستان	۳۸	۱۲	دسمبر ۲۰۰۵ء
۵۷	گوشہ عطاالحق قاسمی	۳۹	۳	مارچ ۲۰۰۶ء
۵۸	گوشہ محبوب راہی	۳۹	۴	اپریل ۲۰۰۶ء
۵۹	ڈاکٹر ماجد قاضی کارنر	۳۹	۶	جون ۲۰۰۶ء
۶۰	گوشہ حمید عادل	۳۹	۷	جولائی ۲۰۰۶ء
۶۱	فریدا انجم کی یاد میں	۳۹	۹	ستمبر ۲۰۰۶ء
۶۲	گوشہ پروفیسر شمیم علیم	۴۰	۳	مارچ ۲۰۰۷ء
۶۳	بہ یاد راجہ مہدی علی خاں	۴۰	۷	جولائی ۲۰۰۷ء
۶۴	گوشہ بہ یاد پاگل عادل آبادی	۴۰	۹	ستمبر ۲۰۰۷ء
۶۵	راجہ مہدی علی خان، مزید یادیں	۴۰	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۷ء
۶۶	بہ یاد برہان حسین	۴۱	۶	جون ۲۰۰۸ء
۶۷	گوشہ علیم خاں فلکی	۴۱	۷	جولائی ۲۰۰۸ء
۶۸	بہ یاد ساغر خیامی	۴۱	۸	اگست ۲۰۰۸ء
۶۹	بہ یاد شفیقہ فرحت	۴۱	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۸ء

۷۰	''قندمکرر'' کی اشاعت پر فیاض احمد فیضی کے لیے ایک اور گوشہ	۴۱	۱۲	دسمبر ۲۰۰۸ء
۷۱	بہ یاد زینت ساجدہ	۴۲	۲	فروری ۲۰۰۹ء
۷۲	پرویز یداللہ مہدی	۴۲	۳	مارچ ۲۰۰۹ء
۷۳	گوشہ اسد رضاء	۴۲	۶	جون ۲۰۰۹ء
۷۴	بہ یاد یوسف ناظم	۴۲	۸	اگست ۲۰۰۹ء
۷۵	خصوصی شمارہ بہ یاد وجاہت علی سندیلوی	۴۲	۱۲	دسمبر ۲۰۰۹ء
۷۶	گوشہ رؤف رحیم	۴۳	۲	فروری ۲۰۱۰ء
۷۷	گوشہ وہاب عندلیب	۴۳	۳	مارچ ۲۰۱۰ء
۷۸	گوشہ فضل جاوید	۴۳	۶	جون ۲۰۱۰ء
۷۹	گوشہ ڈاکٹر راہی قریشی	۴۳	۷	جولائی ۲۰۱۰ء
۸۰	گوشہ سگار لکھنوی	۴۳	۱۰	اکتوبر ۲۰۱۰ء
۸۱	بہ یاد طالب خوندمیری	۴۴	۲	فروری ۲۰۱۱ء
۸۲	گوشہ ڈاکٹر شیخ رحمٰن اکولوی	۴۴	۳	مارچ ۲۰۱۱ء
۸۳	گوشہ بہ یاد رشید عبدالسمیع جلیل	۴۴	۶	جون ۲۰۱۱ء
۸۴	بہ یاد گلی نلکنڈوی	۴۴	۹	ستمبر ۲۰۱۱ء
۸۵	گوشہ محمد عمران اعظمی	۴۴	۱۱	نومبر ۲۰۱۱ء
۸۶	گوشہ رؤف خوشتر	۴۵	۳	مارچ ۲۰۱۲ء
۸۷	جدہ میں مدیر شگوفہ کے اعزاز میں محفل	۴۵	۴	اپریل ۲۰۱۲ء
۸۸	گوشہ نادر خان سرگروہ	۴۵	5	مئی ۲۰۱۲ء
۸۹	مجتبیٰ حسین کے نام	۴۵	۸	اگست ۲۰۱۲ء
۹۰	گوشہ بہ یاد طالب حسین زیدی	۴۵	۱۰	اکتوبر ۲۰۱۲ء
۹۱	گوشہ ڈاکٹر عباس متقی	۴۵	۱۱	نومبر ۲۰۱۲ء
۹۲	گوشہ شاد عارفی	۴۷	۲	فروری ۲۰۱۴ء
۹۳	گوشہ بہ یاد سید ضمیر حسن دہلوی	۴۷	۶	جون ۲۰۱۴ء
۹۴	گوشہ مختار ٹونکی	۴۷	۷	جولائی ۲۰۱۴ء (۳۴)

۸۔ شگوفہ کے سال نامے:

شگوفہ جہاں خصوصی نمبر، شمارے، گوشے اور خصوصی اشاعتیں شائع کرتا ہے وہیں سالنامے کی بھی اجرائی ہوتی ہے جاری کرتا ہے۔ یہاں ذیل میں سالنامہ جنوری ۲۰۱۴ء تک تفصیلات درج کی جارہی ہیں۔

نشان سلسلہ	سالنامہ	جلد	شمارہ	ماہ وسال
۱	ڈیڑھ سالہ سالگرہ نمبر	۲	۶	جولائی۔ اگست ۱۹۷۰ء
۲	سالنامہ	۳	۱	دسمبر ۷۰۔ جنوری ۱۹۷۱ء
۳	سالنامہ	۴	۱	دسمبر ۷۱۔ جنوری ۱۹۷۲ء
۴	سالنامہ	۵	۱	دسمبر ۷۲۔ جنوری ۱۹۷۳ء
۵	سالنامہ ۱۹۷۴ء	۷	۱	جنوری ۱۹۷۴ء
۶	سالنامہ ۱۹۷۵ء	۸	۱	جنوری ۱۹۷۵ء
۷	سالنامہ ۱۹۷۶ء	۹	۱	جنوری ۱۹۷۶ء
۸	سالنامہ ۱۹۷۷ء	۱۰	۱	جنوری ۱۹۷۷ء
۹	سالنامہ ۱۹۷۸ء	۱۱	۱	جنوری ۱۹۷۸ء
۱۰	سالنامہ ۱۹۷۹ء	۱۲	۱	جنوری ۱۹۷۹ء
۱۱	سالنامہ ۱۹۸۰ء	۱۳	۱	جنوری ۱۹۸۰ء
۱۲	سالنامہ ۱۹۸۱ء	۱۴	۱	جنوری ۱۹۸۱ء
۱۳	سالنامہ ۱۹۸۲ء	۱۵	۱	جنوری ۱۹۸۲ء
۱۴	سالنامہ ۱۹۸۳ء	۱۶	۱	جنوری ۱۹۸۳ء
۱۵	سالنامہ ۱۹۸۴ء	۱۷	۱	جنوری ۱۹۸۴ء
۱۶	سالنامہ ۱۹۸۵ء	۱۸	۱	جنوری ۱۹۸۵ء
۱۷	سالنامہ ۱۹۸۶ء	۱۹	۱	جنوری ۱۹۸۶ء
۱۸	سالنامہ ۱۹۸۷ء	۲۰	۱	جنوری ۱۹۸۷ء
۱۹	سالنامہ ۱۹۸۸ء	۲۱	۱	جنوری ۱۹۸۸ء
۲۰	سالنامہ ۱۹۸۹ء	۲۲	۱	جنوری ۱۹۸۹ء

۲۱	سالنامہ ۱۹۹۰ء	۲۳	۱	جنوری ۱۹۹۰ء
۲۲	سالنامہ ۱۹۹۱ء	۲۴	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۱ء
۲۳	سالنامہ ۱۹۹۲ء	۲۵	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۲ء
۲۴	سالنامہ ۱۹۹۳ء	۲۶	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۳ء
۲۵	سالنامہ ۱۹۹۴ء	۲۷	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۴ء
۲۶	سالنامہ ۱۹۹۵ء	۲۸	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۵ء
۲۷	سالنامہ ۱۹۹۶ء	۲۹	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۶ء
۲۸	سالنامہ ۱۹۹۷ء	۳۰	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۷ء
۲۹	سالنامہ ۱۹۹۸ء	۳۱	۱	جنوری ۱۹۹۸ء
۳۰	سالنامہ ۱۹۹۹ء	۳۲	۱_۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۹ء
۳۱	سالنامہ ۲۰۰۰ء	۳۳	۱	جنوری۔فروری ۲۰۰۰ء
۳۲	سالنامہ ۲۰۰۱ء	۳۴	۱_۲	جنوری۔فروری ۲۰۰۱ء
۳۳	سالنامہ ۲۰۰۲ء	۳۵	۱_۲	جنوری۔فروری ۲۰۰۲ء
۳۴	سالنامہ ۲۰۰۳ء	۳۶	۱	جنوری ۲۰۰۳ء
۳۵	سالنامہ ۲۰۰۴ء	۳۷	۱	جنوری ۲۰۰۴ء
۳۶	سالنامہ ۲۰۰۵ء	۳۸	۱	جنوری ۲۰۰۵ء
۳۷	سالنامہ ۲۰۰۶ء	۳۹	۱	جنوری ۲۰۰۶ء
۳۸	سالنامہ ۲۰۰۷ء	۴۰	۱	جنوری ۲۰۰۷ء
۳۹	سالنامہ ۲۰۰۸ء	۴۰	۱	جنوری ۲۰۰۸ء
۴۰	سالنامہ ۲۰۰۹ء	۴۲	۱	جنوری ۲۰۰۹ء
۴۱	سالنامہ ۲۰۱۰ء	۴۳	۱	جنوری ۲۰۱۰ء
۴۲	سالنامہ ۲۰۱۱ء	۴۴	۱	جنوری ۲۰۱۱ء
۴۳	سالنامہ ۲۰۱۲ء	۴۵	۱	جنوری ۲۰۱۲ء
۴۴	سالنامہ ۲۰۱۳ء	۴۶	۱	جنوری ۲۰۱۳ء
۴۵	سالنامہ ۲۰۱۴ء	۴۷	۱	جنوری ۲۰۱۴ء (۳۵)

۹۔ شگوفہ کے قلم کاروں کے اسمائے گرامی:

شگوفہ کے قلم کاروں میں یہاں پہلے نثری قلم کاروں کے نام حروف تہجی کے حساب سے پیش کیے جا رہے ہیں۔

اقبال بلگرامی' اقبال رحمت' اقبال ساغر صدیقی' اقبال شانہ' اقبال شیدائی' اقبال علی جاوید' اقبال فرید' اقبال فیاض' اقبال متین' اقبال مجید اللہ' اقبال مسعود' اقبال جاوید' اقبال واجد' اقبال ہاشمی' اکبر حمید' اکمل افغانی' الیاس احمد انصاری' الیاس شوقی' الیاس صدیقی ڈاکٹر' الیاس فاروقی شبنم' الیاس فرحت' امام الدین سعید' امتہ السلام عالمہ صدیقی' امتیاز خالق' امجد باغی' امجد علی فیض' امیر عارفی پروفیسر' امین انعام دار ڈاکٹر' انتظار حسین' ان پڑھ بھونگیری' اندر جیت لال' اندری کو چائف' انجم نجمی' انجم مان پوری' انصاری اصغر جمیل' انصاری محمد رمضان' انعام الحق جاوید ڈاکٹر' انوار ابو سعید' انوار انصاری' انوار احمد علوی' انور خاں' انور سدید ڈاکٹر' انور ظہیر خاں' انور قمر' انور نسیم' انیس احمد خاں' انیس اعظمی' انیس امروہی' انیس صدیقی' اوشا جوگ' او۔ ابراہیم انگلا' ایاز' ایم۔ اے شیخ' اے۔ حمید' ایس ایس علی' انیس سلطانہ ڈاکٹر' ایس کے رضوی' اے۔ کیو صدیقی' ایس۔ جیم۔ آرزو' ایس ایم معین قریشی ڈاکٹر' ایس۔ جے صادق' ایس۔ رویندر کور ڈاکٹر' ایس۔ زیڈ رضوی' اے کے میتھو' ایم آئی ساجد ڈاکٹر' ایف۔ ایم۔ سلیم' ایم۔ آر کیانی جسٹس' ایم۔ اپینڈر' ایم۔ انوار انجم' ایم۔ اے اختر' ایم۔ اے حنان' ایم۔ اے قدیر' ایم۔ اے ملک' ایم ۔اے نعیم' ایم۔ اے وحید' ایم۔ با گاریڈی' ایم۔ بالیا' ایم۔ جلال علوی' بابو آر۔ کے' باقر مرزا' باقر مہدی' باقر نقوی' آفاق احمد پروفیسر' آفاق حسین صدیقی پروفیسر' آفتاب احمد' ابتصار قادری' ابرار ایم۔ اے' ابراہیم جلیس' آر۔ ایم سنگھ' آدم شیخ ڈاکٹر' آزر بارہ بنکوی' آسیہ نازلی' آصف بابا' آصف رضا عکاس' ابراہیم عتیق' ابراہیم عزیز' ابراہیم یوسف' ابن انشاء' ابو الفرح ہمایوں' ابو الکلام' ابو شہلا' ابو ظفر زین' ابو نبیل خواجہ مسیح الدین' احمد حاطب صدیقی' ابونئیر' احمد حسین حیات' احمد حسین صدیقی' احمد خاں' احمد دکنی' احمد سرور' احمد سلطان' احمد عثمانی' احسان ملک' احمد ابراہیم علوی' احمد جلیس' احمد جمال پاشا' اختر شیدائی' اختر کاظمی' اخلاق اثر ڈاکٹر' اخلاق اختر حمیدی' احمد عثمانی' احمد علی شوق' احمد کلیم فیض پوری' احمد ندیم قاسمی' اختر الحسن' اختر امتیاز' اختر بستوی ڈاکٹر' اختر بھنگانوی' اختر حسن' اختر سعید' اختر سعیدی' ادریس شہدی' ارشاد احمد خاں' ارشد علی خاں' ارشد مظہر' ارمان فاروقی' اسحٰق ایوبی' اسحٰق انصاری' اسد رضا' اسمعیل آزر' اسمعیل سعیدی آژری' اسلم پرویز' اسلم مرزا' اشرف جہاں ڈاکٹر' اشرف رفیع ڈاکٹر' اشرف نہال

مہدی' اشفاق احمد ڈاکٹر' اصغر امام' اطہر احمد صدیقی' اطہر رضا' اطہر عزیز' اطہر فاروقی' اطہر معز' اظہار اثر' اظہر افسر' اظہر حسن صدیقی' اظہر بخش اظہر' اعجاز مدنی' افتخار امام صدیقی' افتخار عارف' افسر آرموری' اظہر مسعود رضوی' اعتبار ساجد' اعجاز ارشد' اعجاز انصاری' اعجاز ارشد ڈاکٹر' اعجاز قریشی' افروز عالم' افسر کاظمی ڈاکٹر' افضل علوی پروفیسر' اقبال اعجاز بیگ' اقبال انصاری' با نو سر تاج' برق آشیانوی' برہان حسین' بشریٰ رحمٰن' بشیر انور' بشیر بانو' بشیر عارف' بشیر مرزا' بلراج ساہنی' بلراج ورما' بلونت گارگی' بوگس حیدرآبادی' بہاء الدین احمد' بہزاد سحر' بہزاد فاطمی' بھارت چند کھنہ' بھکتا ونسل راؤ ڈاکٹر' بیدر براری خاں' بے کس نوازی' بیگ احساس ڈاکٹر' بیگم الیاس فریدی' پران کپیلا' پربودھ جوشی' پربھو نرائن ودیارتھی' پطرس بخاری' پرویز احمد اعظمی' پرویز یداللہ مہدی' پریم شنکر سرواستو' پریم کشور نگم' پریم گوپال متل' پنڈت تربھون ناتھ' تابش خانزادہ' تاج پیامی' تارا سنگھ کامل' تخلص بھوپالی' عبدالاحد خاں تخلص' تسلیم غوری بدایونی' تمنا ظفر پوری' توفیق انصاری احمد' توفیق فاطمہ' ٹی۔این۔راز' ثریا جمال' جاوید اختر' جاوید اصغر' جاوید اقبال ڈاکٹر' جاوید حیات' جاوید عالم' جاوید کمال' جاوید لطفی' جاوید وشسٹ ڈاکٹر' جعفر جری' جعفر رضوی' جعفر عباس' جلال ملیح آبادی' جلیس شیروانی' جلیل بازید پوری' جمال احمد فردوسی' جلیل تنویر' جمیل شیدائی' جمیل صدیق' جمیل صدیقی بدایونی' جمیل عثمان' جمیل نظام آبادی' جہاں دار افسر' جہانگیر انس' جہاں قدر چغتائی' جی۔ایم۔صادق' جی۔ذی احمر' جیلانی بانو' جے پال نانگیا' چراغ حسن حسرت' چندر سریواستو' حاجی بشیر احمد خاں' حاکم حسین' حامد اکمل' حامد اللہ ندوی' حامد کمال' حامد لطیف' حبیب توفیق' حبیب حیات' حبیب ضیاء ڈاکٹر' حبیب نثار ڈاکٹر' حسن الدین احمد ڈاکٹر' حسن شبیر مظہری' حسن چشتی' حشمت عثمانی' حشمت فاتحہ خوانی ڈاکٹر' حفصہ عرب پروفیسر' حسن نثار' حسین سحر پروفیسر' حفظ الرحمٰن اعظمی' حفیظ الکبیر پرواز' حفیظ حارث' حفیظ قتیل ڈاکٹر' حقانی القاسمی' حلیمہ فردوس' حمایت اللہ' حمراء خلیق' حمید آرموری' حمید انصاری' حمید حیدرآبادی' حمید عادل' حمید عثمانی' حمیرہ سعید ڈاکٹر' حمید نثار' حیدر بیابانی' حیدر پٹھان' خادم حسین مجاہد پاکستان' خالد اختر' خالد اگاسکر' خالد حسین خاں ڈاکٹر' خالد رحیم' خالد سعید' خالد سیف اللہ اثری' خالد صدیقی' خالد عابدی' خالد عرفان' خالد محمود پروفیسر' خالدہ سبحانی' خان حفیظ' خامہ بگوش' خانہ بدوش پونہ' خسرو متین' خضر تمیمی' خطیب تحسین' خلش جعفری' خلیق انجم ڈاکٹر' خلیل اکمل' خلیل یوسف صدیقی ٹورنٹو' خمار بارہ بنکوی' خواجہ احمد عباس' خواجہ بختیار حسن' خواجہ شوکت' خواجہ عبدالغفور' خواجہ غلام السیدین' خواجہ کریم الدین' خواجہ

مخواہ، غوث محی الدین، جی۔ ایم۔ احمد خواہ مخواہ، جی۔ ایم احمد، خواجہ وجیہہ الدین، خورشید ردولوی، خورشید نعمانی، خورشید ملک، خوش دیومنی پونچھ، خیال انصاری، داؤد اشرف ڈاکٹر، داؤد کاشمیری ڈاکٹر، دلاور فگار، دلشاد رضوی، دلیپ سنگھ، دور سیفی، دیویندر پابلے، ذکی بلگرامی، ذکی تال ناگوری، ذہانت علی بیگ، ذکیہ انجم ڈاکٹر، ڈی کے کنول، رابرٹ لینڈ، رابعہ مسلم، راز سنتوکھ سری، راج بہادر گوڑ ڈاکٹر، راجندر سنگھ بیدی، راجہ مہدی علی خاں، راشد انور، راشد فریدی ڈاکٹر، راشدہ ثریا، راشدہ صمدانی، رام لعل نابھوی، راہی قریشی ڈاکٹر، رتن چند اثر، رحمت اللہ خاں، رحمت یوسف زئی، رخسانہ صبا، رحیم الدین توفیق سید، رزاق اثر شاہ آبادی، رشید احمد صدیقی، رشید الدین، رشید انصاری، رشید عارف، رشید شکیب، رشید عبدالسمیع جلیل، رشید قریشی، رشید موسوی ڈاکٹر، رشید و بیگم، رضا نقوی واہی، رضوان انصاری، رضیہ خاتون، رضیہ سجاد ظہیر، رضیہ صدیقی ڈاکٹر، رضیہ فصیح احمد پاکستان، رعنا مطلوب، رفعت سروش، رفعت نواز، رفیع احمد، رفیع احمد فدائی، رفیعہ شبنم عابدی، رفیق شاکر، رفیق جعفر، رفیعہ سلطانہ ڈاکٹر، رفیعہ منظور الامین، رند سرشار، روبینہ تسنیم، روف انور، روف طاہر، روف پاریکھ ڈاکٹر، روف خوشتر، روف خلش، روف خیر، روف رحیم، روف طاہر، ریاض آفندی، ریاض احمد پروفیسر، ریاض احمد خاں، ریحان سلطان، ریحان علوی، رئیسہ محمد، زاہد علی خاں اثر، زبیر رضوی، زرتاج رحمت، زمرد خاں سیفی، زود اندیش، زینت ساجدہ ڈاکٹر، سلطان جمہوری، سجاد بخاری، سید ڈاکٹر، سابق منور، ساجدہ فرحت، ساجدہ عابد، ساحر ہوشیار پوری، ساحل نیازی، ساقی نارنگ، ساگر سرحدی، سبط اختر، سحر امید، سخی حسن جاوید صدیقی، سراج وجیہ، سرپٹ حیدرآبادی، سردار سلیم، سرسوتی سرن کیف، سرشار، سرفراز شاہد، سرور آروی، سرور جمال، سعادت حسن منٹو، سعادت علی خاں، سعدیہ غوری، سید احمد خاں، سید شاداں، سعید شوکت، سعید نواز ڈاکٹر، سکندر علی خاں، سکنیا جوہری ڈاکٹر، سلطان زاہد محی الدین، سلطان سبحانی، سلطانہ مہر، سلمان کرہانی، سلمیٰ صدیقی، سلیم آغا قزلباش، سلیم اختر ڈاکٹر، سلیمان اشرف، سلیمان اطہر جاوید ڈاکٹر، سلیمان خطیب، سلیم عابدی، سلیمان عبداللہ ڈاکٹر، سلیمان عبداللہ ڈار ڈاکٹر، سلیم تمنائی، سلیم مقصود، سمیرہ ہاشم سعید، سمیع الحق ڈاکٹر، سمیع بن سعد ڈاکٹر، سنجر ہلال بھارتی، سوز وکی تاکیشی، سہیل عظیم آبادی، سہیل فلکی، سید ابوالفیض، سید اسمٰعیل، سید امتیاز الدین، سید تمیم، سید حامد حسین ڈاکٹر، سید حسن عباس، سید حسین احمد زاہدی ڈاکٹر، سید خالد ایوب، سید رحمت علی، سید سراج ظفر پروفیسر، سید سراج حاجی کراچی، سید شہزور قمر، سید ضیاء الرحمٰن، سید عبدالرحیم ڈاکٹر، سید علی حیدر رضوی، سید علی شاکر، سید عبدالمنان، سید علی خوندمیری، سید غیاث الدین ممتاز، سید لئیق احمد، سید

ماجد بگدل' سید محمد حسنین' سید محمد سجاد حسین' سید محمد ظفر امام ڈاکٹر' سید محمود حسین' سید محمود حسینی' سید محی الدین قادری ہادی ڈاکٹر' سید نثار احمد' سید نجم الحسن رضوی' سید نصرت' سیدہ جعفر ڈاکٹر' سیدہ طیبہ بیگم' سیدہ قمر عباس' س۔ا۔عشرت' س۔م کوثر رضوی' سیفی سرونجی' شاداب سید ڈاکٹر' شاغل ادیب' شام مارک پوری' شان الحق حقی' شانتی رنجن بھٹاچاریہ' شاہد رشید' شاہد صدیقی' شاہد عظیم' شاہد محمود خاں' شاہ فیاض عالم' شاہنواز اثر' شاہنواز اختر' شاہین نظر' شائستہ زرین' شبیع احمد' شبنم مناروی' شبیر احمد خاں وارثی' شبیر حکیم' شبیر شمشیری' شبینہ اسلم' شبینہ فرشوری' شجاع الدین غوری' شجاعت علی راشد' شجاع عاطف' شجاعت علی خاں' شرد جوشی' شرف الدین احمد' شریف اسلم' شفیع اقبال' شفیع الدین ناکارہ' شفیع شیخ ڈاکٹر' شفیع و صن' شفیع الرحمٰن' شفیق الرحمٰن' شفیق عباس' شفیقہ فرحت' شفیعہ قادری' شکیل اختر' شکیل اعجاز' شکیل الرحمٰن' شکیل رضا' شکیل شاہجہاں' شکیل صادق' شگفتہ نازلی لاہور' شمس الرحمٰن فاروقی' شمس امیر' شمشاد حسین' شمع زیدی' شمیم احمد' شمیم افزا قمر ڈاکٹر' شمیم اکرام الحق' شمیم ثریا ڈاکٹر' شمیم حنفی' شمیم طارق' شمیم ناصح' شمیم علیم پروفیسر' شمیم نصرتی' شمیم یوسف' شور مینائی' شوکت تھانوی' شوکت جمال' شہریار ڈاکٹر' شہزاد منظر' شہناز کنول' شیخ احمد ایاز' شیخ امیر اکولہ' شیخ بشیر احمد' شیخ چاند ساجد' شیخ رحمٰن اکولوی' شیخ سلیم' شیخ سلیم احمد' شیخ محمد صہبا' شیخ محمد نیاز' شیر جنگ گرگ' صابر کمال' صاحب علی ڈاکٹر' صادقہ سلطانہ' صادق فریدی' صباح الدین ہاشمی' صبیح محسن' صبیحہ انور ڈاکٹر' صبیحہ شاہ' صبیحہ فرزانہ' صبغت اللہ بمباٹ' صدیق سالک' صغیر احمد سندیلوی' صفدر حسین ریاض' صفیہ شاہین' صفیہ شہابی' صلاح الدین حیدر' صلاح الدین ہاشمی' صمد عسکری' ضمیر الدین پروفیسر' ضمیر جعفری سید' ضمیر ساجد' ضیاء الحق قاسمی' ضیاء الحسن ڈاکٹر' ضیاء الحسن موسوی' ضیاء الدین انصاری' ضیاء جعفر' ضیا حسنی' ضیاء کرناٹکی' ضیاء مجاہد' ضیاء میر' طارق بشیر' طارق جامی' طارق حبیب' طارق کفایت ڈاکٹر' طارق محمود مرزا' طالب حسین زیدی سید' طالب خوند میری' طاہر رومانی' طاہر قریشی ڈاکٹر' طاہر مسعود' طاہرہ بیگم' طیب انصاری ڈاکٹر' طیب منیر ڈاکٹر' ظفر احمد نظامی' ظفر اقبال کھوکر' ظفر الحسن' ظفر پیامی' ظفر حسینی' ظفر عمر زبیری' ظفر کمالی' ظہیر آفاق' ظہیر ابن قدسی' ظہیر احمد صدیقی' ظہیر الحق' ظہیر الدین دانش' ظہیر کیفی' ظہیر ناصری' ظ۔انصاری ڈاکٹر' عابد اللہ غازی' عابد سہیل' عابد کرہانی' عابد مرزا' عابد معز ڈاکٹر' عابدہ محبوب' عاتق شاہ' عاشق محمد خاں' عاصم صدیقی' عاصمی سعید' عاصی کرنالی' عباس متقی ڈاکٹر سید' عباس مجتہد' عبدالاحد ساز' عبدالبصیر نعیمی' عبدالحلیم شرر' عبدالرحمٰن مدیر' عبدالرزاق فاروقی پروفیسر' عبدالستار دلوی ڈاکٹر' عبدالسلیم اختر' عبدالعزیز' عبدالقادر فاروقی'

عبد القدیر خاں سیفی، عبد القدیر مقدر ڈاکٹر، عبد القوی دسنوی، عبد المجید سالک، عبد المسعود تاج پروفیسر، عبد المغنی، عبید سیفی، عذرا اصغر، عذرا جمال پروفیسر، عذرا نقوی، عثمان غنی اسکیس، عزمی جعفری، عزیز ابرار، عزیز الرحمٰن ڈاکٹر، عزیز تمنائی، عزیز صدیقی، عزیز قیسی، عشرت صدیقی، عشرت ظفر، عصمت چغتائی، عطاء الحق قاسمی، عطا عابدی، عطیہ خاں لندن، عطیہ فاطمہ، عظمت اللہ، عظمت چاریا، عظیم الدین عظیم، عقیل احمد، عقیل ہاشمی ڈاکٹر، علی باقر، عقیل ہاشمی عباسی ڈاکٹر، علی حماد عباسی، علی رضا، علی سردار جعفری، علی عباس امید ڈاکٹر، علی عمران، علی ناصر سعید عبقاتی مولانا، علیم جہانگیر، علیم خاں فلکی جدہ، علیم صبا نویدی، عمران الاعلمی پروفیسر، محمد عمران اعظمی، عمران نقوی، عمر حنیف، عمر مجید، عمیق حنفی، عنایت حسین خاں، عوض سعید، عین اختر، غافل انصاری، غالب حسنین، غالب عرفان، غضنفر اقبال سہروردی، غفور اسحاق، غلام جیلانی، غلام سرور، غلام شہیر رانا ڈاکٹر، غلام عباس مولوی، غلام فرید بھٹہ، غلام محمد زیدی، غلام نجم الدین، غمگین غلام نبی، غیاث صدیقی ڈاکٹر، غیاث متین، غوثیہ سلطانہ، فاروق خنجر، فاروق شہاب، فاروق شکیل، فاروق عبد القدیر مسرور، فاروق نشتر، محمد فاروق نشتر، فاطمہ بیگم، فاطمہ تاج، فاطمہ عالم علی خاں، فرحان حنیف، فضیل جعفری، فرحت اللہ بیگ، فرحت الیاس، فرحت زیدی، فرحت قمر، فرحت کمال، فرید بھٹہ، فرید سحر، فرید مسیح الدین، فریدہ وقار، فصیح اللہ نقیب، فضل اللہ مکرم ڈاکٹر، فضل جاوید، فضل حسنین فضل رحمانی، فضل گلبر گوی، فقی امام، فکر تونسوی، فیاض احمد فیضی، فیروز حیدر، ف۔م۔سلیم، فوزیہ چودھری ڈاکٹر، فوزیہ کمال، فیض الرحمٰن شاہ، فیض الرحمٰن، فیض الرحمٰن فیض، فیض انصاری، فیض راہچوری، قادر خاں، قادر کاملوی، قاری سید صدیق حسین، قاری محمد عبد القدیر، قاسم فریدی، قاسم ندیم، قاضی اعجاز محور، قاضی سراج اطہر، قاضی مشتاق احمد پونے، قدرت اللہ شہاب، قدیر امتیاز، قدیر انصاری، قدیر زماں، قرۃ العین حیدر، نسیم سورج گڑھی، قطب سرشار، قمر اعظم ہاشمی، قمر الحسن، قمر الحسن ٹیگور، قمر الحسن فرات، قمر علی عباسی، کاشی ناتھ، کاف اکبر عابدی، کالیکا پرشاد کامل القادری، کبیر خاں، کرامت علی کرامت پروفیسر، کرشن چندر، کرنل محمد خاں، کشن پرشاد کول، کمال احمد رضوی، کمال الدین ڈاکٹر، کملاکر راؤ نائیڈو، کلیم اللہ، کلیم چغتائی، کوثر صدیقی، کنیز ڈاکٹر، کے۔ایس شفیق، کے۔ایل۔ساقی نارنگ، کے۔این۔واصف، کنور مہندر سنگھ بیدی، کنھیا لال کپور، گربچن چندن، گلزار جاوید، گوپی چند نارنگ، گیان چند جین ڈاکٹر، لطف الرحمٰن ڈاکٹر، لالی چودھری، لئیق صلاح ڈاکٹر، مبارک حسین پرویز، ماجد شمیم، ماجد قاضی، مانک ٹالا، متین عمادی، مجتبیٰ حسین، محبوب الرحمٰن فاروقی، محبوب راہی

ڈاکٹر، محبوب مان بھومی، محسن جلگانوی ڈاکٹر، محسن عثمانی ندوی پروفیسر، مجیب صدیقی، مجید بیدار ڈاکٹر، مجید جمال، مجید عارف، محمد اسد اللہ، محمد اسد اللہ ڈاکٹر، محمد اصغر خاں، محمد اظہر حیات، محمد اکرم جدہ، محمد باقر تبوک، محمد بدیع الزماں، محمد تاج الدین احمد، محمد تقی، محمد جعفر شاہ پھلواری مولانا، محمد جمیل افسر، محمد حسن ڈاکٹر، محمد حسین بیگ، محمد حسین پرکار، محمد حسین منشی، محمد حنیف اللہ والا، محمد خالد عبدالسمیع ڈاکٹر، محمد جلیل محمد خورشید نادر، محمد ذاکر علی خاں، محمد رضی الدین معظم، محمد رفیع الدین، محمد رفیع الدین مجاہد، محمد رفیع انصاری، محمد سیف الدین، محمد سہیم الدین، محمد شاہد عظیم، محمد شبیر پٹیل، محمد شرف الدین ساحل ڈاکٹر، محمد طارق، محمد ظہیر الدین دانش، محمد عامر، محمد عبد الباسط، محمد عبد الرحمٰن سلیم، محمد عطا حسین انصاری، محمد عبد القادر، محمد عبد الصمد، محمد عظمت خاں، محمد علی رفعت، محمد علی صدیقی ڈاکٹر، محمد علی گیلانی، محمد عاصم رضوی، محمد عاصم صدیقی، محمد عبدالرشید جنید، محمد قاسم، محمد عظیم الدین، محمد کمال الدین، محمد کوثر اعظم، محمد مجیب الدین ڈاکٹر، محمد جعفر علی صدیقی ڈاکٹر، محمد مظفر الدین ڈاکٹر، محمد مظفر امام، محمد مظہر حیات، محمد معید اللہ، محمد منظور احمد، محمد منظور کمال، محمد منور پروفیسر، محمد نعمان خاں ڈاکٹر، محمد ہارون باشا، محمد ہلال مرتضیٰ، محمد یوسف الدین، محمد یوسف الدین خاں، محمد یوسف رحیم بیدی، محمد یونس بٹ ڈاکٹر، محمد یونس ہرگانوی، محمود عالم، محمود علی ڈاکٹر، محی الدین حبیبی، محی الدین قادری زور ڈاکٹر، مختار حسن انصاری، مختار احمد منو، مختار ٹونکی، مختار حسین، مختار یونس، مرزا ادیب، مرزا انور بیگ ڈاکٹر، مرزا شکور بیگ، مرزا ظفر الحسن، مرزا عاصی اختر، مرزا کھونچ، مرزا کلیم اللہ بیگ، مرزا مچھو بیگ، مرزا مقبول بیگ، مرزا یٰسین بیگ، مستنفر حسین تارڑ، مسرور آروی، مسرور مسلم، مسیح الزماں ڈاکٹر، مسعود حسین پروفیسر، مسعود مفتی، مسیح انجم، مشتاق احمد یوسفی، مشتاق رضا، مشتاق جلیلی، مشتاق قمر، مشتاق مدنی، م۔ش۔غوری جدہ، مشفق خواجہ، مشکور حسین یاد، مصطفیٰ تاج سید، مصطفیٰ شہاب، مصطفیٰ علی بیگ، مصطفیٰ علی فاروقی، مصطفیٰ کمال سید، مصطفیٰ ندیم خاں غوری، معیار عالم، مضطر مجاز، مظفر الحسنین، مظفر بخاری، مظفر حنفی، مظفر سید، مظفر الزماں خاں، مظہر امام، م۔ع۔س۔خار، معصوم مرادآبادی، مکرم نیاز سید، معین اعجاز، معین شاہد، مظہر سلیم، م۔ع۔حسن، معراج جامی سید، معز ہاشمی، معزہ محمد ابراہیم قاضی، معین عقیل ڈاکٹر، مغنی تبسم ڈاکٹر، م۔ق۔انور، م۔ق۔خاں، مقصود احمد مکی، مقصود زاہدی، مکرم ذی شان، ملا بدیع الزماں، ملا رموزی، ملک فیاض، ممتاز مفتی، ممتاز حسین فہیم، ممتاز مہدی ڈاکٹر، مناظر الرحمٰن، مناظر عاشق ہرگانوی، منشی جوالا پرشاد، منصور احمد منصور، منصور قیصر، منظر امکانی، منظر بے باک، منظر علی خاں، منظر قدوسی، منظور الامین، منظور احمد، منظور احمد منصور، منظور عثمانی، منظور وقار، من موہن تلخ، منور رانا، منور فاطمہ

افضل ڈاکٹر، منیر پرویز، منیر شیخ موسیٰ ابو خالد، موسیٰ کاظم سید مہدی ٹونکی مہز ادسحر، میر احمد علی خاں، میر حسین علی امام، میر فراست علی خسرو، میر گوہر علی خاں ڈاکٹر، میمونہ دلوی ڈاکٹر، میمونہ وحید، نادر خاں سر گروہ، نادم بلخی پروفیسر، ناظم خلیلی، ناصکر حمزہ پوری، نتن سیٹھی، نثار احمد فاروقی پروفیسر، نجمہ صادق، نجمہ علی اکبر، نجیب اصف، نذیر دہقانی، نریش کمار شاد، نریندر لوتھر، نسیم الدین فریس، نسیم انجم، نسیم انصاری، نسیم جاوید، نسیم سحر، نسیمہ تراب الحسن، نصر اللہ خاں، نصرت خاں ڈاکٹر، نصرت ظہیر، نصیر جمال، نظام الدین، نظام الدین نظام، نظام الدین قریشی، نظر برنی، نعمان منظور، نعیم راشد، نعمان ہاشمی، نعیم احمد سنگم اعظمی، نعیم اللہ شریف، نعیم انصاری، نعیم جاوید، نعیم زبیری، تقی تنویر، نعیمے کوثر، نفیس ابراہیم خاں، ن۔م۔راشد، نور الحسن، نور السعید اختر، نورا بھاجی صبوحی ہاشم سید، نعیم صباء، نور العین، نور پرکاش، نور جہاں ثروت، نوید جاوید، نہپال سنگھ ورما، نوید مسیح الدین، نیساں صدیقی ڈاکٹر، واجد ندیم، واقف مراد آبادی، وجاہت علی سندیلوی، وحید اختر، وحید اشرف، وحید قادری، وزیر آغا ڈاکٹر، وزیر پانی پتی، وزیر حسن، وسیم احمد، وقار خلیل، وکیل الرحمٰن، وقار لطیف، وقار نسیم واق، ولی تنویر، وہاب اشرفی ڈاکٹر، وہاب عندلیب، وہاب قیصر، ویدچاؤلہ پروفیسر، ویریندر پٹواری، ویریندر پرشاد سکسینہ، وینا مصرا، ہاجرہ پروین ڈاکٹر، ہاشم علی اختر سید، ہاشم سید محمد بن قاسم، ہاشم عظیم آبادی، ہری چند اختر، ہنٹر کریم نگری، ہنس راج رتن، یاور یاد، یٰسین احمد، یٰسین رضا، یزداں یار، یزید یار خاں، یوسف اعظمی، یوسف امتیاز، یوسف سرمست، یوسف شمسی کاکوی، یوسف عارفی، یوسف علی خاں ڈاکٹر، یوسف قریشی، یوسف کمال ڈاکٹر، یوسف مرزا، یوسف مٹر کی محمد، یوسف ناظم، یوسف نرملی، یوسف ہستی بی۔ کے۔ ڈاکٹر، یے۔ کاف ڈاکٹر، یوگیش کمار، یونس فہمی۔ (۳۶)

شگوفہ کے قلمی معاونین (شاعری):

آتش لکھنیاوی، آدم نصرت، آزاد ساحری، آصف بختیار سعید، آصف قدوائی، آصف کاشمیری، ابا بیل، ابرار حیدر ساغر، ابراہیم اشک، ابراہیم عتیق، ابن کبیر، ابوالخیر صہبا، ابوالفرح ہمایوں، ابونبیل مسیح دکنی، اثر بدایونی، اثر سلونوی، احسان جبل پوری، احسان نظام آبادی، احسن امام احسن، احمد النساء غزالہ، احمد اللہ قادری، احمد سلطان، احمد عبد العلیم اختر، احمد غازی، احمد فراز، ادب سندیلوی، ادریس بانکے، اختر امام انجم، اختر ایسولوی، اختر بھنگانوی، اختر سعید، ارمان نجمی، استاد پٹنوی، استاد رام پوری، استاد ملکنڈوی، اسحٰق خضر، اسحٰق ایوبی، اسحٰق حسین طیب بدایونی، اسحٰق ملک، اسد رضا، اسد اللہ حسین چکر، اسد اللہ حسینی، اسد جعفری، اسرار جامعی، اسلام

مرزا' اسلم عزیز' اسلم عمادی' اسلم مرزا' اسمٰعیل آذر' اسمٰعیل ذبیح' اسمٰعیل سعید آذری' اسمٰعیل ظریف' اسعد احمد مجددی' اشرف خوندمیری' اشرف مالوی' اشفاق انجم اطہر شہر کوٹی' اعجاز انجم اعجاز علی ارشد' اعجاز قریشی' اعجاز غالبی' اعجاز حسین ڈاکٹر' اعجاز حسین کھٹا' اعجاز شاہین' اعجاز وارثی سنبھلی' اعجاز یونس' اعظم اعظمی' افتخار وصی' افروز عالم' افسر جمالی' افسر بہاری' افضل حیدرآبادی' افضل خاں افضل' اکبر عابدی' اقبال اعجاز بیگ' اقبال شانہ' اقبال ہاشمی' اکمل حیدرآبادی' التمش شمس' الیاس صدیقی' امام رائچوری' امجد' امیر الاسلام ہاشمی' امیر شیخ اکو لوی' اناڑی' ان پڑھ بھونگیری' انجم' انجم فریدی' انجم مان پوری' انصاری رفیع احمد' انعام الحسن حریف ڈاکٹر انعام الحق جاوید' انعام درانی' انوار احمد قریشی نشتہ' انوار عالم' انور اسحاق' انور بے دل' انور پانی پتی' انور حسین ورنگلی' انور رشید' انور سدید' انوار مسعود' انیس اشرفی' انیس سلطانہ' اے۔ ایس سجاد بخاری' ڈاکٹر ایم۔ آر۔ رحیم الدین' ایم۔ آئی ساجد' ایم۔ اے اڑ پیکر' ایم۔ اے متین' ایم۔ وائی چٹکی' ایم۔ ولی الحق انصاری ڈاکٹر' این۔ بی سین ناشاد' باسط نوشہ' باز غ بہاری' باقر انجم' باقر محسن رضوی' بانو سرتاج ڈاکٹر' بانو طاہرہ سعید' بجلی گھونسلاوی' بد نام سیوانی' برق آشیانوی' برق یوسفی' برہان حسین' بشر نواز' بشیر بانو' بگڑ رائچوری' بلبل کاشمیری' بوگس حیدرآبادی' بھارت چند کھنہ' بہاء الدین ریاض' بے باک' بے باک جوگی' بے تک شیر کوٹی' بے دھڑک مدراسی' بے ڈھب' بے چین حیدرآبادی' بے حس الہ آبادی' بے خوف' بے خود خوندمیری' بیلن نظام آبادی' پاپولر میرٹھی' پاگل عادل آبادی' پرویز احمد ڈاکٹر' پرویز عالم نعمان' پرویز یداللہ مہدی' پرنس ہنری' پریم ورابرٹنی' پگلی' پیام انصاری' پیرزادہ عصم' پیکر مخدومی' تاش خاتر ادہ' تاج پیامی' تمنا مظفر پوری' تمیز احمد پرواز' تھپڑ عادل آبادی' ٹپیکل جگیتالی' ٹھوکر بھدر کی' ٹی۔ این راز' ثریا اچور' ثمر ماچوی جمشید پوری' جانی روالپنڈی' جاوید شہبازی' جاہل جھارکھنڈی' جعفر رضا' جعفر رضوی' جعفر ملیح آبادی' جعفر منصور' جگت پرکاش ماتھر' جگدیشور پرشاد' جگمو ہن پرشاد میکش' جلال ملیح آبادی' جمال احمد خاں سوری ڈاکٹر' جملو انصاری' جمال انصاری جملوا' جمیل امیٹھوی' جمیل صدیقی بدایونی' جمیل مظہری' جوش ملیح آبادی' جوش ہما' جوہر بھارتی' جوہر سیوانی' جہاندار علی امیز جہاندار غنی امیر جھاپڑ جھاپڑ ناگپوری' جھنجھٹ لکھنوی' جی۔ ایم غنی' جی۔ ایم لچھمی' جی۔ ایم نعیمی' چاؤش مستری' چٹان شرفی' چچا پالموری' چراغ حسن حسرت' چرخ عظیم آبادی' چکر نظام آبادی' چوپٹ حیدرآباد' چوپٹ لکھنوی' چوپٹ مظفر پوری' چونچ گیاوی' حافظ الحق حسین طبیب' حافظ اسلم' حامد نعیم' حبیب انجم دنیاوی' حسن انصار' حسن رضا' حسن عسکری' حسن' نواب حسن' حسنی مسرور' حسین عامر' حسینہ دہاج' حشم لکھنوی' حضرت

ادیب حضرت احسن، حضرت اختر، حضرت انصاری، حضور سہوانی، حفیظ آتش امروہی، حفیظ اللہ ڈاکٹر حفیظ انجم حفیظ بنارسی پروفیسر حفیظ خاں سپاٹ، حفیظ فضا، حفیظ میرٹھی، حقیق الزماں، حقیق، حکیم نیازی، حلیم افسر، حلیمہ فردوس ڈاکٹر حمایت اللہ، حمید ساغر، حنیف انصاری، حیدر بیابانی، حیدر کرمٹری، حیرت صدیقی، خادم حسین خاکسار، خادم حسین مجاہد خادم رسول عینی، خالد رحیم، خالد عبادی، خالد عباسی، خالد عبدالسمیع اثر خالد عرفان، خالد محمود پروفیسر، خان اثر بدایونی، خان انجم، خان عزمی، خان فہیم، خ۔خ جھنجھٹ اکولوی، خضر تمیمی، خلیق الزماں سحر، خلیق احمد بے تک شیر کوٹوی، خنداں دہلوی، خنداں، خلیل سیمابی، خنجر، خنجر عادل آبادی، خواجہ ریاض الدین عطش، خواہ مخواہ، خورشید انور، خورشید، خورشید خضر ڈاکٹر، خوش دل خان پوری، داغ دہلوی، داماد بلہاروی، دلاور فگار، دلکش آفریدی، دلکش بدایونی، دوست محمد، دلیپ تاہل، دلیپ سنگھ ڈھکن راپچوری، ڈیوٹ محمود آبادی، ذکی بلگرامی، ذکی صدیقی، راج پریمی، راجہ مہدی علی خاں، راز سنتوک سری، راغب مراد آبادی، رام لعل نابھوی، راقم لکھنوی، راہی فدائی ڈاکٹر، راہی قریشی، رتن چند اثر ڈاکٹر رحمن جامی، رحمان ربانی، رحمت بخاری، رحمت یوسف زئی، رحیم الدین نیاز رشید عارف، رشید عبدالسمیع جلیل، رضا نقوی واہی، رضوان احمد، رضوان اللہ، رضوان کوہیری، رضی الدین بدایونی، رفیع احمد، رفیع الدین راز، رفعت سروش، رفعت صدیقی، رفیع الدین احمد ناصر رفیق احمد رفیق، رفیق احمد کمال، رفیق جعفر، رفیق حیدر آبادی، رفیق شاکر، رفیق عثمانی، رقیب، روشن پٹیالوی، روشن لال روشن، روشن علی روشن، روف الاعظم اثر، رؤف خلش، رؤف خیر، رؤف رحیم رہبر جونپوری، رویندر کمار روی، ریاست علی خاں، ریاض احمد ریاض، ریاض مالیگانوی، ریاض محی الدین پوری، ریحانہ رضوی، رئیس امروہی، رئیس مالیگاؤں، زاہد سیوانی، زاہد علی خاں اثر، زبیدہ بیگم ڈاکٹر، زبیدہ ناز، زبیر الحسن غافل، زبیر قریشی، زچ زمہریری، زخمی، زرنگار، زعیم ذومرہ، زہرہ مسحور، زین العابدین نایاب اکولوی، سارس مکھن پوری، ساحر بھوپالی، ساحر اندوری، ساحل سلطان پوری، ساجد رضا ساجد، ساجد زیدی، س۔ا۔عشرت، سالک گورکھپوری، ساغر خیامی، ساغر سیفی، ساغر شولاپوری، ستار صدیقی، سجنی بھوپالی، سحر سندیلوی، سراج شولاپوری، سراج نرملی، سرپٹ حیدر آبادی، سردار اثر، سردار سلیم، سرفراز شاہد، سرکو حیدر آبادی، سرور ڈنڈا، سرور مرزائی، سکندر عرفان، سگار لکھنوی، سگریٹ ہندی، سلاست اختر، سلام خوش نولیس، سلیمان خطیب، سلیم جہانگیر، سلیم شیخ محبوب نگری، سلیم مقصود، سمیع الحق ڈاکٹر، سنیل کمار تنگ، سوپر نرملی، سورج گڑھی، سہا قادری، سہیل تشنہ، سید احمد راجا، سید امجد انصاری، سید انعام اشرف، سید حامد حسین ڈاکٹر، سید حسن

نقی، سید حسین جگر، سید خواجہ معین الدین، سید زین العابدین، عارف، سید ساجد گلریز، سید شاہد تبسم، سید عباس متقی ڈاکٹر، سید عبد القادر رضوی، سید عزیز احمد عزیز مہدوی، سید عسکری حسن، سید علی شاکر، سید قطب عالم سہرامی، سید قمر حیدر قمر، سید محمد جعفری، سید مظفر عالم ضیاء عظیم آبادی، سید معراج جامی، سید معظم شاہ، سید مقبول شاہ، سید مقبول حسین عابدی، سید نعیم حامد علی، سید نقی عابدی، سید ولی قادری، انجنیئر سید یونس اعجاز، شاداں منیری، شاد عارفی، شارق، شاکر، شاکر جرولی، شاعر شگوفہ، شاغل ادیب، شاطر گورکھپوری، شانہ نظام آباد، شاہ حسین لہری، شاہد اسحاق، شاہد بجنوری، شاہد حیدر آبادی، شاہد صدیقی، شاہد عدیلی، شاہین شجر لٹکاوی، شریر نظام آبادی، شریف انصاری، شریف حیدر آبادی، شریف ورنگلی، شعبان صوفی، شعور ملیح آبادی، شفیع انجم، شفیع انجم پرویز، شفیع ساغر ڈاکٹر، شفیع منیری، شفیق احمد، شفیق حیدر آبادی، شکیل احمد شکیل، شگفتہ نازلی، شمس الحق نوشاد، شمس نورانی، شمس مینائی، شمشیر کوڑنگی، شمیم امروہی، شوکت تھانوی، شوکت جمال، شوہر لکھنوی، شوہر ناگپوری، شہناز صدیقی، شہزاد شیدا رومانی، صابر بہادری، صابر حسین برہم پوری، صابر والد صاحب امکانی، صاحب حیدر آبادی، صادق صفدر حسین، صفی اورنگ آبادی، صوبے دار خاں فوجی، صوفی دھلوی، ضمیر الدین ساجد اکولوی، ضمیر جعفری، ضیاالحق قاسمی، ضیاالرحمٰن اعظمی، ضیا کرناٹکی، طارق حاجی، طارق حسن طارق، طارق محی الدین شرمیلا، طارق منظور، طالب خوندمیری، طالب عرفانی، طالب کاشمیری، طاہرہ سلطانہ، طرم خان، طلعت سہرامی، ظریف عرفان بارہ بنکوی، ظریف لکھنوی، ظفر چکدینوی، ظفر رضوی کاکوروی، ظفر کمالی ڈاکٹر، ظہیر ابن قدسی، ظہیر الدین ساحر، ظہیر الدین ظہیر شرپوری، ظہیر عارف، ظہیر غازی پوری، ظہیر مجتبیٰ، عابد نظامی، عارف لکھنوی، عاشق محمد غوری، عاشق نوادری، عاصم بیرزادہ، عالم عثمانی، عالم تاج پوری، عالم لکھنوی، عامر صدیقی، عامر عثمانی، عباس دانا، عبدالاحد ساز، عبدالبصیر نعیمی، عبدالحبیب عیاں، عبد الحفیظ خلش، عبد الحفیظ لقب عمران اطہر، ع۔ب خوش باش، عبدالرحیم نشتر، عبدالرحمٰن طارق، عبد الرزاق اند، عبد الرزاق ماہر، عبد الرشید ارشد، عبدالستار دلوی پروفیسر، عبدالعمد جاوید، عبد الغفار اختر، عبد القادر ادیب، عبد الکریم ماہر، عثمان عامری، عثمان علی عارف، عثمان غنی بلاس پوری، عثمان ناقد، عزرا صادق، عرشی مستان، عرفان مرتضیٰ، عزیز ادیبی، عزیز الرحمٰن ڈاکٹر، عزیز قیسی، عزیز نجیب آبادی، عشرت اندوری، عشرت کرتپوی، عصمت اللہ بیگ، عطا الرحمٰن باغی، عطاء الرحمٰن طارق، عظمت بھلاواں، عظیم بنارسی، عقیل ہاشمی ڈاکٹر، علامہ ابوالہول، علامہ بے باک، علامہ حسین میر کاشمیری، علامہ درنادن اورنگ آبادی، علامہ سر شیخ محمد اقبال، علامہ سوٹا کرناٹکی، علامہ قطب مینار، علامہ ماچس مالیگانوی، علامہ مدذق ملفوری، علقمہ شبلی، علی حمزہ خاں

شعور علی سرور چوند علی صائب میاں، علی عباس امید ڈاکٹر، علیم جہانگیر، علیم خاں فلکی، علامہ دناد ن علیم صبانویدی، علیم عثمانی، عمر نعمان، عمید الظفر رفیق، عنایت علی خان پروفیسر، غافل انصاری، غافل قریشی، غافل کنول ہوی، غالب حیدرآبادی، غالب ثانی، غلام محمد انور، غنی اعجاز، غیاث صدیقی، فاتم رحمانی، فاطمہ تاج، فرحت زیدی، فرحت قادری، فرحت قمر، فرزانہ سحاب مرزا، فرحت کاکوروی، فرید انجم، فرید سحر، فرید لاکھانی فرح، فصیح اللہ نقیب، فضا کوثری، فنی ایوت محلی، فیاض افسوس، فیض اسلامی، فیض الرحمٰن، فیض، فیض رائچوری، فیض رتلامی، قادری حیدرآبادی قادر لکھیم پوری، قاسم ندیم، قاضی اسد ثنائی، قاضی سلیم، قاضی غلام محمد، قاضی مرزا احمد، قتیل شفائی، قتیل فیروز پوری، قدیر لکھیم پوری، قریشی حلال بھڑ گانوی، قلندر مست، قمر الزماں قمر ڈاکٹر، قمر رئیس ڈاکٹر، قمر زاہدی، قمر سیوہاروی، قمر گگاروی، قمر ملتانی قیسی قمر نگری ڈاکٹر، قیصر علی قیصر، کابل بھارتی، کاجل سلطان پوری، کاجل ندیمی، کاظمی، کالوجی رامیشور راؤ شاذ کامل حیدرآبادی، کاوش عباسی، کباب علیگ، کرامت علی کرامت پروفیسر، کرشن پرویز، کرگس سہوانی، کرنل کریم نگری، کربک بتیاوی، کریم رضاء کلونت سنگھ جانی، کلہر مودھوی، کلیم چغتائی، کلیم ضیاء، کلیم غازی پوری، کمال اظہر، کمال مدراسی، کملا کر دلیر، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، کنھیا لال کپور، کوثر جعفری، کوثر سعید، کوثر صدیقی، کوہکن، کھٹ پٹ حیدرآبادی، کھٹ مٹ مسٹر، گرگٹ گورکھپوری، گربڑ حیدرآبادی، گستاخ گیاوی، گل انور، گلیم مید کی، گلی نلگنڈوی، گنوار دکنی، گنہگار ہندی، گوپی ناتھ امن، گھامٹر محبوب نگری، گیان چند جین ڈاکٹر، لاحول حیدرآبادی، لاغر نرملی، لطف ہارونی، لیکر سمدھی، م۔ آصف آروی، ماچس لکھنوی، ماہر حیدرآبادی، ماہر کریم نگری، ماہر محمد آبادی، متانت ریاض، متین امروہی، مٹھو میاں نظام آبادی، مجاہد لکھنوی، مجنوں حیدرآبادی، مجنوں لکھنوی، مجیب الرحمٰن بزمی، مجیب عارفی، مجید آزر ڈاکٹر، مجید بیدار ڈاکٹر، مجید شمشیر کوٹر نگلی، مجید عارف، مجید لاہوری، مجید مقبول، محبوب الرحمٰن بزمی، محبوب الرحمٰن محبوب ڈاکٹر، محبوب راہی ڈاکٹر، محبوب مان بھومی، محسن حیدرآبادی، محسن عظیم آبادی، محمد آصف قدوائی، محمد ابراہیم راہی، محمد اسد اللہ، اصلی شاعر، محمد اسلم، محمد اصفر الدین جنید، محمد افضل خان، محمد بدیع الزماں، محمد جاوید کروٹ، محمد جمیل الرحمٰن، محمد حسین ملک، محمد حفیظ الدین فردوس، محمد حمید الرین حمید، محمد حمید الدین ساغر، محمد حنیف انصاری، محمد رحیم الدین سنکی، محمد رحیم الدین نیاز کریم نگری، محمد رحیم الدین نیازی، محمد رشید الدین، محمد رفیع الدین راز، محمد رفیع الدین انصاری، محمد روشن علی کرنل، محمد سعد اللہ، محمد طارق، محمد طارق نمازی، محمد ظہیر الدین ساحر، محمد عابد علی خان غافل، محمد عبدالرحمٰن سلیم، محمد عبدالستار سعید، محمد عبدالکریم ماہر، محمد

عزیز الرحمٰن ڈاکٹر، محمد علی رنعت، محمد علی شریف جوہر، محمد علی منگلی، محمد عمران اعظمی پروفیسر، محمد فخرالدین، محمد کمال اظہر، محمد ماجد علی داغی، محمد محمود شریف محمود، محمد مصطفیٰ جھنجھٹ، محمد ممتاز راشد، محمد نسیم، محمد ہارون سیٹھ سلیم بنگلوری، محمد یوسف الدین یوسف، محمد یونس ہرگانوی، محمود حسن، محمود حیدرآبادی، محمود شاہد، محمود شریف محمود، محمود عشق، محمود نشتر، محی الدین شاہین، مختار احسن انصاری، مختار ٹونکی، مختار شمیم مختار یوسفی، مختار یونس مالیگاؤں، مخدوم علی ممتاز، مخمل روراسی، مخمور سعیدی، مدنظر ڈاکٹر، مذاق جھانسوی، مرزا اٹکلی، مرزا چھکن، مرزا حیدرآبادی، مرزا رضا حسین، مرزا رفیق، بیگ رفیق، مرزا سلطان بیگ، مرزا شکور بیگ، مرزا عاصمی اختر، مرزا فاروق چغتائی، مرزا کھونچ، مرزا محمد اسلم، مرزا نوشہ، مستان، مسٹر بھارتی، مسٹر دہلوی، مسٹر لکھنوی، مسرور شاہجہاں پوری، عبدالقدیر، مسرور مسلم، مسعود احمد جھانپڑ، مسعود حسین خاں پروفیسر، مسلم انصاری، مسلم سلیم، مشتاق احمد، مشتاق پریمی، مشتاق سعید مشتاق شاد، مشتاق یوسفی، مشکور حسین یاد، مصطفیٰ ابدالی پھکڑ، مصطفیٰ شہاب، مصطفیٰ جمیل، مصطفیٰ علی بیگ، مصلح الدین سعدی، مظفر مجاز، مظفر حسین جوہر سیوانی، مظفر عالم ضیاء، مظفر لکھنوی، معید جاوید کروٹ، معین الدین بمبو ڈاکٹر، معین شاہ آبادی، مفلس فاروقی، مقبول احمد مقبول، مقبول ادیبی مرزاپوری، مقبول عابدی، مقبول فاروقی، مقرب حسین مقرب، مقصود احمد، مقیت اعظمی م۔ک مرادآبادی، ممتاز امید، مناظر عاشق ہرگانوی، منجل حیدرآبادی، منجو قمر، منشاء الرحمٰن خاں منشاء، منصور عمر، منظور احمد، منظور الامین، منظر شاہ آبادی، منظور علی عاقب، منہ پھٹ ناگپوری، منیر پرویز، منیر حیدرآبادی، منیر سیفی، موج صہبائی، مولانا وقت موئی، مونس بریلوی، مہتاب قدر، مہ لقاء ملکہ، مہمل لکھنوی، میثم رضا شیون، ناچیز حیدآبادی، نادر تقسیم احمد، نازش پرتاب گڈھی، ناظر خیامی، ناظر قدوائی، ناوک حمزہ پوری، نٹ کھٹ عظیم آبادی، نثار عباسی، نجم الدین نجم، نجم الہدیٰ، نخو بھائی، ندیم دیگلوری، نذیر احمد فہمی، نذیر بن ضمیر، نذیر دہقانی، نریش ڈاکٹر، نریندر رائے، نریندر لوتھر، نزاکت فیضی، نسیم انصاری، نسیم اختر، نسیم سحر، نسیمہ تراب الحسن، نشاط آفریں، نشاط امروہی، نشتر کٹواپوری، نشتر سیوانی، نصرت، نصرت ناداں کانپوری، نصر قریشی، نظام احمد قریشی، نظام الدین نظام، نظر برنی، نوٹی بوائے، نوید بلاسپوری، نور محمد یاس، نقیب اکولوی، نسیم صباء، نعیم اختر، نور امروہی، نوید بلاسپوری، نیاز جیئے راج پوری، نیاز سوانی، نیاز کریم نگری، نیر حامد، واحد انصاری، واحد کیسر مڑوی، واحد محسن، واجد ندیم، واقف، وحید اختر انصاری، وحید شیخ، وحید عادل، وحیدہ نسیم، وراثت شکوہ کاشمیری، وسیمہ بگی، وسیم یاد نقوی، وقار خلیل، وکیل الرحمٰن، ولایت احمد ناصری، ولی الحق انصاری، ولی قادری، ہادی منزہ ڈاکٹر، ہاشم عظیم آبادی، ہزل لکھنوی، ہرفن لکھنوی، ہلال رضوی، ہلال سیوہاروی، ہنٹر کریم

نگری، نشتر غازی پوری، یادگار حسین رضوی، یٰسین آفتابی، یادگار نقوی یاد، یعقوب عمر ڈاکٹر، یعقوب حیرت، یگانہ ملیگانوی، یوسف اعظمی، یوسف بابا، یوسف جانی میدکی، یوسف جمیل جامعی، یوسف شمسی کاکوری، یوسف غوری، یوسف قادری، یوسف گوہر ڈاکٹر، یوسف مختار احمد، یوسف ہستی، یوسف یکتا۔ (۳۷)

۱۰۔ مدیر شگوفہ بحیثیت ناشر (شگوفہ بہ حیثیت طباعتی و اشاعتی مرکز):

زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان کی حیثیت سے شگوفہ کی اجرائی سے قبل بھی کتابوں کی نشر و اشاعت کا سلسلہ جاری تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب زندہ دلانِ حیدرآباد کے تیسرے سوونیر کا اجراء بدست پروفیسر مسعود حسین خاں عمل میں آیا تو اس وقت سے زندہ دلانِ حیدرآباد کی مالی اعانت سے دو کتابیں علی صائب میاں کی شاعری کا مجموعہ "گھوکرو کے کانٹے" اور رضا نقوی واہی کا شعری مجموعہ "نشتر و مرہم" منظر عام پر آئے۔

جب شگوفہ کی اجرائی عمل میں آئی اور کم وقت میں اس رسالے کی شہرت ہوئی تو مدیر شگوفہ نے شگوفہ پبلی کیشنز کی شروعات کردی تاہم سید مصطفیٰ کمال نے شگوفہ پبلی کیشنز سے کتابیں شائع ہونے کے لیے یہ شرط رکھی کہ صاحب کتاب اپنے ذاتی صرفے سے کتابیں شائع کریں گے اس میں کسی طرح کی جزوی و کلی مالی اعانت زندہ دلانِ حیدرآباد یا ماہنامہ شگوفہ کی جانب سے نہیں دی جائے گی چنانچہ بے شمار کتابیں شگوفہ پبلی کیشنز نے شائع کیں جن میں راقم الحروف کو جتنی کتابیں دستیاب ہوئیں (۳۸) ان کی تفصیلی فہرست ذیل میں دی جارہی ہے۔

نشان سلسلہ	کتاب کا نام	نفس مضمون	صاحب کتاب کا نام	ماہ و سال	تعداد	ضخامت	قیمت
۱	البدر عرب اسرائیل جنگ ۱۹۷۳ء		قاضی جلیل احمد	مارچ ۱۹۷۹ء	۱۰۰۰	۴۲	۸
۲	نصاب دل	شاعری	رشید عبدالسمیع جلیل	دسمبر ۱۹۷۹ء	۸۰۰	۱۳۶	۱۲
۳	موسم سنگ	شاعری	مضطر مجاز	دسمبر ۱۹۷۹ء	۱۰۰۰	۱۳۶	۱۵
۴	تنویر ادب حصہ دوم		ڈاکٹر لئیق صلاح	۱۹۷۳ء			
۵	برجیس الدین فیض شخصیت حیات و ادبی کارنامے		ڈاکٹر لئیق صلاح	۱۹۸۰ء			۲۰
۶	اور کچھ بیاں اپنا	مضامین	داؤد اشرف	۱۹۸۰ء	۷۰۰	۱۱۶	۱۰
۷	حیدرآباد کے شب و روز		چندر سری واستو	جنوری ۱۹۸۱ء	۱۰۰۰	۱۹۲	۱۰

۸	زمین کی کہانی	سائنسی ادب	ڈاکٹر یوسف کمال	فروری ۱۹۸۲ء	۷۵۰	۱۴۴	۱۲
۹	غبار خاطر		روف خوشتر	۱۹۸۳ء			۱۰
۱۰	ٹائیں ٹائیں فش		پرویز یداللہ مہدی	۱۹۸۳ء			
۱۱	حیدرآباد میں طنز ومزاح کی نشوونما (۱۹۵۰-۱۹۸۰)	ایم۔فل مقالہ	انیسہ سلطانہ	۱۹۸۶ء	۵۰۰	۲۵۶	۳۰
۱۲	عہد ارسطو جاہ علمی و ادبی کارنامے	شخصیت	ڈاکٹر لئیق صلاح	۱۹۸۶ء	۶۰۰	۵۵۲	۵۰
۱۳	دومنٹ کی خاموشی	کہانیاں	عاتق شاہ	۱۹۸۶ء	۱۰۰۰	۱۲۴	۱۵
۱۴	کاغذی ہے پیرہن		رشید موسوی	۱۹۸۶ء			
۱۵	حیدرآباد میں اردو کی ترقی۔۔۔	پی ایچ۔ڈی مقالہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۹۹۰ء	۱۰۰۰	۳۰۵	۸۰
۱۶	عکس در عکس	مضامین	ڈاکٹر لئیق صلاح	اپریل ۱۹۹۲ء	۶۰۰	۱۳۵	۲۵
۱۷	ہوائی کولمبس		نریندر لوتھر	۱۹۸۹ء			
۱۸	حاصل تحقیق	مضامین	سید داؤد اشرف	جولائی ۱۹۹۲ء	۱۰۰۰	۱۴۴	۱۰۰
۱۹	میں کتھا سناتا ہوں	مضامین	عاتق شاہ	۱۹۹۲ء			۳۵
۲۰	تنویر ادب (حصہ نظم)	نصابی	ڈاکٹر حبیب ضیاء	۱۹۹۳ء	۵۰۰	۷۲	۱۰
۲۱	شاد و نیاز			۱۹۹۳ء			
۲۲	زرد زرد دھوپ	مضامین	نعیم زبیری	۱۹۹۳ء	۵۰۰	۱۰۴	۶۵
۲۳	امریکہ میری عینک سے	سفرنامہ	یوسف ناظم	دسمبر ۱۹۹۳ء	۱۰۰۰	۱۱۲	۵۰
۲۴	میں چیخوں گا		عاتق شاہ	۱۹۹۴ء	۵۰۰	۱۲۷	
۲۵	نقد و جستجو		ڈاکٹر لئیق صلاح	۱۹۹۴ء		۱۰۸	۵۰
۲۶	چوڑی کے غلام		پرویز یداللہ مہدی	جولائی ۱۹۷۸ء			۷
۲۷	ترکی بہ ترکی		پرویز یداللہ مہدی	۱۹۹۴ء			
۲۸	ارمغان		ڈاکٹر لئیق صلاح	دسمبر ۱۹۹۶ء		۱۳۵	۶۰
۲۹	قدردانِ حیدرآباد	مضمون	سید داؤد اشرف	دسمبر ۱۹۹۶ء	۵۰۰	۱۲۰	۱۰۰
۳۰	اوراقِ مورخ		سید داؤد اشرف	۱۹۹۸ء			

۳۱	کہیں دیکھا ہے	مضامین	سید رحیم الدین توفیق	مارچ ۱۹۹۹ء	۵۰۰	۱۰۴	۶۰
۳۲	سلیمان اریب شخصیت اور فن		غوثیہ سلطانہ	۱۹۹۹ء	۵۰۰	۱۸۹	۱۵۰
۳۳	ہم بھی تو کھڑے ہیں	انشائیے	یوسف امتیاز	مارچ ۲۰۰۱ء	۵۰۰	۱۲۷	۶۰
۳۴	حرف اعتبار		ڈاکٹر سید داؤد اشرف	نومبر ۲۰۰۱ء	۵۰۰	۱۱۷	۱۰۰
۳۵	پرچھائیاں	مضامین	یوسف امتیاز	اپریل ۲۰۰۲ء	۵۰۰	۱۵۲	۱۰۰
۳۶	ارسطو جاہ از تمکین کاظمی		مرتبہ ڈاکٹر لئیق صلاح	۲۰۰۲ء	۶۰۰	۴۶۰	۳۵۰
۳۷	گزشتہ حیدرآباد (آرکائیوز کے آئینے میں)		سید داؤد اشرف	دسمبر ۲۰۰۳ء	۵۰۰	۱۸۰	۱۲۵
۳۸	نو پرابلم	انشائیے	یوسف امتیاز	اپریل ۲۰۰۴ء	۵۰۰	۱۲۸	۱۰۰
۳۹	دو تولے کی زبان	مضامین	واجد ندیم	مارچ ۲۰۰۵ء	۳۰۰	۱۲۸	۱۰۰
۴۰	ادھورے خواب		واجد ندیم	۲۰۰۵ء	۵۰۰	۲۰۰	۱۰۰
۴۱	سخنِ دلنواز (دوسرا ایڈیشن)		واجد ندیم	۲۰۰۵ء	۳۰۰	۱۱۶	۱۰۰
۴۲	سخن کے پردے میں		طالب خوندمیری	۲۰۰۵ء			
۴۳	حیدرآباد کی طنز و مزاح نگار خواتین	تذکرہ	ڈاکٹر حبیب ضیاء	۲۰۰۵ء	۵۰۰	۲۲۴	۱۰۰
۴۴	بیرونی ارباب کمال اور حیدرآباد		سید داؤد اشرف	۲۰۰۵ء	۵۰۰	۳۲۰	۲۰۰
۴۵	پرچھائیوں کے دیس میں		یوسف امتیاز	۲۰۰۶ء			
۴۶	بڑے گھر کی بیٹی	خودنوشت	ڈاکٹر حبیب ضیاء	جنوری ۲۰۰۶ء	۵۰۰	۲۴۲	۲۰۰
۴۷	دیئے	شاعری	نزہت صدیقی	۲۰۰۷ء	۲۰۰	۸۸	۱۰۰
۴۸	گنجینۂ دکن		سید داؤد اشرف	۲۰۰۷ء			
۴۹	دامنِ یوسف	شاعری	یوسف امتیاز	مئی ۲۰۰۸ء	۳۰۰	۹۲	۱۰۰
۵۰	جانم		رشید عبدالسمیع جلیل	مارچ ۲۰۰۸ء	۵۰۰	۱۲۸	۲۰۰
۵۱	تارِ نفس	مضامین خاکے	ڈاکٹر لئیق صلاح	۲۰۰۹ء	۲۵۰	۱۴۸	۲۰۰
۵۲	حیدرآباد کی علمی فیض رسانی		سید داؤد اشرف	۲۰۰۹ء			
۵۳	مضامین نو	مضامین،	ڈاکٹر حبیب ضیاء	۲۰۰۹ء	۵۰۰	۱۷۲	۲۰۰

۵۴	گونگے دریچے	افسانے	نعیم زبیری			۱۲۳	۱۰
۵۵	شب گرد		حمید الماس مترجم				
۵۶	متاعِ واہی	مجموعہ	رضا نقوی واہی				۲۰
۵۷	درگھسیٹ		سرپٹ حیدرآبادی				۸
۵۸	گلبرگ سے گلمرک تک	سفرنامہ	طیب انصاری				
۵۹	آدمی نامہ	خاکے	مجتبیٰ حسینی				۷
۶۰	بہر دل		مجتبیٰ حسینی				۹
۶۱	بالآخر		مجتبیٰ حسینی				۱۴
۶۲	رقص تماشائی		وجاہت علی سندیلوی				۱۵
۶۳	مطلع عرض ہے	مجموعہ کلام	دلاور فگار				۱۲
۶۴	دکھتی رگ پر	شاعری	چچا پالموری	۲۰۰۹ء	۵۰۰	۱۱۲	۲۰۰
۶۵	کتابوں کے قدرشناس آصف سابع	مضامین وفرامین	ڈاکٹر سید داؤد اشرف	۲۰۱۱ء	۵۰۰	۱۶۰	۲۰۰
۶۶	حیدرآباد مشاہیر کی نظر میں	تحقیقی مضامین	ڈاکٹر سید داؤد اشرف	اپریل ۲۰۱۳ء	۵۰۰	۱۹۹	۲۰۰

۱۱۔ شگوفہ انٹرنیٹ پر:

www.shugoofa.com لاگ آن کرنے پر طنز و مزاح کا رسالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کا Home Page ملٹی کلر سے مزین اپنی کشش سے ناظرین کو متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

۱۲۔ شگوفہ کی نذر منظوم تہنیت:

''شگوفہ'' کی پذیرائی ادبی حلقوں میں خوب ہوئی جس کا اندازہ ان منظوم تہنیتوں سے ہوتا ہے جن کو اس دور کے مشہور و معروف شعراء نے پیش کیا ہے مثلاً عبدالسمیع جلیلؔ مصلح الدین سعدی ڈاکٹر راہی قریشی' غالبؔ' پرویز بخاری' فیضؔ اور عمران اعظمی وغیرہ۔

شگوفہ کے نام

گلزارِ تبسم ہے گلستاں ہے شگوفہ ۔۔۔ ہر گوشۂ گلشن میں گل افشاں ہے شگوفہ
آفاق میں رہتا ہے سدا قہقہہ بردوش ۔۔۔ انفس میں مگر طنز بداماں ہے شگوفہ
ہے شوخئ تحریر میں یکتائے زمانہ ۔۔۔ منظور نظر ہائے ظریفاں ہے شگوفہ
اک موج سی لہرا کے گزر جائے ہیں ہر سو ۔۔۔ مثلِ بُتِ طناز خراماں ہے شگوفہ
مکتب ہے نئی فکرِ ونظر کا یہ دکن میں ۔۔۔ اک طنز وظرافت کا دبستاں ہے شگوفہ
دل میں کوئی رنجش ہو تو کچھ فکر نہ کیجیے ۔۔۔ غم سارا غلط کرنے کا ساماں ہے شگوفہ
اک بزم کہ موسوم ہے جو زندہ دلوں ہے ۔۔۔ اُس بزم میں اک شمعِ فروزاں ہے شگوفہ
ایوانِ ظرافت میں مسرت کا ہے منظر ۔۔۔ بام و در و دیوار پہ رقصاں ہے شگوفہ
لکھا ہے جلیلؔ آپ نے منظوم مُرقع ۔۔۔ اس طرز نگارش پہ بھی نازاں ہے شگوفہ (۳۹)

شگوفہ نامہ

ظرافت کی سوغات لایا شگوفہ ۔۔۔ مزاح دکن کا ہے، تحفہ شگوفہ
دکن کیا، ہے گنگ و جمن کا سفینہ ۔۔۔ خلیجؔ عرب میں جو پہونچا شگوفہ
کبھی یوسفیؔ کی مرقع نگاری ۔۔۔ دلاورؔ فگاری دل آرا شگوفہ
کبھی مجتبیٰؔ کے شگفتہ شتیلے ۔۔۔ یداللہؔ مہدی کے قد سا شگوفہ
یہ خامہ بگوشؔ، یہ لوتھرؔ طرازی ۔۔۔ ہے طالبؔ نگاری کا نقشا شگوفہ
حمایتؔ کی حاصل ہو جس کو حمایت ۔۔۔ نہ ہو کیوں پھر اونچے سے اونچا شگوفہ
نہ ہو کیوں دماغ اس کا چوتھے فلک پر ۔۔۔ مسیحاؔ نفس انجم آراء شگوفہ
برابر چٹکتا چلا جارہا ہے ۔۔۔ کمالی ہے یہ مصطفیٰؔ کا شگوفہ
تلفظ کے دلدل میں کیوں پھنس رہے ہو ۔۔۔ شگوفہ کہو یا شِگوفہ، شُگوفہ
یہ زیر و زبر سے بھلا زیر ہوگا ۔۔۔ شگوفہ بہ ہر حال ٹھہرا شگوفہ
یہ ننھا سا پودا بڑا سخت جاں ہے ۔۔۔ ہو کیسا ہی موسم شگفتہ شگوفہ
خزاں کا نہ آیا کبھی اس پہ سایہ ۔۔۔ نمونہ ہے فضل خدا کا شگوفہ

وہ جن کو نہیں مسکرانے کی فرصت سنا ہے کہ ان کو بھی بھایا شگوفہ
شرارت ہے سعدیؔ یہ عابد معزؔ کی کھلایا یہ صحرا میں اچھا شگوفہ (۴۰)

شگوفۂ ظرافت

بڑھ کر شگوفہ ہو گیا پچیس سال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

اس کو کبھی نہ خوف رہا ہے زوال کا یہ پول کھولتا ہے سیاست کی چال کا
یہ آئینہ ہے ذہن کے نازک خیال کا جلوہ ہے گام گام پہ اس کے جمال کا

بڑھ کر شگوفہ ہو گیا پچیس سال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

اس کی ادا میں رنگِ ظرافت ہے دوستو یہ گلشن بہار کی نکہت ہے دوستو
گم راہ کے لیے یہ ہدایت ہے دوستو کمزور دل کے واسطے ہمّت ہے دوستو

یہ ہے جواب وقت کے مشکل سوال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

آپ اس کو قہقہوں کا سمندر کہیں جناب گلزارِ حسنِ فکر کا منظر کہیں جناب
طنز و مزاح کا اسے دفتر کہیں جناب آجائے دل جو اس پہ تو دلبر کہیں جناب

دیکھیں گے آپ اس میں سماں نینی تال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

سچ ہے شگوفہ صاحبِ حکمت کی دین ہے تخئیل کے بدن کی حرارت کی دین ہے
یہ اہلِ علم وفن کی جسارت کی دین ہے یہ کاروبارِ طنز و ظرافت کی دین ہے

دلچسپ ماہنامہ ہے اپنی مثال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

فن کا چمن سجانا شگوفہ کا کام ہے کام اہلِ فن کے آنا شگوفہ کا کام ہے
ہر دل کو گدگدانا شگوفہ کا کام ہے روتوں کو بھی ہنسانا شگوفہ کا کام ہے

واہیؔ کا دل، جگر ہے فگار و ہلال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

اہلِ نظر کی آنکھ ہے دل کی زبان — یہ اتحاد قوم و وطن کا نشان ہے
اشکوں کی آبرو ہے تبسم کی جان ہے — یہ ماہنامہ طنز وظرافت کی شان ہے
یہ عکس ہے عروسِ سخن کے جمال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

یہ بچھڑے دو دلوں کو ملاتا ہے دوستو! — یہ گدگدا کے سب کو ہنساتا ہے دوستو!
جو دور ہے قریب اسے لاتا ہے دوستو! — ہر ماہ فن کا جادو جگاتا ہے دوستو!
ماضی کا یہ بدن ہے تو چہرہ ہے حال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

ریکھا کی یہ ادا ہے تو ہیما کا بانکپن — نرگس کی دلکشی سے لہکتا ہے یہ چمن
لمبو کی ہے اونچائی تو بینا کا ہے بدن — طالب یہ سوچتے ہیں کہ کرلیں اسے غبن
انداز یہ دکھاتا ہے ٹن ٹن کی چال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

بھارت کا ہے یہ قلب تو مضطر کا ہے مزاج — چلتا ہے مجتبیٰ کے تجسس کا اس پہ راج
نیر کی روشنی ہے تو لوتھر کا ہے سراج — یوسف، دلیپ اور حمایت کا ہے یہ تاج
جوہر کا اس میں نور ہے جلوہ ہلال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

آدر ہے بائبل کی بڑی آن بان کا — آدر گرنتھ کا بھی ہے آدر پران کا!
اور اس میں احترام ہے قرآں کی شان کا — فوٹو مجھے لگے ہے یہ ہندوستان کا!
اشوک ہے یہ ہولی کے رنگ و گلال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا

اس آفتاب فن کی ضیاء گام گام ہے — دل دادہ اس رسالے کا ہر خاص وعام ہے
مشرق کی یہ ہے صبح تو مغرب کی شام ہے — تنگ اس عروس فن کی ادا کا غلام ہے
اس میں ملے گا رنگ جنوب و شمال کا
زندہ دلی کا رنگ ہے اس میں کمال کا (۴۱)

نظم ڈاکٹر راہی قریشی

خوشیاں اگر ہوں کم تو شگوفہ پڑھا کرو
غم سے ہو آنکھ نم تو شگوفہ پڑھا کرو

بیوی کرے ستم تو شگوفہ پڑھا کرو
اولاد کا ہو غم تو شگوفہ پڑھا کرو

ابا قریب ہوں تو پڑھو مذہبی کتاب
نزدیک ہو صنم تو شگوفہ پڑھا کرو

عقد سعید دختر عائشہ کے لیے
مل جائے ابن عم تو شگوفہ پڑھا کرو

اک بیوی پر ہی صبر کروں گا تمام عمر
یاد آئے یہ قسم تو شگوفہ پڑھا کرو

اولاد میں اضافے کے ہمراہ ہر برس
انکم ہو کم سے کم تو شگوفہ پڑھا کرو

گھر کو محاذ جنگ بنانا فضول ہے
بیگم ہو ٹائم بم تو شگوفہ پڑھا کرو

لکھنے سے کس کو فائدہ پہنچا جو تم کو ہو
کھو جائے جب قلم تو شگوفہ پڑھا کرو

اس دور نامراد کے حبس دوام میں
گھٹنے لگے جو دم تو شگوفہ پڑھا کرو

یہ آگ، یہ لہو، یہ تعصب، یہ اضطراب
عالم کا ہو الم تو شگوفہ پڑھا کرو

راہیؔ شگفتگی طبیعت کا شہر میں
رکھنا ہو کچھ بھرم تو شگوفہ پڑھا کرو (۴۲)

شگوفہ

اک خاص نئے ڈھنگ سے، ہر بار شگوفہ
ہے طنز و ظرافت پہ نمودار شگوفہ

سینتیس برس سے ہے اشاعت کے افق پر
تابندہ، تر و تازہ، لگاتار شگوفہ

برسات ہو، یا فصل بہاراں ہو کہ پت جھڑ
ہر ماہ رہا وقت پہ تیار شگوفہ

کیسی ہی وبا آئے کبھی شعر و ادب میں
ہوگا نہ کسی روز بھی بیمار شگوفہ

دیں اس کے شب اوراق طراوت دل وجاں کو
آنکھوں پہ کسی کی بھی نہیں بار شگوفہ

ہر دور میں اس کے ہیں بہت 'مفت' کے قاری
باقی ہے ابھی تک، کہ ہے دم دار شگوفہ

پڑھتے تو ہزاروں اسے دنیا میں ہیں لیکن
کم کم ہی بناتا ہے خریدار شگوفہ

اس کے تو 'بہت خاص' شمارے بھی ہیں لیکن
ہر عام شمارہ بھی ہے شہکار شگوفہ

گو طنز و ظرافت کا جریدہ ہے یہ لیکن
ہوتا ہی نہیں درپے آزار شگوفہ

ہو ترش کوئی نثر کہ ہو نظم کوئی تلخ
ملحوظ مگر رکھے ہے معیار شگوفہ

تنقید کرے کوئی یا تنقیص بھی اس کی
کھاتا ہے کسی سے بھی کہاں، خار شگوفہ

اب تک نہ کیا وار کسی پر بھی اگرچہ
رکھتا ہے بہت طنز کے ہتھیار شگوفہ

یک جہتی جھلکتی ہے مضامین سے اس کے
رکھتا ہے سدا ایک ہی رفتار شگوفہ

گو م۔ کمال، اس کی ادارت پہ ہیں لیکن
'مہماں' کو بھی کرتا ہے گرفتار شگوفہ

اک ماہ کے 'سلطان ادارت' جو ہیں 'لوتھر'
ان سے تو جتاتا ہے بہت پیار شگوفہ

ہو دوست کہ 'دشمن' کہ شناسا یا پرایا
ہر ایک سے رہتا ہے ملنسار شگوفہ

آنس ہے مگر اس کا کوئی حشر کا میداں
پر کھے ہے 'قلم کاروں' کے کردار شگوفہ

آتے ہیں یہاں روز اسے چاہنے والے
رکھتا ہے الگ اپنا بھی دربار شگوفہ

تائید کے پھندوں میں پھنسائے یہ سبھی کو
ساحر ہے کوئی یا ہے فسوں کار شگوفہ

غالب کے طرف دار تو دنیا میں بہت ہیں
ہے طالب خستہ کا طرف دار شگوفہ (۴۳)

نظم کرشن پرویز

کرتا ہو وقت پاس شگوفہ پڑھا کرو
بیوی نہ ہو جو پاس شگوفہ پڑھا کرو

دنیا نے، دوستوں نے اگر غم ہیں دے دیئے
جب غم نہ آئے راس شگوفہ پڑھا کرو

دفتر میں گھر میں کام میں جب دل نہ لگ سکے
دل ہو بہت اُداس، شگوفہ پڑھا کرو

بیوی کی گالیوں سے اگر تنگ آ گئے
ہونا نہ بدحواس شگوفہ پڑھا کرو

ڈینگیں تو لوگ مارتے کتنی بڑی بڑی
ڈالے نہ کوئی گھاس شگوفہ پڑھا کرو

پرویز ہم نے اس کو بہت آزما لیا
یہ ہے وفا شناس، شگوفہ پڑھا کرو (۴۴)

یہ شگوفہ ہے!

نہ نکل جائے دیوالہ پڑھیے
اک خریدی کا رسالہ پڑھیے

رائی کا ہم نے بنایا پربت
آپ ہمت سے ہمالہ پڑھیے

گربہ کشتن سے نہیں کچھ حاصل
بلی کو شیر کی خالہ پڑھیے

قاب کھا لیجئے، ملے مالِ مفت
اپنی محنت کا نوالہ پڑھیے

چھوڑیے شعر و ادب کی تنقید
اپنی بیوی پہ مقالہ پڑھیے

پوچھتے کیا ہیں ظرافت کیا ہے؟
یہ شگوفہ ہے رسالہ پڑھیے

گر بخاری پہ ستم ڈھاتا ہے
کسی ناقد کا حوالہ پڑھیے (۴۵)

جام چھلکائے شگوفہ

کسی بھی ہاتھ میں آئے شگوفہ — سبھی کے دل کو بہلائے شگوفہ
بڑی ہی تیز اس کی چال دیکھی — یہ سب پہ طنز کر جائے شگوفہ
سیاست دانوں کی بھی پول کھولے — اشاروں میں یہ سمجھائے شگوفہ
پڑھیں جب طنز سے بھرپور غزلیں — غزل کہنے کو اُکسائے شگوفہ
مہینے میں فقط اک بار آئے — ہمیں فرقت میں تڑپائے شگوفہ
سبھی چھوٹے بڑوں میں چاؤ اس کا — جو دیکھے اس کو ہی بھائے شگوفہ
کوئی غم ہو تو یہ آتا ہے دل میں — کہیں سے کاش مل جائے شگوفہ
بڑی رنگین ہوجاتی ہے محفل — ہنسی کے رنگ بکھرائے شگوفہ
اسے پڑھ کر نشہ سا آرہا ہے — ہنسی کے جام چھلکائے شگوفہ
کبھی مل جائے گی قربت بھی اس کی — ہمیں اک بار بلوائے شگوفہ
رسالے طنز کے دیکھے بہت ہیں — ہزاروں میں غضب ڈھائے شگوفہ
اسے اک بار جو پڑھ لے کہیں پر — اُسی دل میں سما جائے شگوفہ
دعا ہے فیضؔ رتلامی کی دل سے — بلندی پر پہنچ جائے شگوفہ (۴۶)

شگوفہ تھراپی

شگوفہ پڑھ مرے ہمدم، مرے دشمن، مرے بھائی — گھٹے گا تیرا موٹاپا بڑھے گی تیری بینائی
اگر تو چاہتا ہے کمپٹیشن اپنے غیروں سے — شگوفہ گھول کر پی لے نہ کھا بن داس بالائی
شگوفہ ہر جگہ ملتا ہے، مے خانے میں مطعم میں — شگوفہ پی، شگوفہ کھا، شگوفہ چاٹ لے بھائی
اگر گھر میں ترے کمبل نہیں چادر نہیں، کیا فرق؟ — اگر سردی لگے جم کر شگوفہ اوڑھ لے بھائی
شگوفہ تیری رگ رگ میں ظرافت گھول دیتا ہے — ہنسائے گی زمانے کو تری باتوں کی شنوائی
خزینہ ہے ظرافت کا، خزانہ ہے لطافت کا — نمونہ ہے شرافت کا، ہٹائے موج تنہائی
اگر کھانسی کبھی آئے کبھی بھی ٹیس ہو سر میں — کبھی بھی درد ہو دل میں شگوفہ پی مرے بھائی
شگوفہ آدمی کی ہر تمنا کا محافظ ہے — تری چشم بصیرت کو ملے گی اس سے بینائی
شگوفہ سیر کرتا ہے منی سوٹا کی، لندن کی — شگوفہ جارہا ہے اب تو بنکاک اور شنگھائی

سبھی جپتے ہیں مالائیں شگوفہ کے مضامیں کی
بھلے وہ ہوں علی عمران یا رحمٰن چغتائی

بہادر گوڑ، عمران، مجتبیٰ، لوتھر، شجاع عاطف
ہیں سر خیل شگوفہ ڈاکٹر رفعت علی آئی

شگوفہ چھاپتا تھا اشتہارِ منجن فاروقی
اسی کا فیض ہے سارا جو دانتوں میں چمک آئی

حسینانِ دکن مرتی ہیں طنزیہ نگارش پر
کیا ہے اس شگوفے کی جوانی اور رعنائی

شگوفہ بھیجتے ہیں ہم کمشنر کے دفاتر میں
مگر فرصت انہیں ملتی نہیں پڑھنے کی اے بھائی

شگوفہ گاڑتا ہے اپنا جھنڈا ہر طریقے میں
جلاہا ہو کہ سید ہو، کمینہ ہو کہ ہر جائی

شگوفہ، یہ بھی ممکن ہے کہ جاتا ہو فلک پر بھی
پڑھیں گے اس کو خوش ہو کر کے غالب اور سہبائی

شگوفہ جیسے ہیرا ہو، شگوفہ جیسے موتی ہو
کبھی تو ست نرائن جی کریں اس کی پذیرائی

نہ پہنچے کس لیے بام ترقی پر یہ 'مہ نامہ'
ہیں دائرۃ المعارف کے علی عمران بھی شیدائی (۴۷)

۱۳۔ منظوم مراسلے برائے شگوفہ:

راقم کو ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے ماہنامہ شگوفہ کے مراسلوں کے علاوہ وہ خطوط بھی دستیاب ہوئے ہیں جو نہ ماہنامہ شگوفہ کی زینت بنے ہیں اور نہ موصوف کے ریکارڈ یا یادداشت میں محفوظ ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان میں سے سیکڑوں خطوط دست برد زمانے کی نذر ہو گئے۔

ماہنامہ شگوفہ کے ۴۵ سالہ مراسلوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کے منتخبہ اقتباسات بھی یہاں شامل کرنا محال ہے جب کہ منظوم مراسلے قدر کم ہیں اور جس میں مراسلہ نگار کے تمام تر جذبات 'احساسات اور آراء سبھی کچھ شامل ہیں لہٰذا یہاں منتخبہ ''منظوم مراسلے'' پیش کیے جا رہے ہیں۔ منظوم مراسلے ہو کہ تہنیتیں' ان شعراء نے بھی مزاحیہ انداز اختیار کیا ہے۔

قطعہ

تم نے پرچہ کمالِ خوبی سے
حیدرآباد سے نکالا ہے

اس کی کوئی کہیں مثال نہیں
منفرد رنگ ہے نرالا ہے! (۴۸)

☆

یہ ''شگوفہ'' جو ستمبر کا مرے ہاتھ میں ہے
ہر ورق اس کا منور ہے صنوبر کی طرح

بات اب آئی سمجھ میں کہ اسی کی خاطر
سارے فنکار ہیں پر جھاڑے کبوتر کی طرح

''فکر راوی'' کے قریں بیٹھے ہیں یوسف ناظم
سرخیِ عارض گلگلوں ہے ٹماٹر کی طرح
گو ہے پاگل مگر عابد کی طرح پھرتا ہے
اپنے بچوں سے وہ بھاگے ہے گداگر کی طرح
لکھ کے ''کرفیو کا نگر'' محترم عابد بھائی
سانپ کے منہ میں دبے ہیں وہ چھچھوندر کی طرح
ہوں رفیع، غالب و اقبال کہ پرواز ادیب
گال ہیں سب کے مسرت سے چقندر کی طرح
ڈھاکہ بنگال کے یوسف جو ہیں ''عورت'' والے
اپنا ''ادھیکار'' جمائے ہیں مسٹر کی طرح
''رسم اجراء'' کے جو موقع پہ ملے ہیں اعجاز
رعب سے بیٹھے ہیں بارعب کلکٹر کی طرح
دیکھ کے مصطفیٰ سید سے اڈیٹر کا کمال
دانت دشمن کے نکل آئے ہیں بندر کی طرح
کھنہ و بیدی و لوتھر ہوں کہ منظور مسیح
سب دمکتے بھی ہیں ہنستے بھی ہیں گوہر کی طرح
اس ''شگوفے'' کو خدا بخشے حیات گرگٹ
یہ دعا کام کرے جادو و منتر کی طرح (۴۹)

☆

عید مبارک اڈیٹر بھائی
سیوئی، لچھا اور بلائی
ایک جگہ کی کون بتائے
گھوم گھوم کر کھانا بھائی
پانچ عدد پنچول کی ٹکیا
لے کر ساتھ میں جانا بھائی
اپنی چھت پہ چاند دیکھے
سب آئے پر وہ نہ آئی
عید کے دن بھی دید نہیں ہے
میں نے کیسی قسمت پائی
عید منائے کھوکچ تو کیسے
وولٹیج ڈاؤن ہے میرے بھائی (۵۰)

(ماہنامہ شگوفہ کا سالنامہ ۱۹۸۶ء دیکھ کر)

میرے اچھے سے مصطفیٰ صاحب
رحمتیں آپ پر سدا صاحب
سالنامہ مجھے ملا صاحب
غنچہ دل مرا کھلا صاحب
سب مضامین اس کے ہیں اچھے
اور ہے خوب اداریہ صاحب
پڑھ کے مضمون فکر صاحب کا
ہنستے ہنستے میں رو گیا صاحب
''میرے گھر کا پتا'' پڑھا اس میں
بھول اپنا گیا پتا صاحب
بات پرویز کی پڑھی جس دم
خوب پھڑکی رگِ حیا صاحب
سرور ڈنڈا کی یاد کو بے شک
مجتبیٰ نے دیا جلا صاحب

"واہ حیدرآباد" میں عابدؔ خوب جچتے ہیں برملا صاحب
فاعلاتن مفاعلن فعلن جی میں آیا ہے سو لکھا صاحب
بات ہے اور اس شمارے میں کر رہا ہوں مطالعہ صاحب
دیجیے اب مجھے اجازت جی رب کرے آپ کا بھلا صاحب (۵۱)

زندہ دلانِ حیدرآباد کے نام منظوم خط

ہم یہاں سے دور ہیں رشتہ مگر ٹوٹا نہیں کچی مٹی کا گھڑا دریا میں ہے پھوٹا نہیں
پارٹیشن تو ہوئی ہے ان زمینوں کی جناب دونوں جانب دل دھڑکتے ہیں یہ ہیں خانہ خراب
دادا ہندوستان میں ہے دادی پاکستان میں ان کے پوتوں کی ہوئی ہے شادی پاکستان میں
منگنی ہوتی ہے یہاں تو شادی ہوتی ہے وہاں آدھی ہوتی ہے وہاں تو آدھی ہوتی ہے یہاں
جو دلہن ہے اس طرف ہے اس کا دولہا اس طرف یعنی ہنڈیا اس طرف ہے اور چولھا اس طرف
اس طرف گر پیر میں چبھتا ہے کانٹا آپ کے اس طرف ہوتا ہے دل میں درد بھائی باپ کے
آپ ڈھولک تو بجائیں ہم بھی ناچیں گے یہاں ناچنے میں ہرج کیا ہے وہ یہاں ہو یا وہاں
آپ کے بچے اگر اسکول جانا چھوڑ دیں اپنے بچے مدرسوں سے اپنا ناتا توڑ دیں
آپ میں کوئی خدا ناخواستہ بیمار ہو ویزا لے کے چلنے کو پھر ہر کوئی تیار ہو
آپ نے اپنا لیا ہے گرو ہاں طنز و مزاح ہم نے بھی تو پس ظرافت سے رچایا ہے نکاح
آپ اپنے دیس میں ہنستے ہنساتے ہی رہیں ہم ظرافت کے یہاں پر گل کھلاتے ہی رہیں
کچھ شگوفے آپ چھوڑیں اے مدیر محترم اور ظرافت کے پیالوں میں ڈبوئیں ہم قلم
آپ کی زندہ دلی سے بات کا بن جائے ڈھنگ اور اپنی شوخی دل بھی ادھر کچھ لائے رنگ
آؤ مل کر ہم لگائیں قہقہے اس زور سے نفرتوں کے جن نکل بھاگیں ہمارے شور سے
ہر طرف ہی نفرتوں کی گندگی کا راج ہے گندگی سے ان کے ذہنوں میں پرانی کھاج ہے

آؤ اس کھجلی پہ کر دیں طنز کا ہم اسپرے
اسپرے ایسا کہ جوان رستے زخموں کو بھرے (۵۲)

☆

عرض کرتا ہے راغبِ ناچیز
سیدی مصطفیٰ کمال، سلام

نقش ہے، آپ کی محبت کا
ورقِ دل پہ مثلِ ماہِ تمام

آج ہی شام کو ''شگوفہ'' ملا
یہ عنایت، یہ لطف، یہ اکرام

جلد اکیسویں، شمارہ چھٹا
جون اٹھاسی سرخوشی کا جام

حیدرآباد، آبروئے دکن
ہے ''شگوفہ'' کا گلشنِ خوش نام

نظرِ اہلِ علم و دانش میں
اس مجلّہ کا ہے بلند مقام

شکر ادا آپ کا کروں کیوں کر
سید خوش مزاج و خوش ارقام

آپ پر مہرباں رہے دائم
گردگارِ لیالی و ایام

تروتازہ رہے ''شگوفہ'' یونہی
اے خوشا معتدل ہے اس کا قوام

جلد اشاعت بھی اس کی ہو وہ چند
اور اشاعت کو ہو نصیب دوام

یہ مجلّہ وہ ہے جسے بے شبہ
پڑھ کے ہوتے ہیں خوش خواص وعوام

طالبِ خوند میر صاحب کی
نذر ہے گوہر سلام و پیام

آپ سے بھی دُعا کا طالب ہے
سرورِ کائنات کا یہ غلام

جملہ احباب کو سلام و نیاز
اور اسی پر ہے خط کا بھی اِتمام (۵۳)

''ماہنامہ شگوفہ کا سالنامہ ۸۸ء دیکھ کر''

رشکِ صد ماہتاب ونڈرفل!
آپ اپنا جواب ونڈرفل!

سالنامہ ہے یہ شگوفہ کا
ہے بڑا کامیاب ونڈرفل!

آسمان ادب پہ ابھرا ہے
طنز کا آفتاب ونڈرفل!

ہیں مضامین دل نشین اس کے
غزلیں ہیں لاجواب ونڈرفل!

ہے معطر مشام جاں اس سے
کہیے اس کو گلاب ونڈرفل!

شرم کے مارے ہو گئے حاسد
پانی پانی جناب ونڈرفل!

جس نے دیکھا یہی کہا محبوبؔ
خوب ہے انتخاب، ونڈرفل! (۵۴)

(مدیر شگوفہ حیدرآباد کے نام)

مدیر ''شگوفہ'' کو میرا سلام — گلہ آپ سے ہے بصد احترام
خطا کیا ہوئی اس گنہ گار سے — اُٹھے کچھ تو پردہ اس اسرار سے
طبع تو ہوا میرا انشائیہ — ''شگوفہ'' کی اب تک خبر نہ ملی
ہزل دیکھ دل کی کھلی تھی کلی — رسالے کا ہے منتظر ڈاکیہ
گزشتہ شمارے میں تھی اک ہزل — رسالے کا ہوں منتظر آج کل
کئی اس ضمن میں تھے لیٹر لکھے — ملے آپ کو یا کہیں کھو گئے
ہوئے شائع پہلے بھی میرے کلام — رسالے سبھی آئے میرے بھی نام
نہ میں آنجہانی' نہ مرحوم ہوں — ''شگوفہ'' سے کیوں پھر میں محروم ہوں
مضامین مرے شوق سے چھاپیے — شمارہ مجھے بھی تو اک بھیجئے
شگوفہ ہمیشہ شگفتہ رہے — ظرافت کا چشمہ اُبلتا رہے
میں رخصت ہوا چاہتا ہوں جناب — کرم ہوگا گر آپ دیں گے جواب (۵۵)

☆

حمد خدا کی کرتا ہوں میں — نام نبی پر مرتا ہوں میں
حق نے زباں کیا پیاری دی ہے — اردو غم اردو ہی خوشی ہے
اردو میں پڑھتا لکھتا ہوں — اردو میں کہتا بکتا ہوں
ملک دکن میں ہے اک پرچہ — اس کے نام کا ہے اک چرچا
اس پرچہ کا نام ''شگوفہ'' — دل والوں کا ہے یہ تحفہ
''اس تھیلی کے چٹے بٹے — ''مال مفت'' اور ''اڑیں گے پرزے''
اس کی مظومات ہیں ''چورن'' — جیسے تبسم کا اک ''گلشن''
ہنسنے پر مجبور کریں گے — سارے غموں سے دور کریں گے
اور ڈرامے افسانے بھی — مدہوشی کے پیمانے بھی
''دے کے خط'' گویا دفتر ہے — اس دفتر کا اک افسر ہے

اس کی ہستی ذاتِ تبسم رکھتا ہے وہ زور تکلم
شوخی اس کی فطرت میں ہے درد محبت سیرت میں ہے
اس نے ایسا کام کیا ہے جگ میں اپنا نام کیا ہے
مضمون اپنا جب چھپتا ہے سب کی آنکھوں میں کھپتا ہے
راہ محبت میں سب گم ہیں! کیا منظور ہیں کیا انجم ہیں
اس کی حمایت کرتے ہیں سب چرخ جنوں کے سارے کوکب
''بھارت'' کے بازار میں پیارے ''یوسف'' بک جاتے ہیں سارے
''لوتھڑ'' کو جب پڑھتا ہوں میں روتے روتے ہنستا ہوں میں
بچ جو گیا اک نام وہی ہے اس گلبن کا رام وہی ہے
''آدمی نامہ'' جس نے لکھا ہے اور لکھے وہ میری دعا ہے
''بالآخر'' الغرض کہوں گا! مقطع کچھ اس طرح لکھوں گا
متقی سارے اہل شگوفہ
ایک سے ہوں سب ایک عجوبہ (۵٦)

خط بنام مصطفیٰ کمال (مدیر شگوفہ حیدر آباد)

آج کی ڈاک سے خط آپ کا آیا صاحب شکریہ اس نگہ لطف و کرم کا صاحب
ہے خوشی اس کی کہ اب ہاتھ کی مہندی چھوٹی دیکھ کر کارڈ مگر شک ہے یہ پیدا صاحب
یہ بھی ممکن ہے تساہل نے اجازت ہی نہ دی اس لیے آپ نے اک کارڈ ہی لکھا صاحب
خیر ہر حال میں راضی بہ رضا رہنا ہے آپ جس طرح سے پیش آئیں' ہے اچھا صاحب
اک ایڈیٹر سے' قلم جس کا ہو چنگیز صفت ہم بچاروں کو بہرحال ہے ڈرنا صاحب
وہ اڈیٹر کہ جو ناقد بھی محقق بھی ہے ہاتھ میں جس کے رہے طنز کا ڈنڈا صاحب
سر ہے خم جیسے بھی جی چاہے ستایا کیجیے جائیے آپ کا ہر ناز گوارا صاحب
اب یہ فرمائیے' اور اہل جفا کیسے ہیں یعنی کیا حال ہے یاران دکن کا صاحب
مجتبیٰ' ناصرؔ و نیر سے ہے مطلب میرا ان سے کہیے کہ ابھی تک ہوں میں زندہ صاحب
پھر یہ حضرات ہیں کیوں مہر بلب مدت سے آپ کا وصف انہیں کس نے سکھایا صاحب

یوں تو نیر نے کئی دن ہوئے رحمت کی تھی
یعنی دو لفظ کا اک کارڈ لکھا تھا صاحب
دستخط کے سوا کچھ اور نہیں تھا اس میں
خیر اس کو بھی غنیمت ہی میں سمجھا صاحب
لیکن اس کا ہے گلہ ناصر رون نے
کبھی بھولے سے بھی فدوی کو نہ پوچھا صاحب
بہتر اب آیئے موضوع سخن ہم بدلیں
تابہ کے اہل تغافل کا ہو شکوا صاحب
یہ تو فرمایئے وہ زخم بھرا یا کہ نہیں
کھا کے کشمیر سے آئے تھے جو چرکا صاحب
طاق سے جفت ہوئے یا کہ لنڈورے ہیں ابھی
کیوں ! کوئی اور نیا زخم لگا کیا صاحب
حال پٹنہ کا وہی ہے کہ ہمیشہ سے جو تھا
وہی چولی، وہی ساری، وہی لنہگا صاحب
خیریت سے ہیں شگوفہ کے بھی خواہ یہاں
بن گیا آپ ہی آپ اس کا بھی حلقہ صاحب
چند اک ماہ سے سانجر کی شکایت ہے مجھے
وقت بے وقت جو کردیتا ہے حملہ صاحب
صبح سے آج بھی اعضا شکنی ہے کچھ ہے
عین ممکن ہے، مرض بول دے دھاوا صاحب
ایک مدت سے کوئی نظم نہیں لکھی ہے
جانے کیوں لگ گیا تخیل پہ تالا صاحب
اور تو کوئی نئی بات نہیں لکھنے کی
اور تو کوئی خبر ہی نہیں تازہ صاحب
لکھ کے یاران شگوفہ کو دعا اور سلام
ختم ہے نامۂ منظوم رضا کا صاحب (۵۷)

☆

اب مصطفیٰ کمال کے توشے میں آگئے
عمران اعظمی بھی تو گوشے میں آگئے
سرسبز شاخ ہوگئی طنز و مزاح کی
رس دار پھل کمال کے خوشے میں آگئے
اعراب میں الجھ گئے اعرابیاں تمام
اہل ہنر زبان کے شوشے میں آگئے
چھوٹا ہر ایک سین بڑا شین ہوگیا
بنگال کے حسین کے 'بوشے' میں آگئے
بی پی بڑھا تو گوشت سے ناخن جدا ہوا
شوگر بڑھی تو اڈلی میں دوشے میں آگئے
افسوس مومنین سے ایمان اٹھ گیا
بنگالی' کافروں کے 'بھروشے' میں آگئے
اک تل ابیب خیر فلسطین کھا گیا
ظل الٰہی حلقۂ 'موشے' میں آگئے (۵۸)

۱۴۔ ماہنامہ شگوفہ کا ۴۵ سالہ سفر بیک نظر:

زندہ دلانِ حیدرآباد کے ترجمان رسالہ ''شگوفہ'' نے اپنی عمر کے پینتالیس سال مکمل کر لیے ہیں جس نے طنزیہ ومزاحیہ رسالے کی حیثیت سے سارے عالم پر اپنی چھاپ چھوڑی ہے۔ یہ ملک

کا واحد طنز و مزاح پر مشتمل رسالہ ہے جس نے نئی تاریخ بنائی ہے۔

اودھ پنچ لکھنؤ نے (۳۶) برس مسلسل اشاعت کا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ جسے محمد سجاد حسین نے لکھنؤ سے جنوری ۱۸۷۷ء میں جاری کیا تھا جو (۳۶) سال تک مسلسل جاری رہنے کے بعد بالآخر ۱۹۱۲ء میں خاموش ہوگیا جبکہ ماہنامہ شگوفہ ۱۹۶۸ء میں جاری ہوا اور آج پینتالیسویں برس میں قدم رکھ چکا ہے جو ایک فردِ واحد ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کا کارنامہ ہے۔

نامی انصاری اپنے ایک مضمون میں ماہنامہ ''شگوفہ'' کی طنز و مزاح کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''طنز و مزاح کے باب میں زندہ دلان حیدرآباد کے کارنامے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کا ماہوار رسالہ شگوفہ ہند و پاک کا شاید واحد ادبی رسالہ ہے جو صرف طنز و مزاح کے لیے مختص ہے۔'' (۵۹)

پدم شری مجتبیٰ حسین نے اپنے مضمون ''مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے'' میں ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کے اس فقید المثال کارنامہ کی داد دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''۱۹۶۸ء میں جب مصطفیٰ کمال نے زندہ دلان حیدرآباد کے ترجمان کے طور پر ایک رسالہ شائع کرنے کا منصوبہ بنایا تو کم از کم مجھے اس بات کا اندازہ تھا کہ یہ رسالہ لمبی عمر پائے گا، مجھے یقین کامل تھا کہ مصطفیٰ کمال صحیح معنوں میں طنز و مزاح کی سچی اور بے لوث خدمات انجام دیں گے کیوں کہ مصطفیٰ کمال کا اردو کے طنزیہ اور مزاحیہ ادب سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے، پچھلے دنوں میں نے مصطفیٰ کمال کے بارے میں لکھتے ہوئے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگرچہ ہمارے ملک کی جمہوریت میں اب ''باہر سے سپورٹ'' والے اصول کی روایت مستحکم ہوتی جارہی ہے لیکن مصطفیٰ کمال پچھلے چالیس برسوں سے اردو کے

طنزیہ و مزاحیہ ادب کو ''باہر سے سپورٹ'' دیتے چلے آ رہے ہیں اور ان کا یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جسے اردو طنز و مزاح کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا' طنز و مزاح کے تئیں مصطفیٰ کمال کی ذات میں جو بردباری' متانت' سنجیدگی اور لگن مجھے نظر آتی ہے وہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جس پر اردو طنز و مزاح کو بجا طور پر فخر کرنا چاہیے۔'' (۶۰)

مجتبیٰ حسین نے یہاں بڑی سچی اور دل موہ لینے والی حقیقتوں کا اظہار کیا ہے۔ یقیناً طنز و مزاح کے پرستار سید مصطفیٰ کمال کی بے لوث خدمات کو جس قدر بھی سراہیں یا اعتراف کریں کم ہے کہ انہوں نے ۴۴ برس تک شگوفہ کو جاری رکھا جو نصف صدی کی تکمیل سے صرف ۶ سال دور ہے امید کہ موصوف اس سنگ میل کو بھی ہنستے بولتے پار کر لیں گے۔

پروفیسر گیان چند جین جیسے اردو کے عبقری نقاد اور محقق نے اپنے منفرد انداز میں ماہنامہ شگوفہ کی شگفتگی کا ذکر کیا ہے۔ اقتباس:

''معظم جاہی مارکیٹ میں ایک مجرد گاہ ہے یہاں مجرد لوگ نہیں رہتے 'اہل و عیال اور بال گوپال والے رہتے ہیں' یہیں زندہ دلانِ حیدرآباد کا صدر دفتر ہے اور یہیں سے ملک کا واحد معیاری مزاحیہ رسالہ شگوفہ چھوڑتا رہتا ہے گل کھلاتا رہتا ہے' سوؔدا نے اسی سے کہا ہوگا۔

ع گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

یہی وجہ ہے کہ ''شگوفہ'' کے پاس نہ صرف پھلوں کی بلکہ پھولوں کی منڈی بھی اُگ آئی ہے' آمدم برسر مطلب اردو میں دو ہی مزاحیہ رسالے سرخ رو ہوئے' میری حیات مستعار سے پہلے ''اودھ پنچ'' اور میرے دور میں ''شگوفہ'' کوئی دوسرا ایسا ہشاش بشاش اردو رسالہ ہندو پاک' چین و جاپان' لندن و امریکہ میں ہو تو سامنے لائیں۔'' (۶۱)

پروفیسر گیان چند جین کی ماہنامہ شگوفہ کی خدمات کے اس اعتراف سے اس رسالے کی خدمات کو ایک وقار مل جاتا ہے۔ واقعتاً طنز ومزاح کا ایسا کوئی ہشاش بشاش رسالہ جو ۴۵ سالوں پر محیط ہو ہند و پاک میں نہیں بلکہ سارے عالم میں ملنا دشوار ہے کہ جس کی مثال پیش کی جا سکے۔ اردو دنیا میں ایک ہی رسالہ ہے جو اپنی مثال آپ ہے یعنی مصطفیٰ کمال کا ''شگوفہ''۔

ع لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں

حوالے:

﴿۱﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء۔

﴿۲﴾ عزیز ابرار "شگوفہ کی ادبی خدمات" ص ۱۴۶۔۱۴۷۔

﴿۳﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/اپریل ۲۰۱۲ء۔

﴿۴﴾ بحوالہ "سوونیر مزاح نگاروں کی ہند کانفرس ۱۹۶۶ء۔

﴿۵﴾ شفیعہ قادری "حیدر آباد کے علمی اور ادبی ادارے" سنہ اشاعت ۱۹۸۷ء ص ۵۰۔

﴿۶﴾ مجتبیٰ حسین "مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے" مضمون مطبوعہ شگوفہ اگست ۲۰۰۵ء ص ۶۔

﴿۷﴾ مجتبیٰ حسین "مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے" مضمون مطبوعہ شگوفہ اگست ۲۰۰۵ء ص ۶۔

﴿۸﴾ مجتبیٰ حسین "مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے" مضمون مطبوعہ شگوفہ اگست ۲۰۰۵ء ص ۶۔

﴿۹﴾ سید مصطفیٰ کمال "ابتداء مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس" سوونیر بابت ۱۹۶۶ء ص ۵۔

﴿۱۰﴾ مجتبیٰ حسین، مضمون "دندان سازوں کی کانفرنس سے مزاح نگاروں کی کانفرنس تک" ص ۱۸۔

﴿۱۱﴾ بحوالہ سوونیر پہلی کل ہند مزاحیہ کانفرنس ص ۶۷۔

﴿۱۲﴾ بحوالہ سوونیر پہلی کل ہند مزاحیہ کانفرنس ص ۶۷۔

﴿۱۳﴾ بحوالہ سوونیر پہلی کل ہند مزاحیہ کانفرنس ص ۶۷۔

﴿۱۴﴾ بحوالہ سوونیر پہلی کل ہند مزاحیہ کانفرنس ص ۶۷۔

﴿۱۵﴾ بحوالہ سوونیر پہلی کل ہند مزاحیہ کانفرنس ص ۶۷۔

﴿۱۶﴾ سید مصطفیٰ کمال "طنز و مزاح کی پہلی کل ہند کانفرنس" رپورتاژ مشمولہ رسالہ پونم "طنز و مزاح نمبر" ماہ جون ۱۹۶۶ء ص ۱۳۹، ۱۴۰۔

﴿۱۷﴾ سوونیر دوسرا کل ہند مزاحیہ مشاعرہ مورخہ ۲۰/مئی ۱۹۶۷ء ص ۵۔

﴿۱۸﴾ ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶/جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۱۹﴾ مصلح الدین سعدی "شگوفہ نامہ" اکتوبر ۹۲ جس میں ڈاکٹر کمال جناب سعدی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"حیدر آباد (دکن) کے جانے پہچانے" شاعر، نقاد، محقق اور ماہر اقبال ہیں ان کی ہمہ جہت پہلو دار شخصیت حیدر آباد کے ادبی حلقوں کی روح رواں سمجھی جاتی ہے ان کا وسیع مطالعہ اور بسیط مبلغ علم بہت سے

نوجواں ادیبوں اور شاعروں کے لیے خضر راہ کی حیثیت رکھتا ہے میں مصدر فیوض بنے ہوئے ہیں۔ شہرت پسندی سے گریز اور گوشہ نشینی آپ کے مزاج کا خاصہ ہے۔" ادارہ

﴿۲۰﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآبادی بابت دسمبر ۱۹۶۸ء۔

﴿۲۱﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآبادی بابت دسمبر ۱۹۶۸ء۔

﴿۲۲﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآبادی بابت دسمبر ۱۹۶۸ء۔

﴿۲۳﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآبادی بابت جون ۱۹۷۳ء۔

﴿۲۴﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۲۵﴾ مجتبیٰ حسین "مزاح نگاروں کو انصاف چاہیے" مضمون مشمولہ "شگوفہ" اگست ۲۰۰۵ء ص ۵۔

﴿۲۶﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد بابت مارچ ۲۰۰۶ء ص ۵۵۔

﴿۲۷﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۲۸﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۲۹﴾ صابر علی سیوانی "ماہنامہ شگوفہ چوالیسویں پائیدان پر" مضمون مطبوعہ روزنامہ سیاست حیدرآباد۔

﴿۳۰﴾ پروفیسر بیگ احساس "آزادی کے بعد طنز و مزاح" مضمون مشمولہ "غیر افسانوی ادب" مانوص ۳۲۱۔

﴿۳۱﴾ سید مصطفیٰ کمال سے شخصی انٹرویو مورخہ ۱۶ر جنوری ۲۰۱۲ء۔

﴿۳۲﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کا خصوصی شمارہ "۲۵ سالہ شعری انتخاب" اپریل ۱۹۹۴ء۔

﴿۳۳﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کا خصوصی شمارہ "مشتاق احمد یوسفی نمبر" جون ۲۰۰۱ء۔

﴿۳۴﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کے تمام بہ یاد اور گوشوں پر مشتمل شماروں سے ماخوذ تفصیلات۔

﴿۳۵﴾ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد کے سالناموں سے ماخوذ تفصیلات۔

﴿۳۶﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ کے نثری حصے کا اشاریہ از نومبر ۱۹۶۶ء تا ۲۰۰۹ء اشاریہ نگار: ڈاکٹر سید ممتاز مہدی۔

﴿۳۷﴾ بحوالہ ماہنامہ شگوفہ کے منظوم حصے کا اشاریہ از نومبر ۱۹۶۶ء تا ۲۰۰۹ء اشاریہ نگار: ڈاکٹر سید ممتاز مہدی۔

﴿۳۸﴾ "شگوفہ پبلی کیشنز" کے تحت شائع کی گئی دستیاب شدہ کتابوں سے ماخوذ تفصیلات

﴿۳۹﴾ رشید عبدالسمیع جلیل کے دوسرے مجموعہ کلام "نمی دانم" کے سنہ اشاعت ۱۹۸۸ء کے انتساب سے ماخوذ ص ۱۷۔ "ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال مدیر شگوفہ کی نذر"

﴿۴۰﴾ مصلح الدین سعدی "شگوفہ نامہ" مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ماہ اکتوبر ۱۹۹۲ء ص ۱۳۲۔

﴿۴۱﴾ سنیل کمارتنگ ''شگوفۂ ظرافت (زندہ دلی کا رنگ)'' مشمولہ شگوفہ نومبر ۱۹۹۳ء ص ۳۱'۳۲۔

﴿۴۲﴾ ڈاکٹر راہی قریشی گلبر گوی ''شگوفہ پڑھا کرو'' مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ''۳۷ ویں سالگرہ نمبر'' ص ۱۴۰۔

﴿۴۳﴾ طالب خوندمیری نظم بعنوان ''شگوفہ'' مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ''۳۷ ویں سالگرہ نمبر'' ص ۱۴۱۔

﴿۴۴﴾ کرشن پرویز نے ایک نظم ڈاکٹر راہی قریشی سے معذرت کے ساتھ بنام ''شگوفہ پڑھا کرو'' تخلیق کی جسے مدیر شگوفہ نے ماہنامہ شگوفہ کے اکتوبر ۲۰۰۵ء کے شمارے میں ص ۲۲ پر جگہ دی۔

﴿۴۵﴾ ڈاکٹر اے۔ ایس۔ سجاد بخاری چینائی ''یہ شگوفہ ہے!'' مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ماہ مئی ۲۰۰۶ء ص ۲۸۔

﴿۴۶﴾ فیض رتلامی ''جام چھلکائے شگوفہ'' مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ماہ جولائی ۲۰۰۹ء ص ۵۵۔

﴿۴۷﴾ ڈاکٹر محمد عمران اعظمی رکن مجلس ادارت ماہنامہ شگوفہ ''شگوفہ تہرائی'' مشمولہ ماہنامہ شگوفہ ماہ مئی ۲۰۱۱ء ص ۴

﴿۴۸﴾ محبوب مانبھومی بلاسپور منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد نومبر ۱۹۸۲ء ص ۵۷۔

﴿۴۹﴾ گرگٹ گورکھپوری منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد نومبر ۱۹۸۴ء ص ۵۷۔

﴿۵۰﴾ مرزا کھونچ بیتیا منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد جولائی ۱۹۸۶ء ص ۵۸۔

﴿۵۱﴾ صابر بہاری۔ رانچی منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد مارچ ۱۹۸۲ء ص ۵۵۔

﴿۵۲﴾ ضیاء الحق قاسمی پاکستان منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد نومبر ۱۹۸۷ء ص ۲۸۔

﴿۵۳﴾ راغب مرادآبادی کراچی منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدر آباد اگست ۱۹۸۸ء ص ۵۵۔

ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال راغب مرادآبادی کے متعلق اپنی رائے لکھتے ہیں:

''حضرت راغب مرادآبادی پاکستان کے نامور اور قادرالکلام شاعر ہیں۔ فی البدیہہ اور برجستہ شعر گوئی میں انہیں ملکہ حاصل ہے۔'' ص ۵۵ (مدیر)

جناب سید مصطفیٰ کمال کے قول کی تصدیق ہمیں ان اشعار سے ہوتی ہے کہ جس کو علامہ راغب مرادآبادی نے ۲۸ رمئی ۱۹۸۸ء میں اپنی کتاب ''مدح رسولؐ'' سنہ تصنیف کلام ۱۹۷۹ء اور بار اول ۱۹۸۳ء پر قلم برداشتہ تحریر فرمایا تھا۔

رونقِ بزم آج اے راغبؔ — ڈاکٹر مصطفیٰ کمال بھی ہیں
شاعری کیوں نہ ہو حسین و جمیل — خیر سے پیکر جمال بھی ہیں
نذر موصوف کی ہے ''مدح رسولؐ'' — مرد مومن ہیں، خوش خیال بھی ہیں
تجھ کو دیں گے دعا یہ اے راغبؔ — عبد خوش بختِ ذوالجلال بھی ہیں

﴿۵۴﴾ محبوب مانجھومی بعنوان ''ماہنامہ شگوفہ کا سالنامہ ۱۹۸۸ء دیکھ کر'' شگوفہ فروری ۱۹۸۸ء ص ۵۷۔

محبوب مانجھومی اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیے ہیں:

''ماہنامہ شگوفہ کا سالنامہ ہمدست ہوا شکریہ! دل باغ باغ ہو گیا مبارک باد قبول فرمائیں۔ جناب نریندر لوتھر کا مضمون بہت پسند آیا واہی کے خطوط بھی خوب ہیں' باقی مضامین بھی اچھے ہیں۔ سالنامہ نے نظم کہلوائی ہے ملاحظہ فرمائیں۔'' ص ۵۷

﴿۵۵﴾ رفیع احمد مالیگاؤں منظوم خط مشمولہ ماہنامہ شگوفہ فروری ۱۹۸۸ء ص ۵۷۔

﴿۵۶﴾ عباس متقی حیدرآباد منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۲۱

﴿۵۷﴾ رضا نقوی واہی حیدرآباد منظوم مراسلہ مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۷۰ء مشمولہ ماہنامہ اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۷

﴿۵۸﴾ رؤف خیر حیدرآباد منظوم مراسلہ ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد دسمبر ۲۰۱۱ء ص ۵۴۔

رؤف خیر تاثراتی اشعار سے قبل لکھتے ہیں:

'ہفت وار گواہ کے تازہ شمارے میں ''شگوفہ'' کے گوشہ عمران اعظمی پر جناب سید فاضل حسین پرویز کا دلچسپ تبصرہ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ آپ نے اپنے حیدرآباد کے ایک اہم قلم کار کے اعتراف کے طور پر گوشہ شائع فرما کر ہم سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے' ہر چند کہ عمران اعظمی صاحب کا تعلق یو۔ پی سے ہے مگر وہ برسوں سے حیدرآباد میں رہتے ہوئے پکے دکنی ہو گئے ہیں۔ شگوفہ کے علاوہ دیگر اخبارات میں ان کی تخلیقات ان کے خلاقانہ صلاحیتوں کے نمونوں کی طرح نظر سے گزرتی رہتی ہیں۔ میں تو ان کی علمیت کا بہت قائل ہوں۔ ایک میں ہی کیا دنیا قائل ہے۔ سعودی عرب نے انہیں شاہ فیصل انعام کے لیے منتخب کیا' عمران اعظمی آپ کے Good Books میں ہیں' اس گوشے کے حوالے سے چند تاثراتی اشعار ہو گئے ہیں وہ شگوفہ کی نذر ہیں۔'' ص ۵۴

﴿۵۹﴾ نامی انصاری ''نثر میں طنز و مزاح آزادی کے بعد'' مضمون مشمولہ ''اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت'' مرتب پروفیسر خالد محمود ۲۰۰۵ ص ۱۳

﴿۶۰﴾ مجتبیٰ حسین ''مزاح نگاروں کو انصاف چاہئے'' مضمون مشمولہ شگوفہ اگست ۲۰۰۵ ص ۶

﴿۶۱﴾ پروفیسر گیان چند جین مضمون مطبوعہ شگوفہ ''سلور جوبلی'' نمبر ص ۳۵

☆☆☆

باب ششم

ڈاکٹر سید مصطفی کمال کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر جائزہ

اردو ادب میں کئی ایسے ادیبوں کے نام ملتے ہیں جن کی ادبی شخصیت ہمہ جہت پہلوؤں کی حامل ہے۔ خصوصاً ۱۸۵۷ء کے بعد جب اردو میں صحافت کی روایت مستحکم ہوگئی تو ایسے ادیب اور شعراء سامنے آئے جن کا تعلق ادب اور صحافت سے یکساں اور ہم پلہ رہا ہے۔ جیسے منشی سجاد حسین، رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر، حسرت موہانی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، عبدالمجید سالک، غلام رسول مہر، وغیرہ، اردو ادب اور صحافت اپنے قلم کی جولانیاں دکھانے والے ان ادیب صحافیوں میں ایک صفت ان صحافیوں کی ملتی ہے جو منفرد بھی ہے اور اہم بھی۔ یہ وہ صحافی ہیں جنہوں نے اردو ادب اور صحافت کی خدمت کے ساتھ ساتھ اردو میں طنز و مزاح کی روایت کو پروان چڑھایا۔ یوں تو ابوالکلام آزاد، مولانا ظفر علی خاں، وزیر آغا ایسے ہی چند نام ہیں لیکن ان میں جو اہمیت منشی محمد سجاد حسین، مالک و مدیر اودھ پنچ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہ ہوسکی، وہ اس لیے اہمیت کے حامل ہے کہ انہوں نے طنز و مزاح کی صحافت کا آغاز کیا، اس کی روایت کو استحکام بخشا، اس کے فنی پہلوؤں کو نکھارا، سنوارا اور چھتیس برس تک مسلسل اپنا ہفت وار اخبار شائع کرتے ہوئے تاریخ بنائی۔

سید مصطفیٰ کمال کی ادبی شخصیت محمد سجاد حسین ہی کی طرح ہے اردو طنز و مزاح کی روایت میں وہ عہد حاضر کے ایسے صحافی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔

سید مصطفیٰ کمال کی پہلی ترجیح اردو ہے اور پھر اسی سے وابستہ طنز و مزاح جو اس سلسلے میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے لیکن آج ادبی دنیا میں اردو زبان و ادب نے انہیں عزت اور شہرت کے بام عروج پر پہنچایا ہے چنانچہ جب میں نے جب سید مصطفیٰ کمال کی علمی اور ادبی خدمات کے موضوع پر مواد اکٹھا کیا اس کا مطالعہ کیا اور تجزیہ کرنے کی کوشش کی تو میرے سامنے ان کا اردو سے لگاؤ اپنی پوری توانائی سے ظاہر ہوا اور میں حیران رہ گیا کہ سید مصطفیٰ کمال نے اردو کی تعلیم، تدریس اور تحقیق میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ بنیادی ہونے کی وجہ سے زیادہ اہم ہیں۔ چہ جائیکہ زندہ دلان حیدر آباد اور رسالہ شگوفہ کی خدمات۔

زندہ دلان حیدر آباد کی تشکیل اور اسے کارکرد بنانے میں سید مصطفیٰ کمال نے بحیثیت کارکن اور پھر رکن مجلس عالمہ جو خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ کا حصہ ہے، انہوں نے جب زندہ دلان حیدر آباد کے ترجمان کے طور پر ۱۹۶۸ء میں دیڑھ ماہی رسالہ ''شگوفہ'' شائع کیا تو شاید انہیں بھی یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ رسالہ اتنا مقبول عام و خاص ہوگا۔ شگوفہ نے اپنی مسلسل اشاعت کے ۴۵ برس مکمل کرنا ہی دنیائے ادب

میں یہ ایک ریکارڈ ہے اور اس کا تمام تر اعزاز اس کے مدیر و مالک ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال کو جاتا ہے۔

طنز و مزاح کو عموماً دوسرے درجہ کا ادب کہا جاتا ہے' مجھے اس بحث میں الجھنا نہیں ہے میں اپنے مطالعہ کی بنا پر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ۱۹۶۰ء کے بعد اردو ادب کی تاریخ اور روایت میں تحریکوں اور رجحانات کے فروغ کی وجہ سے سماج کی ترجمانی کے سلسلے میں جہاں کہیں خلاء نظر آتا ہے اسے آپ شگوفہ کے گزشتہ ۴۵ سالہ پرچوں کے حوالے سے بہ آسانی مکمل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اردو ادب کے لیے ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال اور ان کے رسالے شگوفہ کی اس خدمت سے اردو کا کوئی باشعور قاری انکار نہیں کر سکتا۔

سید مصطفیٰ کمال نے ۶۴۔۱۹۶۳ء میں مجلّہ عثمانیہ کا ''دکنی ادب نمبر'' مرتب کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب وہ شعبہ اردو جامعہ عثمانیہ میں ایم۔اے سال اول کے طالب علم تھے' مضمون نویسی کے مقابلے کے نتیجے میں بحیثیت مدیر اعلیٰ اُن کا انتخاب عمل میں آیا تھا۔ ایم۔اے سال دوم کے طالب علموں کی تخلیقی صلاحیت اور ادب کے تجربہ کے ذریعہ استخراج نتائج کی بنا پر سید مصطفیٰ کمال کا انتخاب ہوا تھا۔ واضح رہے کہ اس زمانے میں اردو کے معروف محقق اور ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسین خاں صدر شعبہ اردو تھے۔ مجلّہ عثمانیہ دکنی ادب نمبر میں مختلف اہل قلم کے مضامین شامل ہیں۔ اس تناظر میں مدیر مجلّہ کی اہمیت پر سوال اٹھ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرنا ہے کہ مضامین کا حصول' موضوعات کا انتخاب' ان کی ترتیب و تنظیم کے علاوہ رسالہ کا پیش لفظ اور دکنی ادب کا اشاریہ مدیر کی اعلیٰ صلاحیتوں اور اردو میں دکنی کی روایت سے اس کی واقفیت کی غمازی کرتا ہے چونکہ مجلّہ عثمانیہ دکنی ادب نمبر مستند مواد پر مشتمل ہے اسی لیے آج بھی اسے ایک دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔

سید مصطفیٰ کمال نے حیدر آباد کی مختلف تنظیموں سے اپنی وابستگی کے ذریعہ ۱۹۵۶ء کے بعد اردو کی تدریس اور تعلیم کو رواج دینے' اسے استحکام بخشنے اور اسے صحت مند روایات عطا کرنے کی غرض سے مختلف اردو کی تنظیموں اور تحریکوں میں رضا کارانہ طور پر شب و روز خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی اسی جد و جہد کا ایک مستحکم نام کالج آف لینگویجس ہے جس کے قیام میں انہوں نے کلیدی رول ادا کیا ہے۔

سید مصطفیٰ کمال نے مجلّہ عثمانیہ کے دکنی ادب نمبر کے علاوہ متعدد رسائل کے سال نامے اور خاص نمبر بھی مرتب کیے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تن ومند اپنے آس پاس کے چھوٹے پودوں کو پروان چڑھنے

نہیں دیتا۔ سید مصطفیٰ کمال کی مرتبہ تمام رسائل اپنی انفرادیت اور ادبی اہمیت کے باوجود شگوفہ کی مہتم بالشان حیثیت کے سامنے ماند پڑ گئے ہیں۔ سید مصطفیٰ کمال نے ''حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور سرکاری زبان کی حیثیت سے'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ تصنیف کیا اور اسے انہوں نے کتابی شکل میں شائع کیا۔ حیدرآباد میں اردو کی ترقی کے حوالے سے مختلف روایتیں موجود تھیں۔ مثلاً یہ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے اپنے عہد حکومت میں دکنی کو سرکاری زبان کا موقف دیا تھا یا یہ بھی روایت ملتی ہے کہ علاء الدین بہمنی نے جب محمد بن تغلق کے امیر صدہ کی حیثیت سے بغاوت کی اور اپنی آزادانہ بہمنی سلطنت قائم کی تو اس نے مرکز سے الگ شناخت کی غرض سے مقامی اردو کو فروغ دیا۔ ایسی اور بھی روایتیں تاریخ ادب میں ڈھونڈنے سے مل جاتی ہیں جن کو مستند نہیں مانا جاتا۔

سید مصطفیٰ کمال نے اپنے تحقیقی مقالے میں ایسی تمام روایات کی حقیقتوں کو سامنے لاکر دلائل اور براہین سے ثابت کیا ہے کہ یہ ساری روایتیں مفروضہ ہیں اس سلسلہ میں انہوں نے جن تاریخی دستاویزات کو ماخذ بنایا ہے وہ بے مثال ہیں۔ سید مصطفیٰ کمال کا یہ مقالہ پروفیسر مسعود حسین خاں و پروفیسر گیان چند جین کی نظر میں ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت سے کم نہیں ہے۔

سید مصطفیٰ کمال انسان ہیں اور انسان میں بعض بشری کمزوریاں بھی ہوتی ہیں ان میں بھی یہ موجود ہیں۔ ان میں ایک کمزوری یہ ہے کہ ہر ماہ معینہ تاریخ کو شگوفہ شائع کرتے ہیں اور ان کی یہ عادت شریفہ گزشتہ ۴۵ سال سے برابر برقرار ہے۔ اردو کے کاز کے لیے وہ ہر دم مستعد رہتے ہیں یہ ان کی دوسری کمزوری ہے۔ اپنی گھریلو ذمے داریوں کو کبھی نظرانداز یا پسِ پشت نہیں ڈالتے یہ ان کی تیسری کمزوری ہے۔ حق گوئی و بے باکی سے وہ کبھی باز نہیں آتے اور اپنے دوستوں' ساتھیوں اور شاگردوں کی خاموشی پر چراغ پا ہو جاتے ہیں یہ ان کی ایک اور کمزوری ہے۔

☆☆☆

کتابیات

نشان سلسلہ	مصنف رمؤلف کا نام	کتاب کا نام	سنہ اشاعت	ناشر
۱	انیسہ سلطانہ	حیدرآباد میں طنز و مزاح کی نشو و نما ۱۹۵۰ء تا ۱۹۸۰ء	۱۹۸۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۲	برق آشیانوی	یہ ایک تبسم	۱۹۷۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۳	برق آشیانوی	مکرر ارشاد	۱۹۷۲ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۴	برق آشیانوی	ہنستے ہنستے	۱۹۸۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۵	بھارت چند کھنہ	تیر نیم کش	۱۹۷۲ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶	بھارت چند کھنہ	کیا نام نہ ہوگا	۱۹۷۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۷	پاگل عادل آبادی	الم غلم	۱۹۷۶ء	اعجاز پرنٹنگ پریس حیدرآباد
۸	پرویز یداللہ مہدی	چھیڑ چھاڑ	۱۹۷۴ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۹	پرویز یداللہ مہدی	چوڑی کے غلام	۱۹۷۸ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰	پرویز یداللہ مہدی	ٹائیں ٹائیں فش	۱۹۸۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۱	پرویز یداللہ مہدی	کچو کے	۱۹۹۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۲	پرویز یداللہ مہدی	ترکی بہ ترکی	۱۹۹۴ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳	پرویز یداللہ مہدی	تو تو میں میں		زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۴	چچا پالموری	دکھتی رگ پر	۲۰۰۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۵	چندر سری واستو	حیدرآباد کے شب و روز	۱۹۸۱ء	انجمن تحفظ اردو آندھرا پردیش
۱۶	ڈاکٹر حبیب ضیاء	گویم مشکل	۱۹۸۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۷	ڈاکٹر حبیب ضیاء	انیس بیس	۱۹۸۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد

۱۸	ڈاکٹر حبیب ضیاء	تنویر ادب حصہ دوم	۱۹۹۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۹	ڈاکٹر حبیب ضیاء	جو مژگاں اٹھائیے	۲۰۰۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۲۰	ڈاکٹر حبیب ضیاء	حیدرآباد کی طنز ومزاح نگار خواتین	۲۰۰۵ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۲۱	ڈاکٹر حبیب ضیاء	بڑے گھر کی بیٹی	۲۰۰۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۲۲	ڈاکٹر حبیب ضیاء	مضامین نو	۲۰۰۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۲۳	حمایت اللہ	دھن مڑی	۲۰۰۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۲۴	حمید الماس مترجم	شب گرد		شگوفہ پبلیکیشنز
۲۵	خالد محمود ڈاکٹر	اردو ادب میں طنز ومزاح کی روایت	۲۰۰۵ء	
۲۶	خان ایم۔اے	گستاخی معاف		زندہ دلانِ حیدرآباد
۲۷	خلیق انجم	گجرال کمیٹی اور اس سے متعلق دیگر کمیٹیوں کا جائزہ	۱۹۹۸ء	
۲۷	خواجہ عبدالغفور	گل وگلزار	۱۹۷۶ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۲۸	خواجہ عبدالغفور	سمن راز	۱۹۷۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۲۹	خواجہ عبدالغفور	طنز ومزاح کا تنقیدی جائزہ	۱۹۸۳ء	موڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی
۳۰	داؤد اشرف ڈاکٹر	مخدوم ایک مطالعہ		شگوفہ پبلیکیشنز
۳۱	داؤد اشرف ڈاکٹر	اور کچھ بیاں اپنا	۱۹۸۰ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۲	داؤد اشرف ڈاکٹر	بیرونی مشاہیرِ ادب اور حیدرآباد		شگوفہ پبلیکیشنز
۳۳	داؤد اشرف ڈاکٹر	حاصل تحقیق	۱۹۹۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۴	داؤد اشرف ڈاکٹر	نقوشِ تاباں	۱۹۹۴ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۵	داؤد اشرف ڈاکٹر	قدرداں حیدرآباد	۱۹۹۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۶	داؤد اشرف ڈاکٹر	اوراقِ مورخ	۱۹۹۸ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۷	داؤد اشرف ڈاکٹر	حرفِ اعتبار	۲۰۰۱ء	شگوفہ پبلیکیشنز

۳۸	داؤد اشرف ڈاکٹر	گزشتہ حیدرآباد	۲۰۰۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۳۹	داؤد اشرف ڈاکٹر	بیرونی ارباب کمال اور حیدرآباد	۲۰۰۵ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۰	داؤد اشرف ڈاکٹر	گنجینۂ دکن	۲۰۰۷ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۱	داؤد اشرف ڈاکٹر	حیدرآباد کی علمی فیض رسانی	۲۰۰۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۲	داؤد اشرف ڈاکٹر	کتابوں کے قدرشناس آصف سابع	۲۰۱۱ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۳	داؤد اشرف ڈاکٹر	حیدرآباد مشاہیر کی نظر میں	۲۰۱۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۴	راغب مرادآبادی	مدح رسول ﷺ	۱۹۸۳ء	راغب مرادآبادی
۴۵	رحیل صدیقی	اردو کے شہر اردو کے لوگ	۲۰۱۱ء	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی
۴۶	رشید الدین	خواہ مخواہ	۱۹۸۰ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۴۷	رشید عبدالسمیع جلیل	نصاب دل	۱۹۷۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۴۸	رشید عبدالسمیع جلیل	نمی دانم	۱۹۸۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۴۹	رشید عبدالسمیع جلیل	جانم	۲۰۰۸ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۵۰	رشید قریشی	مزاح شریف	۱۹۷۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۵۱	رشید موسوی	کاغذی ہے پیرہن	۱۹۸۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۵۲	رضا نقوی واہی	نشتر و مرہم	۱۹۶۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۵۳	رضا نقوی واہی	متاع واہی		شگوفہ پبلیکیشنز
۵۴	رفیق جعفر	اردو ادب کے تین بھائی (جگر، جلیس، مجتبیٰ حسین)	۲۰۰۸ء	حاجی غلام محمد پونے
۵۵	رؤف خوشتر	غبار خاطر	۱۹۸۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۵۶	روف رحیم	نوک جھوک		زندہ دلانِ حیدرآباد
۵۷	سرپٹ حیدرآبادی	درگھسیٹ		شگوفہ پبلیکیشنز
۵۸	سلطان سبحانی	چونچلے	۲۰۰۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد

۵۹	سلیمان خطیب	کیوڑے کا بن	۱۹۷۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۰	سید رحیم الدین توفیق	کہیں دیکھا ہے	۱۹۹۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۶۱	سید طالب زیدی	بزور آمد	۲۰۰۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۲	سید عباس متقی ڈاکٹر	میری بلا سے	۱۹۹۶ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۳	سید عباس متقی ڈاکٹر	دکتی رگیں	۱۹۸۹ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۴	سید عباس متقی ڈاکٹر	چھٹی انگلی	۱۹۹۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۵	سید عباس متقی ڈاکٹر	ڈرتا ہوں آئینے سے	۲۰۰۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۶	سید عباس متقی ڈاکٹر	لگے ہاتھوں	۲۰۰۷	زندہ دلانِ حیدرآباد
۶۷	سید مصطفیٰ کمال ڈاکٹر	حیدرآباد میں اردو کی ترقی تعلیمی اور۔۔۔	۱۹۹۰ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۶۸	سید مصطفیٰ کمال رسلمیٰ بلگرامی	معیار ادب حصہ دوم	۱۹۸۸ء	حسامی بک ڈپو حیدرآباد
۶۹	سید مصطفیٰ کمال رمحمد منظور احمد	حیدرآباد میں بیرونی شعراء	۱۹۸۸ء	ڈاکٹر یوسف حسین
۷۰	سید ممتاز مہدی	حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات	۱۹۹۸ء	NCPUL
۷۱	سید جعفر/ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال ڈاکٹر	معیار ادب حصہ اول برائے ڈگری سال اول	۱۹۸۷ء	حسامی بک ڈپو حیدرآباد
۷۲	شاہدہ تسنیم ڈاکٹر	ڈاکٹر رشید موسوی حیات اور کارنامے	۲۰۰۴ء	مکتبہ شعر وحکمت حیدرآباد
۷۳	شان الحق حقی	آکسفرڈ انگلش اردو ڈکشنری	۲۰۰۳ء	آکسفرڈ یونی ورسٹی پریس
۷۴	شکیل رضا	دوبارہ ارشاد	۱۹۹۹ء	مرکزی انجمن شمع ادب کرناٹک
۷۵	شفیعہ قادری	حیدرآباد کے علمی وادبی ادارے	۱۹۸۳ء	مکتبہ شعر وحکمت حیدرآباد
۷۶	طالب خوندمیری	سخن کے پردے میں		شگوفہ پبلیکیشنز
۷۷	طیب انصاری	یاران شہر	۱۹۷۷ء	ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد
۷۸	طیب انصاری	حیدرآباد میں اردو صحافت ۱۸۵۷ء تا ۱۹۵۹ء	۱۹۸۰ء	مصنف
۷۹	طیب انصاری ڈاکٹر	آباد حیدرآباد ہے	۱۹۸۸ء	شالیمار پبلی کیشنز حیدرآباد

۸۰	طیب انصاری	گلبرگ سے گلمرگ تک		شگوفہ پبلیکیشنز
۸۱	عابد معز ڈاکٹر	سگ گزیدہ	۱۹۹۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۸۲	عابد معز ڈاکٹر	واہ حیدرآباد	۱۹۹۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۸۳	عاتق شاہ	انڈین کا جو	۱۹۸۰ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۸۴	عاتق شاہ	دومنٹ کی خاموشی	۱۹۸۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۸۵	عاتق شاہ	میں کتھا سناتا ہوں	۱۹۹۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۸۶	عاتق شاہ	میں چیخوں گا	۱۹۹۴ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۸۷	عبدالقیوم بگڑ راپچوری	آم چھوا ملی چھو	۱۹۸۹ء	مصنف
۸۸	علی صائب میاں	گھوکرو کے کانٹے	۱۹۶۸ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۸۹	علیم صبانویدی رراہی فدائی	حیدرآباددکن کا شعروادب	۲۰۱۲ء	ٹمل ناڈو پبلی کیشنز، چینئی
۹۰	غلام احمد فرقت کاکوروی	اردو میں طنزومزاح	۱۹۵۷ء	ادارہ فروغ اردو لکھنو
۹۱	غلام یزدانی سینیر ایڈوکیٹ	ہنسیے ہنسایئے	۱۹۹۹ء	مصنف
۹۲	غوثیہ سلطانہ	سلیمان اریب شخصیت اورفن	۱۹۹۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۹۳	قاضی جلیل احمد	البدر عرب اسرائیل جنگ ۱۹۷۳ء	۱۹۷۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۹۴	قدیرزماں	سوئے انشائیہ اور سوانحی انشایئے	۲۰۰۹ء	فورم فار ماڈرن تھاٹ اینڈ لٹریچر
۹۵	قمر رئیس ڈاکٹر	اردوادب میں طنزومزاح کی روایت	۱۹۸۶ء	
۹۶	لئیق صلاح ڈاکٹر	تنویرادب حصہ دوم	۱۹۷۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۹۷	لئیق صلاح ڈاکٹر	میر شمس الدین فیض شخصیت حیات اور کارنامے	۱۹۸۰ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۹۸	لئیق صلاح ڈاکٹر	سنی سنائی	۱۹۸۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۹۹	لئیق صلاح ڈاکٹر	عہد ارسطو جاہ علمی وادبی کارنامے	۱۹۸۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۰	لئیق صلاح ڈاکٹر	عکس در عکس	۱۹۹۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز

۱۰۱	لئیق صلاح ڈاکٹر	نقد و جستجو	۱۹۹۴ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۲	لئیق صلاح ڈاکٹر	ارمغان	۱۹۹۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۳	لئیق صلاح ڈاکٹر	تارنفس	۲۰۰۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۴	لئیق صلاح ڈاکٹر	ارسطو جاہ از تمکین کاظمی	۲۰۰۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۵	لئیق صلاح ڈاکٹر	دیدہ و شنیدہ	۲۰۱۲ء	ایجوکشینل پبلشنگ ہاوس دہلی
۱۰۶	مجتبیٰ حسین	بالآخر		شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۷	مجتبیٰ حسین	آدمی نامہ		شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۸	مجتبیٰ حسین	بہر دل		شگوفہ پبلیکیشنز
۱۰۹	محبوب علی خاں اخگر	صفی اورنگ آبادی مشاہیر کی نظر میں	۲۰۰۸ء	مصنف
۱۱۰	مرزا مصطفیٰ علی بیگ	آئی ایم سوری	۱۹۹۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۱۱	مسکین علی حجازی ڈاکٹر	اداریہ نویسی	۱۹۹۱ء	سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
۱۱۲	مسلم ضیائی	روسی ظرافت	۱۹۴۴ء	
۱۱۳	مسیح انجم	در پردہ	۱۹۷۶ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۱۴	مسیح انجم	چنانچہ	۱۹۸۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۱۵	مسیح انجم	طرفہ تماشہ	۱۹۹۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۱۶	مصطفیٰ علی خاں فاطمی ڈاکٹر	سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد	۲۰۰۹ء	ڈاکٹر ایم۔اے۔کے فاطمی
۱۱۷	مضطر مجاز	موسم سنگ	۱۹۷۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۱۸	ممتاز مہدی	شامت اعمال	۱۹۹۴ء	اردو ریسرچ سنٹر حیدرآباد
۱۱۹	محمد برہان حسین	چند کلیاں نشاط کی	۱۹۸۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۲۰	محمد شمیم جیراجپوری	ابھرتے نقوش	۱۹۹۹ء	شعبہ رابطہ عامہ MANUU
۱۲۱	محمد طیب انصاری	چیدہ چیدہ آدمی	۲۰۱۱ء	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس دہلی

۱۲۲	محمد عبدالرزاق فاروقی	اودھ پنچ کی ادبی خدمات جلد اول	۲۰۰۳ء	مصنف
۱۲۳	محمد عبدالمنان	آندھرا پردیش کے اردو بیوں شاعروں اور مصنفین کی ڈائرکٹری	۲۰۰۰ء	اردو اکیڈیمی آندھرا پردیش حیدرآباد
۱۲۴	محمد ناظم علی ڈاکٹر	حیدرآباد کے ادبی رسائل آزادی کے بعد سے حال تک	۲۰۱۰ء	گونج پبلیکیشنز نظام آباد
۱۲۵	میر فاروق علی	بیکار کی باتیں	۱۹۹۴ء	مکتبہ شعر و حکمت حیدرآباد
۱۲۶	نامی انصاری	آزادی کے بعد اردو نثر میں طنز و مزاح	۱۹۹۷ء	معیار پبلی کیشنز دہلی
۱۲۷	نریندر لوتھر	مزاج پرسی	۱۹۷۳ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۲۸	نریندر لوتھر	الف تحاشا	۱۹۸۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۲۹	نریندر لوتھر	ہوائی کولمبس	۱۹۸۹ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۰	نزہت صدیقی نزہت	دیئے	۲۰۰۷ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۱	نصیرالدین احمد بوگس حیدرآبادی	فکر تونسوی شخصیت اور طنز نگاری	۱۹۸۰ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۳۲	نعیم زبیری	زرد زرد دھوپ	۱۹۹۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۳	نعیم زبیری	گونگے دریچے		شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۴	واجد ندیم	دو تولے کی زبان	۲۰۰۵ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۵	واجد ندیم	ادھورے خواب	۲۰۰۵ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۶	واجد ندیم	سخن دلنواز	۲۰۰۵ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۷	وجاہت علی سندیلوی	رقص تماشائی		شگوفہ پبلیکیشنز
۱۳۸	وزیر آغا	اردو ادب میں طنز و مزاح	۱۹۹۹ء	ایجوکیشنل بک ہاوس علی گڑھ
۱۳۹	یوسف امتیاز	ہم بھی تو کھڑے ہیں	۲۰۰۱ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۰	یوسف امتیاز	پرچھائیاں	۲۰۰۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۱	یوسف امتیاز	نو پرابلم	۲۰۰۴ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۲	یوسف امتیاز	پرچھائیوں کے دیس میں	۲۰۰۶ء	شگوفہ پبلیکیشنز

۱۴۳	یوسف امتیاز	دامنِ یوسف	۲۰۰۸ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۴	یوسف کمال ڈاکٹر	زمین کی کہانی	۱۹۸۲ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۵	یوسف ناظم	سائے اور ہمسائے	۱۹۷۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۴۶	یوسف ناظم	فقط	۱۹۷۵ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۴۷	یوسف ناظم	البتہ	۱۹۸۱ء	زندہ دلانِ حیدرآباد
۱۴۸	یوسف ناظم	امریکہ میری عینک سے	۱۹۹۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۴۹		اردو اکیڈمی آندھراپردیش کے تین سال		اردو اکیڈیمی آندھراپردیش
۱۵۰		شاد و نیاز	۱۹۹۳ء	شگوفہ پبلیکیشنز
۱۵۱		مملکت آصفیہ میں اردو زبان کی ترویج و ترقی	۲۰۰۲ء	ایچ ای ایچ دی نظامس اردو ٹرسٹ حیدرآباد

غیر مطبوعہ مقالے

نشان سلسلہ	مقالہ برائے	مقالہ بعنوان	مقالہ نگار	نگران	جامعہ کا نام	ماہ و سال
۱	ایم۔فل	حیدرآباد کے اردو اداروں کی ادبی خدمات	شفیقہ قادری		یونی ورسٹی آف حیدرآباد	۱۹۸۲ء
۲	ایم۔فل	مجلہ عثمانیہ کی ادبی خدمات	محمد عطاء اللہ خاں	پروفیسر محمد انور الدین	یونی ورسٹی آف حیدرآباد	۱۹۸۸ء
۳	ایم۔فل	شگوفہ کی ادبی خدمات	عزیز ابرار	پروفیسر رحمت یوسف زئی	یونی ورسٹی آف حیدرآباد	۱۹۸۹ء
۴	ایم۔فل	مسیح انجم بہ حیثیت مزاح نگار	عاقلہ سلطانہ	پروفیسر رحمت یوسف زئی	یونی ورسٹی آف حیدرآباد	۱۹۹۹ء
۵	ایم۔فل	ماہنامہ شگوفہ کی ادبی خدمات	سیدہ اسریٰ فاطمہ	پروفیسر مجید بیدار	عثمانیہ یونی ورسٹی	۲۰۰۹ء
۶	پی ایچ۔ڈی	حیدرآباد میں طنز و مزاح کی ایک صدی ۱۹۰۱ء تا ۲۰۰۰ء	میر حشمت علی	ڈاکٹر حبیب نثار	یونی ورسٹی آف حیدرآباد	۲۰۱۰ء

شگوفہ کا غیر مطبوعہ اشاریہ

نشان سلسلہ	اشاریہ	اشاریہ نگار	مدیر
۱	ماہنامہ شگوفہ کا اشاریہ نومبر ۱۹۶۶ء تا ۲۰۰۹ء (نثر)	ڈاکٹر سید ممتاز مہدی	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال
۲	ماہنامہ شگوفہ کا اشاریہ نومبر ۱۹۶۶ء تا ۲۰۰۹ء (نظم)	ڈاکٹر سید ممتاز مہدی	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال

غیر مطبوعہ خاکے

نشان سلسلہ	خاکہ بنام	خاکہ نگار	ماخوذ از
۱	مصطفیٰ کمال کمال کے آدمی	رشید الدین	مخزونہ کتب خانہ سید مصطفیٰ کمال

۲	ادھورا خاکہ سید مصطفیٰ کمال	زاہد علی خاں اثر	مخزونہ کتب خانہ سید مصطفیٰ کمال
۳	نظم ہدیہ تبریک	ڈاکٹر سید عباس متقی	سید مصطفیٰ کمال کے دیوان خانہ میں لگے فریم سے ماخوذ

مطبوعہ خاکے ر مضامین

نشان سلسلہ	خاکہ نگار	خاکہ بنام	ماخوذ از
۱	اسد رضا	ادیب بے مثال سید مصطفیٰ کمال	روزنامہ راشٹریہ سہارا یکم اگست ۲۰۱۰ء
۲	عابد معز	پہلودار شخصیت ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	۱۱راگست ۱۹۹۱ء
۳	مسیح انجم	کیا باکمال شخص ہے مصطفیٰ کمال	طرفہ تماشہ سنہ اشاعت ۱۹۹۳ء
۴	رشید عبدالسمیع جلیل	سید مصطفیٰ کمال پہلودار شخصیت	

نیوز میگزین

نشان سلسلہ	میگزین کا نام	یونی ورسٹی کا نام	شمارہ	ماہ وسال
۱	اردو یونی ورسٹی میگزین	مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی	۶	دسمبر ۲۰۰۲ء
۲	اردو یونی ورسٹی میگزین	مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی	۸	اکتوبر ۲۰۰۴ء

ہفت وار

نشان سلسلہ	تبصرہ	مبصر	ہفت وار	مورخہ
۱	حیدرآباد میں اردو کی ترقی	فضیل جعفری	اردو بلٹز۔ بمبئی	۶راپریل ۱۹۹۱ء

روزنامے حیدرآباد

ن س	روزنامہ	نفس مضمون	نام	مضمون نگار	مورخہ
۱	ملاپ				۱۹رمارچ ۱۹۶۲ء
۱	رہنمائے دکن	مضمون	جامعہ عثمانیہ (عہد عثمانیہ کی سب سے بڑی یادگار	سید مصطفیٰ کمال	۱۴رمئی ۱۹۶۷ء
۲	رہنمائے دکن	مضمون	ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے	سید مصطفیٰ کمال	۱۴راگست ۱۹۶۷ء
۳	رہنمائے دکن	مضمون	آج روز وصال فانی ہے	سید مصطفیٰ کمال	۲۸راگست ۱۹۶۷ء
۴	رہنمائے دکن	اداریہ	فلمی فن کار اور اردو	سید مصطفیٰ کمال	۲۰رنومبر ۱۹۶۷ء

۵	رہنمائے دکن	تبصرہ	ضیائے نور دیوان عبدالکریم نور (شاگرد توفیق)	سید مصطفیٰ کمال	۲۲؍اپریل ۱۹۶۸ء
۶	رہنمائے دکن	روداد	ادبی ٹرسٹ کا تیسرا کل ہند مشاعرہ	سید مصطفیٰ کمال	۶؍مئی ۱۹۶۸ء
۷	رہنمائے دکن	اداریہ	مزار فانی کا مزید تحفظ	سید مصطفیٰ کمال	۲؍ستمبر ۱۹۶۸ء
۸	رہنمائے دکن	اداریہ	اردو کے عظیم ادیب کرشن چندر کو خراج تحسین	سید مصطفیٰ کمال	۱۴؍اکتوبر ۱۹۶۸ء
۹	رہنمائے دکن	تبصرہ	غالب نمبر شبستان اردو ڈائجسٹ	سید مصطفیٰ کمال	۱۴؍اپریل ۱۹۶۹ء
۱۰	رہنمائے دکن	اداریہ	اردو ذریعہ تعلیم کا مسئلہ عملی اقدام کی ضرورت	سید مصطفیٰ کمال	۲؍فروری ۱۹۷۰ء
۱۱	رہنمائے دکن	تعزیت	خورشید احمد جامی کو خراج عقیدت	سید مصطفیٰ کمال	۱۶؍مارچ ۱۹۷۰ء
۱۲	رہنمائے دکن	تبصرہ	نیا آدم ہفت وار کے مخدوم نمبر پر تبصرہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۶؍اپریل ۱۹۷۰ء
۱۳	رہنمائے دکن	اداریہ	انجمن ترقی پسند مصنفین	سید مصطفیٰ کمال	۱۷؍اپریل ۱۹۷۰ء
۱۴	رہنمائے دکن	اداریہ	سلیمان اریب (اریب کے سانحہ ارتحال پر شعر و ادب کا خراج)	سید مصطفیٰ کمال	۲۱؍ستمبر ۱۹۷۰ء
۱۵	رہنمائے دکن	انٹرویو	"نیرنگ" کے پروگرام ایگزیکٹیو مسٹر عزیز قیسی سے بات چیت	سید مصطفیٰ کمال	۱۲؍اکتوبر ۱۹۷۰ء
۱۶	رہنمائے دکن	بحث	دکنی زبان ایک تہذیب ورثہ یا تمسخر کا وسیلہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۶؍نومبر ۱۹۷۰ء
۱۷	رہنمائے دکن	تبصرہ	کتاب کی کہانی مصنف سید احمد حسین نقوی	سید مصطفیٰ کمال	۱۱؍جنوری ۱۹۷۱ء
۱۸	رہنمائے دکن	اداریہ	پرانے شہر کے ادبی کنونشن پر ایک نظر	سید مصطفیٰ کمال	۱۵؍اکتوبر ۱۹۷۱ء
۱۹	رہنمائے دکن	اداریہ	یوم سرسید ماضی کا جائزہ مستقبل کا عزم	سید مصطفیٰ کمال	۱۸؍اکتوبر ۱۹۷۱ء
۲۰	رہنمائے دکن	تبصرہ	ہندوستان کی معاشی ترقی حصہ اول	سید مصطفیٰ کمال	۲۱؍فروری ۱۹۷۲ء
۲۱	رہنمائے دکن	تبصرہ	حرف شوق از محمد منظور احمد	سید مصطفیٰ کمال	۱۰؍اپریل ۱۹۷۲ء
۲۲	رہنمائے دکن	تبصرہ	سائیڈ سے چلیے از مسیح انجم	سید مصطفیٰ کمال	۲۴؍اپریل ۱۹۷۲ء
۲۳	رہنمائے دکن	اداریہ	ہفت روزہ شعر و ادب	سید مصطفیٰ کمال	۱۴؍مئی ۱۹۷۴ء
۲۴	سیاست	تبصرہ	حیدرآباد میں اردو کی ترقی از سید مصطفیٰ کمال	قیصر تمکین	۲۵؍مارچ ۱۹۹۱ء
۲۵	سیاست	مضمون	مصطفیٰ کمال کا شگوفہ	یوسف ناظم	۶؍مئی ۱۹۹۱ء
۲۶	سیاست	رپورٹ	شعبہ اردو سنٹرل یونی ورسٹی میں مصطفیٰ کمال کا خیر مقدم		۲؍مئی ۲۰۰۹ء
۲۷	سیاست	مضمون	ماہنامہ شگوفہ چالیس ویں پائیدان پر	صابر علی سیوانی	۷؍جنوری ۲۰۱۲ء
۲۸	منصف		جلد ۸ شمارہ ۱۲۶ ص ۶		۹؍مئی ۱۹۸۴ء

۲۹	منصف	خاکہ	پہلو دار شخصیت ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	ڈاکٹر عابد معز	۱۱راگست ۱۹۹۱ء
۳۰	منصف	تبصرہ	حیدرآباد میں اردو کی ترقی از سید مصطفیٰ کمال	ڈاکٹر سلیمان اطہر جاوید	۱۹رجنوری ۱۹۹۲ء
۳۱	راشٹریہ سہارا	مضمون	دکن میں طنز و مزاح کی روایت	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	۳۱راگست ۲۰۰۶ء
۳۲	راشٹریہ سہارا	خاکہ	ادیب بے مثال سید مصطفیٰ کمال	اسد رضا	۱راگست ۲۰۱۰ء
۳۳	اعتماد	خاکہ	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال عصر حاضر کی باکمال شخصیت	رشید عبدالسمیع جلیل	۲۸رمئی ۲۰۰۷ء
۳۴	اعتماد	مضمون	مجرد گاہ (بیچلر کوارٹرس) اور معظم جاہی مارکٹ	الیف۔ ایم سلیم	۷رجون ۲۰۰۹ء

ڈیڑھ ماہی رسالے

نشان سلسلہ	مدیر	نام رسالہ	جلد	شمارہ	ماہ وسال
۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱	۱	نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۸ء
۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲	۷	اگست۔ ستمبر ۱۹۷۰ء
۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳	۲	جنوری۔ فروری ۱۹۷۱ء

ماہ نامے

نشان سلسلہ	مدیر	نام ماہ نامہ	جلد	شمارہ	ماہ وسال
۱	ناصر کرنولی	پونم حیدرآباد			مئی ۱۹۶۸ء
۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱	۴	مارچ ۱۹۶۹ء
۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴	۲	فروری ۱۹۷۲ء
۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۵	۶	جون ۱۹۷۳ء
۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۶	۴	ستمبر ۱۹۷۳ء
۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۷	۹	ستمبر ۱۹۷۴ء
۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۸	۱۲	دسمبر ۱۹۷۵ء
۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۹	۹	ستمبر ۱۹۷۶ء
۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۰	۳	مارچ ۱۹۷۷ء
۱۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۰	۱۱	نومبر ۱۹۷۸ء

۱۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۱	۵	مئی ۱۹۷۸ء
۱۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۱	۱۱	نومبر ۱۹۷۸ء
۱۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۲	۲	فروری ۱۹۷۹ء
۱۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۲	۳	مارچ ۱۹۷۹ء
۱۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۲	زائد شمارہ	جولائی ۱۹۷۹ء
۱۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۳	۴	اپریل ۱۹۸۰ء
۱۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۴	۱	جنوری ۱۹۸۱ء
۱۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۴	۲	فروری ۱۹۸۱ء
۱۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۵	۲	فروری ۱۹۸۲ء
۲۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۵	۳	مارچ ۱۹۸۲ء
۲۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۵	۱۱	نومبر ۱۹۸۲ء
۲۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۶	۶	جون ۱۹۸۳ء
۲۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۷	۲	فروری ۱۹۸۴ء
۲۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۷	۶	جون ۱۹۸۴ء
۲۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۸	۱	جنوری ۱۹۸۵ء
۲۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۸	زائد شمارہ	جون ۱۹۸۵ء
۲۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۹	۴	اپریل ۱۹۸۶ء
۲۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۹	۹	ستمبر ۱۹۸۶ء
۲۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۱۹	۱۲	دسمبر ۱۹۸۶ء
۳۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۰	زائد شمارہ	نومبر ۱۹۸۷ء
۳۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۱	۶	جون ۱۹۸۸ء
۳۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۳	۲	فروری ۱۹۹۰ء
۳۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۳	۶	جون ۱۹۹۰ء
۳۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۴	۳	مارچ ۱۹۹۱ء

۳۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۴	۷	جولائی ۱۹۹۱ء
۳۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۴	۹	ستمبر ۱۹۹۱ء
۳۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۵	۱۰	اکتوبر ۱۹۹۲ء
۳۸		نوائے ادب، ممبئی			اکتوبر ۱۹۹۲ء
۳۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۵	۱۲	دسمبر ۱۹۹۲ء
۴۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۱۔۲	فروری ۱۹۹۴ء
۴۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۴	اپریل ۱۹۹۴ء
۴۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۵	مئی ۱۹۹۴ء
۴۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۷	جولائی ۱۹۹۴ء
۴۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۱۰	اکتوبر ۱۹۹۴ء
۴۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۷	۱۱	نومبر ۱۹۹۴ء
۴۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۸	۷	جولائی ۱۹۹۵ء
۴۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۸	۱۲	دسمبر ۱۹۹۵ء
۴۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۹	۷	جولائی ۱۹۹۶ء
۴۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۹	۹	ستمبر ۱۹۹۶ء
۵۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۹	۱۱	نومبر ۱۹۹۶ء
۵۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۲۹	۱۲	دسمبر ۱۹۹۶ء
۵۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۰	۵	مئی ۱۹۹۷ء
۵۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۰	۶	جون ۱۹۹۷ء
۵۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۰	۸	اگست ۱۹۹۷ء
۵۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۰	۹	ستمبر ۱۹۹۷ء
۵۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۱	۲	فروری ۱۹۹۸ء
۵۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۱	۷	جولائی ۱۹۹۸ء
۵۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۲	۸	اگست ۱۹۹۹ء

۵۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۳	۷	نومبر ۲۰۰۰ء
۶۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۳	۱۱	نومبر ۲۰۰۰ء
۶۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۳	مارچ ۲۰۰۱ء
۶۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۵	مئی ۲۰۰۱ء
۶۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۶	جون ۲۰۰۱ء
۶۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۷	جولائی ۲۰۰۱ء
۶۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۹	ستمبر ۲۰۰۱ء
۶۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۱ء
۶۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۴	۱۲	دسمبر ۲۰۰۱ء
۶۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۵	۳	مارچ ۲۰۰۲ء
۶۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۵	۴	اپریل ۲۰۰۲ء
۷۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۵	۸	اگست ۲۰۰۲ء
۷۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۵	۱۱	نومبر ۲۰۰۲ء
۷۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۶	۲	فروری ۲۰۰۳ء
۷۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۶	۷	جولائی ۲۰۰۳ء
۷۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۶	۸	اگست ۲۰۰۳ء
۷۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۶	۹	ستمبر ۲۰۰۳ء
۷۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	۳	مارچ ۲۰۰۴ء
۷۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	خصوصی شمارہ	جون ۲۰۰۴ء
۷۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	۶	جون ۲۰۰۴ء
۷۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	۷	جولائی ۲۰۰۴ء
۸۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۴ء
۸۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۷	۱۱	نومبر ۲۰۰۴ء
۸۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۲	فروری ۲۰۰۵ء

۸۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۳	مارچ ۲۰۰۵ء
۸۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۵	مئی ۲۰۰۵ء
۸۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۷	جولائی ۲۰۰۵ء
۸۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۸	اگست ۲۰۰۵ء
۸۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۵ء
۸۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۸	۱۲	دسمبر ۲۰۰۵ء
۸۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۳۹	۳	مارچ ۲۰۰۶ء
۹۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۰	۳	مارچ ۲۰۰۷ء
۹۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۰	۶	جون ۲۰۰۷ء
۹۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۰	۷	جولائی ۲۰۰۷ء
۹۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۰	۹	ستمبر ۲۰۰۷ء
۹۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۰	۱۱	نومبر ۲۰۰۷ء
۹۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۱	۱۱	مارچ ۲۰۰۸ء
۹۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۱	۷	جولائی ۲۰۰۸ء
۹۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۱	۱۰	اکتوبر ۲۰۰۸ء
۹۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۱	۱۲	دسمبر ۲۰۰۸ء
۹۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۲	۳	مارچ ۲۰۰۹ء
۱۰۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۲	۸	جون ۲۰۰۹ء
۱۰۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۲	۶	اگست ۲۰۰۹ء
۱۰۲	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۳	۲	فروری ۲۰۱۰ء
۱۰۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۳	۳	مارچ ۲۰۱۰ء
۱۰۴	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۳	۶	جون ۲۰۱۰ء
۱۰۵	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۳	۷	جولائی ۲۰۱۰ء
۱۰۶	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدرآباد	۴۴	۲	فروری ۲۰۱۱ء

۱۰۷	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۴	۳	مارچ ۲۰۱۱ء
۱۰۸	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۴	۴	اپریل ۲۰۱۱ء
۱۰۹	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۴	۶	جون ۲۰۱۱ء
۱۱۰	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۴	۹	ستمبر ۲۰۱۱ء
۱۱۱	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۴	۱۱	نومبر ۲۰۱۱ء
۱۱۲	افتخار امام صدیقی	شاعر ممبئی	۸۲	۱۱	نومبر ۲۰۱۱ء
۱۱۳	ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال	شگوفہ حیدر آباد	۴۶	۴	اپریل ۲۰۱۳ء

سہ ماہی

نشان سلسلہ	مدیر	سہ ماہی	جلد	شمارہ	ماہ وسال
۱	خلیل احمد	''طنز ومزاح'' بنگلور	۱	۱	جولائی تا ستمبر ۲۰۱۰ء
۲	خلیل احمد	''طنز ومزاح'' بنگلور	۲	۴	اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۱ء

سال نامے رسوونیر

ن س	سال نامہ یا سوونیر	نام	مدیر	جلد	شمارہ	ماہ وسال
۱	سال نامہ	مجلہ عثمانیہ 'دکنی ادب نمبر'	مصطفیٰ کمال	۳۶	۶۵	۶۴۔۱۹۶۳ء
۲	سوونیر	مزاح نگاروں کی کل ہند کانفرنس	ناصر کرنولی رمصطفیٰ کمال رحفیظ قیصر			مئی ۱۹۶۶ء
۳	سوونیر	دوسرا کل ہند مزاحیہ مشاعرہ	ناصر کرنولی رمصطفیٰ کمال رحید رصدیقی			مئی ۱۹۶۷ء
۴	سوونیر	کل ہند مزاحیہ مشاعرہ				فروری ۱۹۶۸ء
۵	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳	۱	دسمبر ۷۰۔جنوری ۷۱
۶	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴	۱	دسمبر ۷۱۔جنوری ۷۲
۷	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۵	۱	دسمبر ۷۲۔جنوری ۷۳
۸	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۷	۱	جنوری ۱۹۷۴ء
۹	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۸	۱	جنوری ۱۹۷۵ء
۱۰	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۹	۱	جنوری ۱۹۷۶ء

۱۱	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۰	۱	جنوری ۱۹۷۷ء
۱۲	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۱	۱	جنوری ۱۹۷۸ء
۱۳	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۲	۱	جنوری ۱۹۷۹ء
۱۴	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۳	۱	جنوری ۱۹۸۰ء
۱۵	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۴	۱	جنوری ۱۹۸۱ء
۱۶	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۵	۱	جنوری ۱۹۸۲ء
۱۷	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۶	۱	جنوری ۱۹۸۳ء
۱۸	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۷	۱	جنوری ۱۹۸۴ء
۱۹	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۸	۱	جنوری ۱۹۸۵ء
۲۰	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۱۹	۱	جنوری ۱۹۸۶ء
۲۱	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۰	۱	جنوری ۱۹۸۷ء
۲۲	سوونیر	خاتون شاعرات کا کل ہند مشاعرہ	محمد غوث الدین			فروری ۱۹۸۷ء
۲۳	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۱	۱	جنوری ۱۹۸۸ء
۲۴	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۲	۱	جنوری ۱۹۸۹ء
۲۵	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۳	۱	جنوری ۱۹۹۰ء
۲۶	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۴	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۱ء
۲۷	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۵	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۲ء
۲۸	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۶	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۳ء
۲۹	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۷	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۴ء
۳۰	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۸	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۵ء
۳۱	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۲۹	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۶ء
۳۲	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۰	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۷ء
۳۳	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۱	۱	جنوری ۱۹۹۸ء
۳۴	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۲	۱۔۲	جنوری۔فروری ۱۹۹۹ء

۳۵	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۳	۱	جنوری۔فروری ۲۰۰۰ء
۳۶	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۴	۱۔۲	جنوری۔فروری ۲۰۰۱ء
۳۷	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۵	۱۔۲	جنوری۔فروری ۲۰۰۲ء
۳۸	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۶	۱	جنوری ۲۰۰۳ء
۳۹	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۷	۱	جنوری ۲۰۰۴ء
۴۰	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۸	۱	جنوری ۲۰۰۵ء
۴۱	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۳۹	۱	جنوری ۲۰۰۶ء
۴۲	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۰	۱	جنوری ۲۰۰۷ء
۴۳	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۱	۱	جنوری ۲۰۰۸ء
۴۴	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۲	۱	جنوری ۲۰۰۹ء
۴۵	سال نامہ	مجلہ عثمانیہ		۳۶	۶۵	۲۰۰۹ء
۴۶	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۳	۱	جنوری ۲۰۱۰ء
۴۷	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۴	۱	جنوری ۲۰۱۱ء
۴۸	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۵	۱	جنوری ۲۰۱۲ء
۴۹	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۶	۱	جنوری ۲۰۱۳ء
۵۰	سال نامہ	شگوفہ	سید مصطفیٰ کمال	۴۷	۱	جنوری ۲۰۱۴ء

انٹرویو

نشان سلسلہ	انٹرویو	انٹرویو نگار	مقام انٹرویو	مورخہ
۱	سلیمان محمد	عزیز ابرار	ایوان اردو حیدرآباد	۷؍دسمبر ۱۹۸۸ء
۲	محمد سعادت علی خان	عزیز ابرار	دفتر زندہ دلانِ حیدرآباد	۲۰؍دسمبر ۱۹۸۸ء
۳	محمد حمایت اللہ	عزیز ابرار	مکان موصوف حیدرآباد	۲۰؍دسمبر ۱۹۸۸ء
۴	مرزا مصطفیٰ علی بیگ	عزیز ابرار	دفتر ہاؤزنگ کارپوریشن	۲۱؍دسمبر ۱۹۸۸ء
۵	اعجاز قریشی	عزیز ابرار	دفتر بھارت نیوز حیدرآباد	۲۶؍دسمبر ۱۹۸۸ء

۶	گیان چند جین پروفیسر	عزیز ابرار	یونی ورسٹی کیمپس حیدرآباد	۲۰ر ستمبر ۱۹۸۹ء
۷	نریندر لوتھر	عزیز ابرار	مکان موصوف حیدرآباد	۲۱ر نومبر ۱۹۸۹ء
۸	سید مصطفیٰ کمال	محمد انورالدین	مکان موصوف حیدرآباد	۱۱ر جنوری ۲۰۱۲ء
۹	سید مصطفیٰ کمال	محمد انورالدین	مکان موصوف حیدرآباد	۱۶ر جنوری ۲۰۱۲ء
۱۰	محمد وحیدالدین عاصم	محمد انورالدین	صمدانی کلینک مشیرآباد	۱۲ر فروری ۲۰۱۲ء

اعلامیے

1) College of Languages Notification5600/H/989/64/Acad.Dated:23Sep.1966.
2) College of Languages Notification93/H2/65 Dated:8Nov.1966
3) College of Languages Notification11227/H/1107/67Acad.17Feb.1968
4) College of Languages Notification1/H22/66 Dated:27Sep.1968.
5) College of Languages Noticaion981/51/68 Dated:28Mar.1969.
6) "SHGOOFA" office of the Registrar of Newspaper for India (Ministry of information and broad casting) Dated:6May1969 notification:o.p-3(91)/68RNI.
7) Decleration:Deputy Commissioner of police and Addl.Dist. Magistrate Hyd.Dated:04June1973.
8) Osmania University Examinations Branch Notification: Ref.No.02/Ph.D./Exams./48.

تعارفِ مصنف

نام : محمد انورالدین

ولد : محترم محمد معین الدین صاحب مدظلہ العالی

تعلیمی قابلیت : ۱) بی۔کام اردو آرٹس ایوننگ کالج حمایت نگر حیدرآباد (عثمانیہ یونی ورسٹی)

۲) ایم۔اے (عربی) اے۔کے۔ایم کالج کاچی گوڑہ حیدرآباد (عثمانیہ یونی ورسٹی)

۳) ایم۔اے (اردو) مولانا ابوالکلام آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی حیدرآباد

۴) نیٹ (یو جی سی)

۵) پی جی ڈی ایم ٹی یو (یونی ورسٹی آف حیدرآباد)

۶) ایم۔فل (یونی ورسٹی آف حیدرآباد)

۷) (پی ایچ۔ڈی) (یونی ورسٹی آف حیدرآباد)

شریک مدیر : سہ ماہی پھولبن حیدرآباد

شریک معتمد : انجمن اتحاد طلبائے قدیم اردو آرٹس (ایوننگ) کالج حمایت نگر حیدرآباد

کوآرڈینیٹر : جیشا ایجوکیشن سوسائٹی (رجسٹرڈ) سکندرآباد

ممبر : انجمن ترقی اردو آندھرا پردیش حیدرآباد

مطبوعات

۱) اردو زبان سیکھنے کے لیے آسان اردو بار اول ۲۰۱۲ء

اردو زبان سیکھنے کے لیے آسان اردو بار دوم ۲۰۱۳ء

اردو زبان سیکھنے کے لیے آسان اردو بار سوم ۲۰۱۴ء

۲) معجزۂ فن مصنفہ پروفیسر لئیق صلاح مرتب محمد انورالدین ۲۰۱۴ء

۳) بھلائے نہ بھولیں مصنف شاہد حسین زبیری مرتب محمد انورالدین ۲۰۱۴ء

۴) قرآن مجید کا خلاصہ بچوں کے لیے مؤلف پروفیسر ضیاءالدین انصاری مرتب محمد انورالدین ۲۰۱۴ء

۵) نگارشات (پروفیسر لئیق صلاح کی بہترین تحریریں) مرتب محمد انورالدین (زیرِ طبع)

۶) محمد جمالؒ حیات اور خدمات مصنف محمد انورالدین (زیرِ طبع)